Piyāre Lal, Bābū

Mulk-i ʿadam

مُلک عدم

SECRET WORLD

مرنے کے بعد انسان کی روح کہان جاتی ہے۔ فرشتے کیسے ہوتے ہین اور کہان رہتے ہین۔ ہم اپنے مُردے رشتہ دارون سے کسی طرح ملاقات کرسکتے ہین اور وہ ہماری کچھ مدد بھی کرسکتے ہین یا نہین۔ دُنیا کب پیدا ہوئی اور کس طرح۔ قیامت کیسے ہوتی ہے۔ خدا کا گھر کہان ہے۔ ہم اس مُصیبت کی بھری دُنیا مین کیون پیدا ہوئے ہین۔ تقدیر تدبیر کا فیصلہ۔ نیکی بدی کا مقابلہ۔ مسئلہ تناسخ۔ بیشمار کائنات جنکے ہر ذرّہ مین بیشمار مخلوقات۔ جانور و درختون مین روح ہے یا نہین۔ ایسے اہم مسئلون کا حل علمی دلائل کے ساتھ جسکو ہر مذہب والے مان لین۔ آجتک کے تمام فلاسفرون کی

تحقیقات کا نچوڑ اور فیصلہ

مُصنّفہ

بابو پیارے لعل زمیندار بروٹھا ضلع علی گڈھ

مصنّف جوہر نباتات۔ جوہر حیوانات۔ جوہر مشاہیر۔ جوہر غیب۔ جوہر حکمت۔ جوہر قانون۔ جوہر تفریح۔ جوہر تحقیقات۔ جوہر معدنیات۔ جوہر ریاضی۔ دُنیا کی سیر۔ دلائل قدرت۔ وغیرہ

مطبوعہ ودیا ساگر پریس بروٹھا

طبع اوّل ۱۰۰۰ جلد　　سنہ ۱۸۹۸ء　　قیمت فی جلد [illegible]

دیباچہ

دنیا مین مصیبت و جہالت کی زیادتی ہے اوسکا کم کرنا ہی پرم دہرم ہے

ہمارے سامنے صدہا آدمی مرگئے اور جتنے موجود ہین یہ سب بھی مرینگے۔ مگر یہ معلوم نہین کہ مرنیکے بعد ہم کہان جاوینگے اور وہان ہمکو کیا کرنا پڑیگا و کس حالت مین رہنا ہوگا جس جگہہ کا سفر درپیش ہے اگر وہانکی کیفیت پیشتر سے معلوم ہوجاوے تو توشہ کا بندوبست بخوبی کرسکین۔

ہماری مراد یہان جسم سے نہین ہے جو مثل کفن کے مٹی مین ملجاویگا یا جسکو جانور کھالینگے۔ وہ بولنے اور چلنے والی قوّت کیا ہوی جسکے بغیر یہ مٹی کیطرح پڑا ہے۔ ہاتھہ آنکھہ مُنہ سب وہی ہین مگر ہنس کے اڑجانیسے سب کا ست نکل گیا اور بیکار ہوگئے۔ اب نہ اوسکو غصّہ آتا ہے نہ خوشی ہے نہ کچھہ خواہش ہے۔

مُردے کے ساتھہ مرگھٹ تک جاتے وقت ہر شخص کیسا فلاسفر بنجاتا ہے مگر لوٹ کر ہاتھہ پیر دہوئے کہ وہ سارے خیالات بھی دہوکر بہادئے گنگری کے ساتھہ پیچھے پھینکدئے۔ اگر پھر اونہین دُنیاوی جھگڑونمین پھنس گئے اور لگے دوسرے کی گرہ یا گردن کاٹنے۔ ہم روزمرّہ دیکھتے ہین کہ ہر شخص مرتا ہے اور تمام بکھیڑے یہین چھوڑکر خالی ہاتھہ چلاجاتا ہے ایک سوی بھی ساتھہ نہین جاتی مگر ہماری عقل پر ایسا پردہ پڑا ہے کہ ہم ساری دُنیا کی دولت سمیٹ کر اپنا گھر بھرنا چاہتے ہین اور ایسا عالیشان محل بناتے ہین کہ گویا ہمیشہ یہان رہنا ہے۔

انسان کی جہالت کا تو اسمین سراسر قصور ہے مگر کچھہ الہ نیان کی بھی مصلحت معلوم ہوتی ہے جو یہ راز ہمپر ظاہر نہونے دیا۔ قدرت کی ساری باتین گو موٹی قلم سے لکھی ہین مگر ایسی دقیق پیچدار عبارتمین ہین کہ سوراپورا ہی معنی لگا سکتا ہے۔ ابتک اس عقدہ کو کسی نے حل نہ کیا۔ بڑے عالم فلاسفرون نے اسکو انسانی عقل کی قوّت رسائی سے باہر سمجھکر خیال کرنا ہی فضول سمجھا۔ اسکا ذکر صرف مذہبی کتابونمین ہے مگر وہ ڈرانے یا سمجھانیکے واسطے ایک بناوٹی سبز باغ ہے۔ اگر وہ اصلی ہوتا تو سب مذہبونمین ایکسا ہوتا۔

اس سوال کے کھٹائی مین پڑے رہنے سے ہی دُنیا مین اسقدر مصیبت بڑہ گئی۔ بادشاہ حکومت کی لالچ سے ہزارہا بندگان کا خون بہاتے ہین۔ بہائی بھائیون مین مقدمہ بازی ہے۔ شہوت نفسانی نے کسی کا ننگ و ناموس برباد کیا۔ مذہبی تعصّب کی آگ سے کہین مُلک کا مُلک جل اوٹھا۔ کوئی نشہ دولت مین چور ہے کوئی مایوسی کا مارا مرتا۔ انسان کا اصلی کام جو باہم محبّت سے رہنے کا تھا اب صرف اوسکا نام باقی ہے

ہم اس سوال کو حل کرنا نہایت ضروری و مفید سمجھتے ہین۔ ہم جانتے ہین کہ منزل بہت دور ہے اور

اوس تک پہونچنا اگر ممکن ہے تو دشوار بھی ہے مگر ہم اس خوف سے ہمت ہار کر خاموش نہ بیٹھینگے بلکہ پوری طاقت سے اوسطرف دوڑینگے اور اگر اپنی عمر و علمیئت محدود ہونیکی وجہ سے اوسکو طے نہ کرسکین تو کم از کم اوس سے بہت نزدیک جا پہونچین گے۔ علمی ترقی نے اب راستہ بہت صاف کردیا ہے اور ایسی روشنی پیدا کردی ہے جسکے اوجالے مین ہم بہت دور جا سکتے ہین۔

چونکہ اسمین حواس خمسہ کی مدد کچھہ کام نہین دیتی یہ مسئلہ تو عقل لڑانیسے ہی حل ہوسکتا ہے اسلیے جہان تک ہماری عقل کا گھوڑا دوڑیگا اور علمی سڑک ہم کو چلنے کو ملیگی ہم ایسے اصول دریافت کرینگے جو سب سے زیادہ قرین قیاس ہون۔ ممکن ہے کہ ہماری عقل خطا کرے اور ہم ایک غلط رائے قایم کرین مگر جو دلائل ہم پیش کرینگے وہ ایسے ہونگے کہ ہر ایک محقق عالم کو اونسے ہی اور اوسیطرح پر کام لینا پڑیگا۔ اسطرح اگر ہم بالفرض اپنے ارادے مین پورے کامیاب نہ ہون تاہم اسقدر روشنی اس مسئلہ پر ضرور ڈال دینگے کہ کوئی دوسرا عالم اوسکو پہر کسی اور طرح پر جلد حل کرسکے یا ہماری تحقیقات مین کچھہ اضافہ کرے۔

جو کچھہ ہم اسمین بیان کرین گے وہ ہمارا دلی عقیدہ ہے جسپر ہم بہت چھان بین کے بعد پہونچے ہین اور جو صدہا فلاسفرون کے خیالات کا موازنہ کرنیسے ہمکو زیادہ قابل اطمینان معلوم ہوا ہے۔ ابتک اتنا کسی عالم نے لکہا ہے نہ اس سے زیادہ کچھہ اس وقت معلوم ہوسکتا ہے گویا یہ دُنیا کی آجتک کی علمی تحقیقات کا نچوڑ ہے۔ آجکل کے فلاسفر و مصنّف اکثر متعصّب و کسی خاص فرقہ کے ہوتے ہین دوسرا نقص اونمین یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی ایک شاخ علم کے ماہر ہوتے ہین۔ اسلیے اونکے قول ایسے مُعتبر نہین ہوتے جو ہر خیال و ہر مذہب کے آدمی کا اطمینان کرسکین۔

ایسے اصول کی سب کو تلاش ہے مگر کوی عالمگیر گرو ایسا نہین ملتا جو تمام علوم کا عالم باکمال ہو جسپر بہروسا کرسکین۔ فرانس مین ایک فلاسفر اس درجہ کا ہے جسکا قول پتہر کی لکیر مان سکتے ہین۔ اوسنے دُنیا بہر کے ہر قسم کے حیوانات و بناتات کو تلاش کرکے اونکی بناوٹ پر غور کیا۔ کئی ہزار قسم کی مکڑیان دریافت کین۔ اوسنے سمندر کی تہ کے درخت اور جانورونکو جاکر دیکہا اوسنے یہانتک بتلا دیا کہ طوفان نوح سے پہلے مخلوقات کس قسم کی ہوا کرتے تہے۔ اوس محقق عالم نے تمام فرنگی سائینسیے اور فلاسفرون کے اقوال کو ملاکر جو رائے قایم کی وہی ہمکو زیادہ وزن دار معلوم ہوئی۔ اسلیے ہم کچھہ اوسکا مطلب کچھہ اپنے خیالات اور کچھہ شاسترون کے اصول ملاکر یہ طرفہ معجون اپنے ہم وطن متلاشیان حق کیواسطے تیار کرتے ہین۔

دُنیا کتنی بڑی ہے

یہ سوال اگر کسی تالاب کے مینڈہک مچھلیون سے پوچھا جاوے تو وہ کہین گے کہ دُنیا اِس کنارے سے اُس کنارے تک ہے اِسکے باہر کچھ ہنین۔ ہم اِس جواب پر ہنسین گے مگر جب کوئی ہم سے یہی سوال کرے تو ہم بھی ٹھیک ایسا ہی جواب دین گے۔ ہم کہین گے کہ ہمارا سارا مُلک اور ولایت روم روس وغیرہ یہی دُنیا کی حد ہین۔ ہم مین جو جغرافیہ پڑہے ہون گے وہ اوسمین امریکہ اسٹریلیا وغیرہ کے نمک مرچ اور ملاوین گے۔ مگر رہے سب ادہورے۔ جسطرح مینڈھک کنارے پر کی چیزونکو دیکھکر خیال کرتے ہون گے کہ یہ ہماری دُنیا کی باہر چند اشیا اور ہین جو اسی کے متعلق اور خفیف ہین۔ اِسیطرح ہم بہی کہتے ہین کہ زمین ہمارے رہنے کا گھر ہی اصلی دُنیا ہے باقی چاند سورج اور ستارے اِسکی آرائش و روشنی وغیرہ کے واسطے بنا دئے ہین۔

مگر اصلیئت اِسکے خلاف ہے۔ دُنیا اِتنی بڑی ہے کہ نہ اوسکو بیان کر سکتے ہین نہ خیال کر سکتے ہین۔ تمام دُنیا کا پتہ ہم پیچھے لگائین گے پہلے اوسکے ایک حِصّہ کی سیر کراتے ہین تاکہ ہمارا دماغ تازہ رہے اور مالیخولیا نہ ہو جاوے۔ یہ بڑی ٹیڑہی کھیر ہے اِسلئے جتنی ہضم ہو سکے پہلے اوتنی ہی نوشِ جان کیجئے۔

سورج جو ہر روز ہمارے اوپر چمکتا ہے یہ ایک بہت بڑا گولا ہے۔ وہ اِتنا بڑا ہے کہ اگر اوسکو مٹکا سے تشبیہ دین تو ہماری ساری زمین اوسکے مقابلہ مین مٹر کی برابر ہے۔ بھلا خیال تو کرو کہ اِس حساب سے وہ کتنا بڑا ہوگا۔ دیکھو یہان سے دِہلی کتنی دور ہے اور کتنے

روز کا راستہ ہے۔ مگر یہ سارا فاصلہ ہندوستان کے نقشے مین ایک نقطے کے برابر ہی۔
پہر سارا ہندوستان ہی دیکہو کشمیر سے لنکا تک صرف پندرہ سو میل لمبا ہے مگر کسی شخص
نے سارا نہین دیکہا یہ بھی کیا ہے زمین کے ایک کونے کا نام ہے پھر ہماری زمین جو
۲۴ ہزار میل کی دور مین ہے وہ مٹر کی برابر اور سورج اوس سے کئی لاکہہ گُنا بڑا ہے۔
الہی توبہ۔ دیکہنے مین تو تہالی سا معلوم پڑتا ہے اور اِسیواسطے ہم سمجہتے تہے کہ ہمارے
زمین کے تابع ہے۔ اب تو خیال ہوتا ہے کہ زمین کا سردار ہوگا۔
بیشک وہ زمین کا سردار ہے۔ نہین بلکہ ایک بڑے گروہ ستارون کا بابا اور مالک ہی۔
وہ ایسا چہوٹا تو بوجہ زیادتی فاصلہ کے نظر آتا ہی۔ اِس چھوٹے پن پر بھی دیکہو کس بلا کی تیزی
ہے کسی اور چاند یا ستارے مین اسکا سوان حصّہ بھی نہین۔ یہ ستارے جو ہین وہ
بھی ایسے ہی ہزارون میل لمبے چوڑے گولے ہین جیسی ہماری زمین ہے۔ سورج نے
ہماری زمین اور بہت سے سیّارون کو بنایا اور اپنے گرد چکّر دیکر گھما رہا ہے سب کو
وہی روشن کرتا اور گرمی پہونچاتا ہے۔ اوسی کے طفیل سے سب جگہہ درخت اور جانور
پیدا ہوتے ہین اور یہ جگت کے کھیل ہو رہے ہین۔
سورج بیچ مین ہے اور اوسکے گرد آٹہہ سیّارے گردش کرتے ہین۔ بُدہ۔ شکرؔ۔
زمین۔ منگل۔ برہسپت۔ سینچر۔ یورنیس۔ نیپچون۔ بعض سیّارون کے گرد ایک یا
کئی چاند علیحٰدہ گردش کرتے ہین جیسا ہماری زمین کے ساتہہ ایک چاند ہے۔
یہ سب سیّارے اِس ترتیب سے سورج کے گرد مختلف فاصلون پر اپنے مقرّرہ
راستہ پر طواف کرتے ہین اونکے راستہ مین کبہی فرق نہین پڑتا اور اونکے چاند ہر
جگہہ اونکے ساتہہ لگے پہرتے ہین۔ ایک جُھنڈ بہت چہوٹے ستارون کے ٹکڑون کا
اور نیا دریافت ہوا ہے۔ اِنکے علاوہ کئی دمدار ستارے ہمارے سورج کے گرد
طواف کرتے ہین۔ اِس تمام گروہ کا نام معہ سورج کے نظام شمسی ہے۔

منگل برہسپت کی طرح سے ہماری زمین بھی ایک سیّارہ ہے اور گول[ف۱] ہے۔ اور جیسی یہ زمین ہے ایسے ہی بڑے یہ تمام ستارے ہین۔ اِن ستارونمین بھی آدمی بستے ہین جانور اور درخت پیدا ہوتے ہین دریا پہاڑ سمندر ہین مگر یہ نہین معلوم کہ کس قسم کے ہین کیونکہ جب ایک زمین پر ہی مختلف مُلک کی پیداوار مین اس قدر تفاوت ہے تو دوسرے سیّارہ کا کیا کہنا۔ ہماری زمین بھی دیگر ستارون کے باشندون کو رات کے وقت ایک ستارہ سا معلوم ہوتی ہوگی۔ یہ چاند جو ہم کو نظر آتا ہے یہ کسی دوسرے ستارے والون کو معلوم بھی نہ ہوگا کیونکہ یہ ہماری زمین کے بہت نزدیک اور بہت چھوٹا اور صرف ہمارے واسطے ہے۔ دیگر سیّارون کے چاند اپنے اپنے علیحدہ ہین کسی کا نہین بھی ہے اور بعض کے دو چار چاند ہین (اوسکی قدرت) سورج سب سیّارون پر ایک ہی نظر آتا ہوگا صرف ذرا کمی بیشی فاصلہ پر چھوٹا بڑا بیشک معلوم ہوتا ہوگا مگر سب سیّارون مین دن اسی کے نکلنے سے پیدا ہوتا ہوگا۔

آجتک عام خیال یہ تہا کہ زمین ہی تمام دُنیا ہے اِسپر مخلوقات بستے ہین اِسکے واسطے خدا نے چاند سورج و ستارے سب بنائے اور زمین سلپٹ[ف۲] چوڑی ہے چاند سورج اِسکے گرد گھومتے ہین۔ امریکہ اسٹریلیا و گرین لینڈ وغیرہ کا پہلے کسی کو حال بھی معلوم نہ تھا۔ یہ ہماری محدود واقفیّت اور آنکھون کی کمزوری کا باعث تھا۔ آلہ دوربین کی ایجاد ہوتے ہی صدہا دُنیا نظر آنے لگین آسمان کی چیزون کا نقشہ سامنے بن گیا اور بہت سے مخفی اسرار کی حقیقت کُھل گئی۔ دوربین لگانے سے ہماری آنکھین ایسی طاقت ور

ف۱ زمین مثل گیند کے گول ہے تھالی چوڑی نہین اِسکے ثبوت و دلائل دیکھو ہماری کتاب جو ہر موجودات مین

ف۲ یونان روم و مصر کے عالمون کا یہ خیال تھا ہندوؤن نے زمانہ قدیم مین ہی یہ سب باتین مخفی علوم کے ذریعہ سے معلوم کر لی تھین مگر وہ غیر قومونسے اپنی ہر ایک بات چھپاتے رہے اِسلئے یہ امر ظاہر نہ ہونے پایا۔ (ڈے آفٹر ڈیتھ صفحہ ۱۷۸) مفصّل دیکھو ہماری کتاب جو ہر تحقیقات وجوہر ہند وغیرہ۔

ہو گیئں کہ آسمان کو پھاڑتی چلی جاتی ہین اور کڑوڑون کوس تک دیکھہ سکتی ہین۔ دوربین نے تبلا دیا کہ زمین بھی مثل اور دیگر ستارون کے ایک سیّارہ ہے بلکہ بیشمار دُنیاؤن کے ڈہیر مین ایک ذرّہ ناچیز ہے۔ اب اسمین شبہہ نہین رہا کہ زمین بھی گول ہے اور سورج کے گرد خود گھومتی ہے اس گولے کے اوپر نیچے ہر طرف ملک ہین جنمین جاندار بستے ہین۔ امریکہ نئی دُنیا بھی دریافت ہو گئی اب وکٹوریہ لینڈ کی تلاش جاری ہے اور قطبین کا پتہ لگا رہے ہین۔

نظام شمسی کا بیان

آسمان مین جو ستارے رات کو نظر آتے ہین دو قسم کے ہین۔ ایک سیّارے جنکا نام اوپر لیا گیا انکی روشنی ذرا ٹھنڈی سی اور مستقل ہوتی ہے یہ ہر وقت چلتے رہتے ہین اور آہستہ اپنی جگہہ بدلتے ہوئے نظر آتے ہین۔ دوسرے ستارے جنکی روشنی چمکدار جگمگاتی ہوئی مگر تبدّل پذیر ہوتی ہے۔ یہ ہمیشہ اپنی جگہہ پر قائم نظر آتے ہین۔ یہ رواں نہین انکی جگہہ آسمان مین جو تبدیل ہو جاتی ہے وہ ہماری زمین کی گردش کی وجہ سے کیونکہ ہماری زمین مثل اور سیّارون کے گردش کرتی ہے سیّارے تو سورج کے ماتحت ہین اور ستارے جو کچھہ ہین وہ آگے چلکر تبلاوینگے

سورج کے پاس سب سے زیادہ نزدیک سیّارہ بُدھ ہے اور سب سے زیادہ دور نیپچون۔ اور زمین سے نہایت نزدیک چاند ہے جسکا فاصلہ ڈھائی لاکھہ میل ہے اور یہ بمقابلہ دیگر سیّارون کے فاصلہ کے نہایت کم گویا پڑوس کے موافق ہے۔ زمین سے سیّارہ منگل کا بہ نسبت دیگر سیّارون کے نزدیک تر ہے جو ۳ ½ کڑوڑ میل کے فاصلہ پر ہے۔ (دوربین مین یہ صاف نظر آتا ہے اور کوشش ہو رہی ہے کہ اسکے باشندون سے خط کتابت کرنے کی ترکیب پیدا کی جاوے)

سب سیّارے سورج کے گرد گہومتے ہین اور اپنے محوّر پر بھی علیحدہ گھومتے ہین اور اونکے چاند اونکے گرد گہومتے ہین اور اپنے محوّر پر بھی ہر ایک سیّارہ جتنے دن مین سورج کے گرد ایک دورہ پورا کرتا ہے اوس عرصہ کا نام سال ہے اور اپنے محوّر پر جتنے عرصہ مین گہومتا ہے اوسکا نام دن رات ہے۔ انکے راستہ مقرّرہ ہین جن پر سے یہ کبھی نہین ہٹتے اور مقرّرہ وقت کے اندر ہی ہر ایک اپنا دورہ پورا کرتا ہے اسی واسطے ہر سال موسم ٹھیک وقت پر بدلا کرتے ہین (مفصّل دیکھو جو ہر موجودات) یہ صرف اوسکی قدرت ہے کہ خالی آسمان مین بلا کسی سہارے کے ایسے جسیم صدہا گولے چکّر کہا رہے آپسمین ٹکراتے ہین نہ راستہ سے باہر ڈھلکتے ہین سورج اپنی کشش کے زور سے سب کو دہارن کر رہا ہے۔ نہ معلوم کب سے یہ فلک کی گردش شروع ہوئی اور کب تک رہیگی۔

دن رات اِس طرح بنتے ہین کہ جب زمین اپنے محوّر پر گہومتی ہے تو ایک وقت مین بوجہ گولائی کے اوسکا نصف حصّہ سورج کے سامنے رہتا ہے اوسمین دن رہتا ہے دوسرا نصف پیچھے کیطرف ڈہکا رہتا ہی جسپر سورج کی روشنی نہین پہونچتی اوسمین رات رہتی ہے۔ اسی طرح سب سیّاروںمین دن رات ہوا کرتے ہین۔

سال اوس عرصہ کا نام ہے جسمین تمام موسمونکا ایک دور پورا ہو جاوے مثلاً جاڑہ گرمی برسات تینون موسم ملکر ایک ایک بار جتنے عرصہ مین ختم ہوتے ہین وہ ہمارا ایک سال ہی اور یہ اوسقدر عرصہ مین ہوتا ہی جسقدر ایام کسی سیارہ کو سورج کے گرد ایک چکّر کرنیمین صرف ہوتے ہین۔ کیونکہ ایک وقت سیّارہ جس مقام پر تھا اوس وقت کا سا موسم اوسکو پہر دوبارہ اوس وقت ملیگا جب وہ اوسی مقام پر لوٹ آوے جگہہ بدلنے سے اوسکے موسم مین بھی فرق پڑیگا مگر جو سیّارے محوّر پر ٹیڑہے ہین اونمین موسم نہین بدلتا سال کا شمار صرف برائے نام ہوسکتا ہے۔

لیجیے اب ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہین جس سے ہرایک سیّارہ کا مقام اوسکی گردش اور حجم وغیرہ کا حال ذہن نشین ہوجاویگا

نام سیّارہ	فاصلہ سورج سے	وقت گردش اپنے محور پر	وقت دورہ سورج کے گرد	جسامت
بُدھ	۳ ۱/۲ کروڑ میل	۲۴ گھنٹہ ۵ منٹ	۸۸ دن	زمین سے کم چھٹا حصہ
شُکر	۶ ۱/۲ کروڑ میل	۲۳ گھنٹہ ۲۱ منٹ	۲۲۴ دن	زمین کی برابر
زمین	۹ ۱/۲ کروڑ میل	۲۴ گھنٹہ	۳۶۵ دن	ہماری زمین جو آجتک کسی نے تمام نہین دیکھہ پائی
منگل	۱۴ کروڑ میل	۲۴ ۱/۲ گھنٹہ	۶۶۸ دن	زمین سے کچھہ چھوٹا
برہسپت	۴۸ کروڑ میل	۱۲ گھنٹہ	۱۲ برس	زمین سے چودہ سو گنا بڑا
سینچر	۸۸ کروڑ میل	۱۰ گھنٹہ	۳۰ برس	زمین سے آٹھہ سو گنا بڑا
یورنیس	پونے دو ارب میل	نامعلوم	۸۴ برس	زمین سے ۸۲ گنا بڑا
نیپچون	تین ارب میل	نامعلوم	۱۶۴ برس	زمین سے ۱۰۵ گنا بڑا

ہر قوم کے مہینون کے نام تو علیحدہ علیحدہ اور حساب بھی جُدا گانہ مگر ہفتہ کے دنون کے نام ہر مُلک ہر قوم مین ایک موافق ہین اِسکی کیا وجہ ہے۔ یہ وجہ ہے کہ ہرایک دن کا نام اوس خاص ستارہ کی پیدائش کے لحاظ سے مقرر کیا گیا ہے۔ یہ حساب نجوم عالمگیر قاعدہ ہے اور ہر مُلک مین یکسان ہے کیونکہ سب جگہہ وہی ایک ستارے نظر آتے ہین۔

ہفتہ کے دن مقرر ہین وہ دُنیا کی تمام قومون مین یکسان ہین صرف روس و سائبیریا مین ایک دن کا فرق پڑجاتا ہے وہ اِس وجہ سے کہ یہ دونون مُلک اتنے بڑے ہین کہ زمین کی گولائی کی وجہ سے جب ایک مین شام ہوتی ہے دوسرے مین صبح۔ یہی فرق امریکہ والون کے یہان پڑتا ہے۔

اوپر کے نقشہ مین جو گھنٹے تیسرے خانہ مین لکھے ہین وہ مقدار دن رات اُس سیّارہ کی ہے اور چوتھے خانہ مین دن یا برس لکھے ہین اوتنا بڑا ایک سال اس سیّارہ مین ہوتا ہے۔

یہ نقشہ سمجھہ مین تو آگیا ہوگا مگر ایسی عظیم جسامتون اور بے انتہا دور فاصلون کا خیال ٹھیک نہ بندہا ہوگا۔ لیجئے ہم ایک اور طریقہ سے اس کا اندازہ دکھلاتے ہین (جیسا فرنگی نجومی ہرشل نے ثابت کیا ہے) پہلے بیچ مین ایک بڑا مسٹگار رکھو جس کا قطر دو فٹ ہو اسے سورج سمجھو۔ اوس سے ۱۶۴ فٹ کے فاصلہ پر ایک دانہ سرسون کا رکھو اوسے بدہ سمجھو ۲۱۴ فٹ کے فاصلہ پر ایک مٹر رکھو اوسے شکر سمجھو۔ ۴۳۰ فٹ پر ایک اور مٹر رکھو اوسے اپنی زمین سمجھو۔ ۶۵۴ فٹ کے فاصلہ پر ایک پن یعنی سوئی کا سرا رکھو جو منگل کو ظاہر کریگا۔ ۱۰۰۰ فٹ پر ایک ذرّے نہایت باریک ریت کے رکھو وہ گویا ستارون کا ایک جھنڈ ہے جو ASTEROIDS کہلاتا ہے[۱]۔ پہر اوس ٹکسال سے آدہے میل کی دوری پر ایک نارنگی رکھو یہ گویا برہسپت ہے۔ اور ⅘ میل کے فاصلہ پر ایک لیمون رکہو وہ گویا سنیچر ہے۔ ڈیرہ میل کے فاصلہ پر اگر ایک سپاری رکھی جاوے تو یورینس کی شکل ظاہر کریگی۔ اور ڈہائی میل پر ایک اخروٹ نیپچون کی کیفیت تبلاویگا اب سمجھو کہ کتنے بڑے دنیاؤن کے گولے بے انتہا فاصلون کی وجہ سے کیسے چہوٹے ظاہر کئے گئے۔ ہمارے لیئے ایک زمین ہے وبال ہو رہی ہے جسکی قطب شمالی وجنوبی کی تحقیقات کے لیئے مہمین جایا کرتی ہین نئے جزائر ہر سال ملتے ہین پہر یہ ہماری تمام زمین ایک مٹر کے برابر رکھی اور ایک کونے مین پڑی ہے (دیکھو نقشہ)

اب ہم ہر ایک سیارہ کا حال جُدا جُدا تبلاتے ہین۔

بُدہ کا سیارہ سورج سے نزدیک تر ہے اسکا فاصلہ گو کئی کروڑ میل ہے مگر دیگر فاصلون کی نسبتاً یہ نہایت نزدیک سمجھا جاتا ہے۔ یہ اپنے محور پر[۲] بہت تیز گہومتا ہے۔

---

[۱] اسمین اتنے بڑے ستارے شامل ہین۔ CERES، VISTA، FALLAS، JUHO وغیرہ

[۲] کرہ جب اپنے محور پر سیدھا قائم نہین ہوتا تو اوسکے موسم غیر برابر ہوتے ہین جیسے ......

اسلیئے اسمین موسم کی تبدیلی یکایک نہایت سخت ہوتی ہوگی جس سے باشندون کو نہایت تکلیف رہتی ہوگی - یہ ۷۰ درجہ ٹیڑھا ہے جس سے وہان موسم غیر برابر ہوتے ہین اور گرمی و دہوپ کی تیزی ناگوار ہوگی - اسکا ایک دن ۱۲ گھنٹہ کا ہوتا ہے اور ایک سال صرف تین مہینہ کی برابر ہوتا ہے - ان سب واقعات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان کے باشندے زیادہ جفاکش سیاہ فام اور چہوٹی عمر والے ہوتے ہون گے - جانور اور پھول طرح طرح کے رنگ برنگے ہر پھول خوشبودار وغیرہ (مفصل دیکھو ہماری کتاب علم الافلاک) -

شکر - یہ سورج سے کچھ اور زیادہ دور ہے مگر زمین سے نزدیک ہے اسیواسطے اس قدر بڑا نظر آیا کرتا ہے - یہ بدھ سے بھی زیادہ ٹیڑھا یعنی اپنے محور پر ۷۵ درجہ جھکا ہوا ہے اسلیئے اسکے موسم اوس سے بہی زیادہ سخت تبدیلی رکھتے ہونگے - یہان کے موسم چھوٹے ہوتے ہون گے اور غیر برابر - اسکا ایک دن ۱۱ ½ گھنٹہ کا اور ایک سال قریب ساڑھے سات مہینے کے برابر ہوتا ہے گویا سات مہینہ مین ہی اسمین گرمی جاڑہ برسات سب ختم ہو جاتے ہین - اس حساب سے تو اوسکی فصلین بھی دو ماہ مین ہی کٹتی ہوگی - دیگر حالات مثل بدھ کے سمجھو - یہان مہینہ کے اندازہ کرنے کے واسطے کوئی معیار مثل ہمارے چاند کے نہین ہوتا - اسمین بادل زیادہ اور ہمیشہ بنے رہتے ہین - اس سے برسات زیادہ ہوتی ہوگی اور دریا و سمندر بہت بڑے بڑے ہون گے - اور اوسکی زمین نہایت زرخیز ہوگی -

زمین جسپر ہم رہتے ہین - یہ صرف ۲۳ درجہ ٹیڑھی ہے جسکی وجہ سے دن رات چھوٹے بڑے ہوتے ہین اور عرض البلد کے اختلاف سے موسم مین تفاوت ہوتا ہے اسکا دن ۲۴ گھنٹہ کا اور سال ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے - اسکے گرد ایک چاند بھی گھومتا ہے جس سے اسکا مہینہ بنتا ہے - اسپر تین موسم ہوتے ہین گرمی برسات جاڑہ

قطبین کے پاس کا ملک برفانی ہے اور خط استوا کے پاس کا نہایت گرم۔ ہر منطقہ کے جانور آدمی و درخت کسی قدر اختلاف صورت وغیرہ مین رکھتے ہین۔ اسپر دو حصہ سمندر اور ایک حصہ خشکی ہے۔ ہزارون دریا پہاڑ سمندر ہین۔ ملکون اور قومون کا بیان کہان تک کیا جاوے۔ بجلی وغیرہ اسپر چمکتی ہے اور بادل برستے ہین۔ پانی و مٹی مین ہر قسم کے نباتات و جاندار پیدا ہوتے و رہتے ہین۔ اسکے گرد ایک حلقہ ہوا کا ہے جو مثل غلاف کے اسپر منڈہا ہوا ہے۔ وغیرہ (مفصّل دیکھو ہماری کتاب جوہر موجودات)

منگل یہ زمین سے بہت ہی نزدیک ہے۔ اسکی جسامت زمین سے آدھی ہے۔ اسکی آب و ہوا بالکل مثل زمین کے ہے۔ اگر ہم کسی ترکیب سے اس ستیارے تک پہونچ جاوین اور وہان جاکر رہین تو ہم کو پردیس معلوم نہ پڑیگا صرف اسقدر تفاوت محسوس ہوگا جیسا کہ کسی انگلینڈ کے رہنے والے کو اسٹریلیا مین۔

ASTEROIDS – منگل سے آگے بہت دور آسمان مین چل کر ایک گروہ ستارون کا ملتا ہے۔ اس جھنڈ مین ابتک سو کے قریب ستارے شمار ہو چکے ہین۔ یہ سب بہت چھوٹے چھوٹے ستارے مثل ایک ستیارے کے باہم ایک جتھا بناکر سورج کے گرد گھومتے ہین کبھی راستہ نہین بھولتے اور اپنے ڈہیر سے علیحدہ نہین جاتے۔ نہ معلوم خدا نے یہ کیون ایسے پیدا کیئے۔ عالم نجومی لوگ قیاس کرتے ہین کہ زمانہ قدیم مین کوئی ستیارہ ہوگا جو کسی صدمہ آسمانی سے پاش پاش ہوگیا مگر یہ نہین معلوم کہ یہ واقعہ دنیا مین کب ہوا۔ پھر ان سے بھی آگے بڑھکر جون جون سورج سے زیادہ فاصلہ پر چلتے جاتے ہین برہسپت و سنیچر وغیرہ ستیارون کی سڑک پر پہونچتے ہین۔

بدھ شکر اور زمین یہ تینون ستیارے اپنے محور پر بہت ٹیڑہے گھومتے ہین اسلیئے انپر موسم ایسے ہوا کرتے ہین۔ اونکی صورت ایسی ہے گویا کسی نے زور سے دھکا دیکر اوندہا کردیا ہے۔ اگر یہ بالکل سیدہے ہوتے تو انمین ہمیشہ موسم بہار رہتا اور گرمی کی کیفیت آتی۔ فرنگستان کے شاعر ملٹن نے اپنی کتاب پیرڈائس لوسٹ مین خوب لکہا ہے کہ حضرت آدم کی بہشت سے گرنے کے بعد فرشتون نے زمین کو اوندہا کردیا پہلے اسمین ہمیشہ بسنت کا موسم رہتا تھا اسی واسطے اوس زمانہ کا نام ست جگ ہے کیونکہ پیداوار غلہ کثرت [illegible]

برہسپت اِسکا دِن صرف چھ گھنٹہ کا ہوتا ہے مگر سال ہمارے بارہ برس کی برابر ہوتا ہے اِس سے اندازہ کر سکتے ہین کہ یہان کے باشندون کی عمر و مزاج کیسے عجیب ہوتے ہونگے۔ اِسمین ایک اور عجیب بات ہے کہ اسکے گرد چار چاند گہومتے ہین جس سے اِسکے اوپر ہمیشہ چاندنی کی وجہ سے دِن دوپہر کھلا رہتا ہے اندہیری رات اسمین کبہی نہین ہوتی چراغ اسکے باشندون کو کبہی نہین جلانا پڑتا۔ یہ اپنے محوؔر پر بالکل سیدہا ہے اِسلئے اسمین دن رات بالکل برابر کے ہوتے ہین موسم اِسکے بالکل یکسان ہوتے ہین اور ہمیشہ بہار۔ قطبین سے لیکر خط استوا تک بالکل ایک سا موسم بہار کا ہر جگہہ رہتا ہے۔ اِسمین ہمیشہ ست ؔجگ رہتا ہوگا اور دراصل یہ سیّارہ ہے جو رہنے کی قابل ہے جسمین کوئی بیماری وقحط وغیرہ کا نام بھی نہ جانتا ہوگا۔ یہ زمین سے چودہ سو گُنا بڑا ہے اِسلئے یا تو اِسمین بیشمار جانور رہتے ہون گے یا اسکے جانور بھی اِس حیثیّت سے عظیم الجثہ ہوتے ہونگے۔

سینیچر اِسکی کیفیت بھی بالکل مثل برہسپت کے ہے مگر اسکا دن پانچ گھنٹہ کا اور سال تیس برس کے برابر ہوتا ہے۔ اسکے باشندون کے کیا کہنے انکا مین سب باون گز کے۔ یہ بھی اپنے محوؔر پر بالکل سیدہا قائم ہے اِسلئے اسمین بھی ہر جگہہ اور ہمیشہ موسم بہار رہتا ہے۔ اسکے گرد آٹھہ چاند گھومتے ہین جس سے خیال کر سکتے ہین کہ اسمین رات کبہی نہ ہوتی ہوگی ہر وقت دھوپ کی سی روشنی رہتی ہوگی اِس واسطے وہان کے قوانین قدرت نشو نما رنگت عمر و محنت وغیرہ کی نسبت ہماری زمین سے کیسے مختلف ہون گے۔

کم ہوتے تہے اور ہر شخص خوش رہتا تھا۔ کاش اب کسیطرح سے پہر زمین اپنے محوؔر پر سیدہی قائم کر دی جاوے۔ آجکل کے فرنگی عالم ایسا بھی کر دکہاتے مگر مشکل تو یہ ہے کہ اِسکے واسطے کتنا بڑا آلہ درکار ہوگا اور یہ عمل کس جگہہ...... کھڑے ہوکر کیا جاوے گا۔

اسمین ایک خاص عجیب بات اور ہے جو آجتک کسی ستارے مین نہین معلوم ہوئی۔ اسکے گرد کئی حلقے مختلف رنگ کے چھلّے کے موافق چڑھے ہوئے ہین جنکی ماہیت وحقیقت آجتک دریافت نہین ہوئی اور نہ یہ سمجھہ مین آتا ہے کہ یہ چھلّے اسپر کسلیے چڑہائے گئے اور ان سے اوسکی سطح پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔ اوسکی مایا اپار ہے اور اوسکے کھیل اننت ہین سب کا مطلب وہی جانتا ہے۔ ہمکو تو صرف یہ سبق اس سے حاصل ہوتا ہے کہ تمام ستارون کی شکل ہمکو زمین کے موافق ہی فرض نہ کرلینا چاہیئے اوس نے اپنی قدرت سے ہر چیز دوسرے سے مختلف بنائی ہے۔

یورنیس یہ سیّارہ گو بہت بڑا ہے مگر نہایت دراز فاصلہ ہونے کی وجہ سے صاف نظر نہین آتا دوربین سے صرف اسکا وجود نظر آتا ہے مگر یہ بھید نہین کھلتا کہ اسپر بادل پہاڑ اور سمندر وغیرہ ہوتے ہین یا نہین۔ اسکا دن نہین معلوم کتنا بڑا ہوتا ہے مگر اسکا سال ہمارے چوراسی برس کی برابر تحقیق ہوا ہے گویا یہان ۲۱ برس تک ایک ہی موسم رہتا ہوگا پھر ۲۱ برس تک دوسرا۔ اسکے باشندونکی عمر بھی اس لحاظ سے ہزارون سال کی ہوتی ہوگی۔ یہ ۱۷۸۱ء مین فرنگی نجومی ہرشل کو پہلے پہل نظر پڑا جبکہ وہ دوربین مین دیگر ستارے دیکھہ رہا تھا۔

نیپچون حالانکہ بہت بڑا ہے مگر اس قدر دور ہے کہ دوربین سے بھی بہ مشکل نظر آتا ہے۔ یہ کسی کو دریافت بھی نہ ہوتا مگر صدقہ جایئے قواعد نجوم کے کہ بلا دیکھے حساب[1] سے ہی پہلے معلوم ہوگیا کہ کوئی سیّارہ اوس مقام مین اور موجود ہے تب اسکو تلاش کرکے پایا۔ بس اس سے آگے کا حال کچھہ نہین معلوم یہ گویا ہمارے سورج دیوتا کی عملداری کی سرحد پر ہے۔ ممکن ہے اس کے پار بھی اور کوئی سیّارہ ہو مگر ہمارے دوربین کی قوّت سے یہ باہر ہے کہ اسکے آگے کا کچھہ حال تبلا سکے۔ یہ نظام شمسی کی

لہ سیّارہ یورنیس کی چال وراستہ مین کچھہ فرق تھا جسکی وجہ نجومی لوگ ڈھونڈتے رہے کہ کوئی اور سیّارہ اس سے آگے چلکر ہوگا جسکی کشش سے یہ اثر پڑتا ہے آخر ۱۸۴۶ء مین یہ سیّارہ آسمانکو ڈھونڈکر پیدا کیا۔

حد نہین بلکہ ہمارے مشاہدہ کی حد مجبوری ہے۔

سچ پوچھو تو باوجود ایسی نادر دوربینون کے بھی اب تک ہم ویسے ہی قاصر ہین جیسے پہلے تھے۔ اب جون جون زیادہ دیکھتے جاتے ہین نون نون نئے گروہ ستارون اور سیارے نئے دریافت ہوتے جاتے ہین اور امید نہین پڑتی کہ یہ سلسلہ کبھی ختم ہو سکے۔ نیپچون کا فاصلہ سورج سے ایک ملیارڈ میل ہے اور دمدار ستارے ۳۲ ملیارڈ میل تک کا دورہ سورج کے گرد کرتے ہین اس سے قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عظیم بے انتہا خلا مین جو ۳۱ ملیارڈ میل کا باقی اور ہے ہزارہا دیگر سیارے ہمارے سورج کے ماتحت اور ہون گے جنکا وجود ہم پر ظاہر نہین ہوتا۔

دُمدار ستارے یہ ایک عجیب الخلقت ستارے سورج کے گرد گھومتے ہین یہ بھی مثل دیگر سیارون کے گول اور وسیع ہوتے ہین مگر اونکے پیچھے ایک دُم اور لگی ہوتی ہے جو کروڑون میل لمبی بھاپ کی ہوتی ہے۔ تم نے ضرور کبھی رات کو آسمان مین دیکھا ہوگا کہ ایک روشن ستارہ ہے اوسکے پیچھے جھاڑو کے موافق دُم لگی ہے جو چمکدار سی ہوتی ہے وہ حضرت آپ ہی ہین۔ ایسے بیشمار دمدار ستارے سورج کے گرد مقررہ راستون پر باقاعدہ طواف کرتے ہین اور آخرکار سورج مین جاکر ملجاتے ہین۔ اونکی دُم ایسی باریک ہوا سے بنی ہوتی ہے کہ اوسمین ہوکر دوسرے سیارے نکل جاتے ہین کچھہ نقصان نہین ہوتا کیونکہ ایسی لمبی دُم سے راستہ بچانا بھی تو محال ہے۔ ایک دفعہ سنہ ۱۸۶۱ء مین زمین ایک دمدار ستارے کی دُم مین ہوکر صاف نکل گئی ہمکو دھوان یا اندھیرا کچھہ معلوم نہ ہوا۔ یہ مختلف شکلون اور قدوقامت کے ہین۔ اِن کا راستہ چکّردار گھماؤ کا ایسا ہے کہ جس سے کبھی تو یہ سورج سے بہت نزدیک آجاتے ہین اور کبھی بہت دور چلے جاتے ہین تاہم کبھی اپنے مقررّہ راستہ سے بہکتے نہین ہین اور مقررہ وقت مین ہر مقام پر پہونچتے ہین۔ GEOMETRICAL CURVE کے قاعدہ سے نجومی لوگ پہلے سے تبلا دیتے ہین کہ فلان وقت پر فلان دمدار ستارہ فلان مقررہ مقامات پر

نظر آویگا۔ انکی زیادہ حقیقت ابہی تک معلوم نہین ہوئی۔ (بعض کی شکل سپاہیانہ تلوار لیئے ہوئے اور رنگ سُرخ بعض دو پہلوانون کے موافق جنگ کرتے ہوئے یا گہوڑے پر سوار۔ اور اونکے ٹیڑہے ترچھے راستے (سب کا مفصّل بیان دیکہو ہماری کتاب علم الافلاک مین)

چاند یہ زمین سے صرف ڈہائی لاکہہ میل کے فاصلہ پر ہے اور اسکا محیط ۶ ½ ہزار میل ہے۔ یہ بذاتِ خود روشن نہین اسمین سورج کی روشنی کا عکس پڑتا ہے اسلئے مثل دیگر ستارون کے یہ بھی چمکتا ہے زیادہ روشن اس واسطے نظر آتا ہے کہ یہ ہم سے نہایت نزدیک ہے۔ ورنہ یہ بھی زمین کے موافق ایک گولا ہے اسپر بھی آدمی بستے ہین اور نباتات وحیوانات پیدا ہوتے ہین۔ اسپر جو داغ نظر آتے ہین وہ پہاڑ اور سمندرون کے نشان ہین۔ یہ اپنے محوّر پر ۲۷ ½ دنمین گہوم جاتا ہے اور زمین کے گرد ۲۹ ½ دنمین ایک دورہ کرتا ہے ہمارا مہینہ کا حساب اسی کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ زمین کے گرگہومتے وقت آدہے دنون تک سورج سے اوٹ مین رہتا ہے اور آدہے دنون تک سورج کے سامنے جس سے کبہی یہ پورا چمکتا نظر آتا ہے اور کبہی بالکل نہین اور ہمیشہ باقاعدہ گھٹتا بڑہتا ہے۔

ایتھر[۱] یہ اوس خالی جگہہ کا نام ہے جو ان تمام سیّارون اور سورج کے بیچ مین ہے جسکو ہندی مین اکاش کہتے ہین۔ نقشہ مین دیکہنے سے معلوم ہوگا کہ بیچارے سیّارے اور سورج تو ذرا اسی جگہہ مین ہین باقی بڑا حصّہ اس برہمانڈ کا تو اس پہلے مانس نے ہی گہیر رکہا ہے اسکا انگریزی نام PLANATERY EATHER ہے۔ یہ ایتہر بالکل خالی جگہہ ہے۔ دیکہو ہمارے کمرہ کے اندر بھی بہت خالی جگہہ ہے جسمین

---

[۱] اسکا بیان ہم نے یہان بے موقع اسواسطے دیا کہ ہمارے بہت سے ناظرین جو علم طبعیات نہین پڑہے ہین اسکے نام سے واقف نہونگے۔ بلاواقفیت اسکے آگے کا مضمون سمجہنا اونکو مشکل ہوتا کیونکہ آگے چلکر اس سے کام پڑیگا

ہم چلتے پہرتے ہین مگر اوسمین ہوا بہر رہی ہے اسلیئے اوس خلا کا نام بھی ہم نے ہوا ہی رکھدیا۔ اس طرح ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ سیّارون سے باہر جو خلا ہے اوسمین بھی کوئی نہایت باریک ہوا بہری ہوگی۔ اوسکی باریکی کا اندازہ اس طرح سمجھو کہ ہمارے کمرہ کے اندر جو ہوا ہے وہ ایسی باریک ہے کہ چھونے یا دیکہنے مین نہین آسکتی اور چلتے وقت ہی محسوس ہوتی ہے۔ مگر یہ ہوا تو بہت بہاری اور موٹی ہے کیونکہ بہاری چیز ہمیشہ نیچے بیٹھہ جاتی ہے اور ہلکی اوپر تیرتی ہے زمین کے اوپر جس قدر اونچے پہاڑ پر چڑہتے جاؤ ہوا کا دباؤ کم ہوتا جاتا ہے یعنی ہوا باریک ملجاتی ہے حتے اکہ غبارہ مین دو چار میل بلند اوڑنیسے ایسی باریک ہوا ملتی ہے کہ جسمین سانس نہین لے سکتے۔ اور حساب سے اندازہ کیا گیا ہے کہ ۴۵ میل بلندی پر ایسی باریک ہوا ہے کہ جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارا کرہ زمین معہ اس ۴۵ میل موٹے حلقہ ہوا کے سورج گرد گہومتا ہے۔

سورج کا بیان

یہ نظام شمسی کا سردار ستارہ جیسا سب کا مالک و منتظم ہے ویسا ہی عظیم و کامل بھی ہے اور ہر طرح اس دُنیا کی حکومت کے شایان ہے۔ یہ زمین چاند اور تمام سیّارون کا بادشاہ ہے اوسکی قوّت بے انتہا اور بے نظیر ہے۔ اوسکی حیثیت قیاس سے باہر ہے اور اوسکی جسامت حیرت انگیز عظیم ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارا یہ سارا جگت اوسی کی بدولت ہے وہ جملہ دیگر ستارون سے ہر بات مین اختلاف رکھتا ہے اوسکا مشابہ کوئی نہین اور نہ کوئی اوس کی برابر کا ہے اسلیئے اوسکا رتبہ سب سے اوپر اور اوسکا درجہ سب سے جُداگانہ ہے۔

اوسکا جسم اتنا بڑا ہے کہ تمام سیارے اوسمین سما سکتے ہین بلکہ ایسے صدہا مجموعے تمام سیارون کے وہ غڑپ کر سکتا ہے اور معلوم بہی نہ ہون کہ کہان گئے۔ زمین چاند اور تمام سیارون و مدارستارون کے مجموعہ سے سورج ۷۰۰ گنا بڑا ہے اور ہماری زمین سے ۱۵ لاکہہ گنا بڑا ہے بس اسی مین سمجہہ لو کہ وہ کتنا بڑا ہے۔ یا یون سمجہو کہ زمین کے چارون طرف تمام ملکون کا دورہ ہم پیدل تین برس مین کر سکتے ہین مگر سورج کی سطح پر ایک دورہ کرنے کو تین سو برس درکار ہین۔

اِسکی بناوٹ کا حال ابتک نہین کہلا اور عالمون کی اسبارہ مین مختلف رائے ہین۔ دوربین کی ایجاد سے پہلے کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ چاند کی طرح سے سورج پر بھی داغ ہین ارسطو وغیرہ فلاسفر بھی اسکو تمام روشن بے داغ سمجھتے رہے مگر گلیلیو فرنگی نجومی نے آلہ دوربین بنا کر جو سورج کو دیکہا تو اوسمین بہت سے داغ نظر آئے۔ جب اوس نے دیگر عالمون کو وہ داغ دکہائے تو بڑے چکرائے اور کہنے لگے کہ یا تو شیشہ مین داغ ہے یا آنکہہ مین کوئی تِل ہے۔ یہ ہماری نگاہ کا قصور ہے سورج داغدار نہین ہو سکتا اور خلاف بائیبل کے ہم ہرگز نہ مانین گے۔

اِن داغون کے ظاہر ہونے سے سورج کے بہت سے بہید کھُل گئے جنکو معلوم کرنے کا پہلے کوئی طریقہ تہا نہ کچہہ امید تھی۔ اِن داغون نے ہی ثابت کر دیا کہ سورج بہی دیگر سیارون کی طرح سے اپنی کیلی[۵۱] پر گھومتا ہے اور ۲۵ دن[۵۲] مین ایک چکر اوسکا ختم

---

[۵۱] اسیواسطے یہ بھی کسی دوسرے مہا سورج کا ماتحت مانا گیا ورنہ اوسکے خدا ماننے مین کلام نہ تھا۔

[۵۲] کوئی خاص داغ جہان ایک مرتبہ نظر آتا ہے پہر ۲۸ دن کے بعد اوسی جگہہ نظر آتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ۲۸ دن مین ایک چکر ختم ہوا مگر اسمین سے ۳ دن اس وجہ سے گھٹا دیئے کہ اس عرصہ مین زمین بھی تو چکر کھاتی ہے اور دیکھنے والا اوس جگہہ سے ہٹ جاتا ہے۔
گویا سورج کا ایک دن ہمارے ۲۵ دن کے برابر ہوتا ہے مگر ہان سورج مین تو ہمیشہ دن ہی دن رہتا ہے کیونکہ وہ بذات خود روشن ہے۔

ہوتا ہے یہ داغ اتنے اتنے بڑے ہین کہ ہماری زمین کو ثابت نگل جاوین بلکہ اوس بھی دس گُنے وسیع ہین وہ چھوٹے توصرف اوسکی سطح پر نظر آتے ہین کیونکہ سورج بذاتہ بہت بڑا ہے۔ اسی طرح سے حالانکہ وہ کالے کالے دکہلائی دیتے ہین مگر تاہم چاند سے دو ہزار گنے زیادہ روشن وچمکدار ہین۔ یہ داغ دوامی اور مستقل نہین ہین اکثر گھٹتے بڑہتے رہتے ہین اور کبھی بالکل غائب بھی ہوجاتے ہین جس سے ثابت ہوا کہ سورج کی سطح پر بھی کوئی آندہی چلا کرتی ہے جو اونکو پیدا کرتی اور اوڑا لیجاتی ہے (کبھی کبھی صاف معلوم بھی ہوتا ہے کہ آندہی چل رہی ہے یا سمندر لہرین مار رہا ہے)۔ غرض کسی نہ کسی طرح سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ سورج کے گرد بھی ایک ہوائی خلاف ہے جو اوسکی حیثیت کے موافق ہی وسیع ہے۔

اِن سب باتون کو ہی پیش نظر رکھکر عالمون نے اسکی بناوٹ کی نسبت رائین قائم کی ہین۔ ایک خیال یہ ہے کہ سورج کا گولا تمام سیاہ جلا ہوا ہے اور اوسکے گرد جلتی ہوئی روشن ہوا کا غلاف ہے اور جب کبھی پہاڑون کی آتش فشانی سے ہوا کچھٹتی ہے اندر کے سیاہ سطح داغ کی صورت مین نظر آنے لگتی ہے۔ دوسرا خیال جرمن فلاسفر کرکشاف اور بنسین کا یہ ہے کہ سورج تمام وکمال جلنے والے مادۂ سے بنا ہے گویا تمام آگ کا ذخیرہ ہے اوسکا کوئی حِصّہ اتفاق سے اگر ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو ایک بادل سا اوسکی سطح پر بنجاتا ہے جو سیاہ داغ کی صورت مین ہمکو دیکھہ پڑتا ہے۔ مگر سب سے زیادہ قرین قیاس قول ایک فرینچ فلاسفر فائی کا ہے جو کہتا ہے کہ سورج تمام ایک جلی ہوئی ہوا کا گو ہے اوسکے اندر سخت مادۂ کہین نہین ہر جگہہ روشن آتشی ہوا ہے۔ اور داغ اوسپر کسی بادل کے آجانے سے بن جاتے ہونگے۔ یہ خیال سب سے نیا ہے اور تقریباً مسلمہ عام ہے۔

اسکی روشنی اس قدر تیز ہے کہ جتنی تین لاکھ چاند اکھٹے کرنیسے پیدا ہو سکتی ہے یا یون سمجھو کہ اگر ایک کوٹھری کے اندر ایک ساتھہ ستر ہزار شمع جلا سکین تو اتنی روشنی ہوگی جتنی کہ زمین سورج کی روشنی ہوتی ہے۔

MECHANICAL THEORY OF HEAT ایک علم کی شاخ ہے جس سے ثابت ہوا ہے کہ سورج کی گرمی اس قدر قوت ہماری زمین پر خرچ کرتی ہے کہ اگر ۹۴۵ کروڑ گھوڑون کی طاقت ملائی جاوے تو بھی اوسکا چار کروڑوان حصہ کی برابر ہوتی ہے۔ اب خیال کرو کہ جب صرف زمین کے حصہ مین اتنی قوت آئی تو دیگر سیارون کے حصے کی بھی اسی طرح سے اندازا لگالیے کُل کتنی ہوتی ہے۔ کُل کا حساب کون کرے ہمارے پاس تو اوسکے ایک جزو کے ظاہر کرنے کے واسطے بھی اعداد نہین۔ ہماری تمام دُنیا کے ریل اسٹیمر اور کارخانون کے انجن سب کی قوتین ملاکر بھی اوسکے سامنے ایک بچّون کا کھیل ہے۔

سورج کی سطح پر وزن بہ نسبت زمین کے ۳۰ گُنا بڑہ جاتا ہے مثلاً یہان کا آدمی وہان ہاتھی کی برابر بھاری ہو جاوے گا اور اوٹھہ نہ سکے گا۔ ہوا مین جس قدر بلند ہم اوڑتے ہین وزن مین بڑہتا جاتا ہے یہ ہوا کے دباؤ کا ہی اصول ہے جسکی بدولت ہمارا جسم قائم رہتا ہے اور ہم زمین سے نیچے نہین جا پڑتے۔ پھر سورج مین تو یہ قانون ہمارے سے بدرجہا زبردست اور کچھہ مختلف ہونا ہی چاہیئے کیونکہ وہ تمام سیارون کو دھارن کر رہا ہے۔ وہان کے اصول طبعی کا ابھی تک پورا بھید نہین کُھلا ابھی تو زمین پر ہی بہت سی تحققات کرنا باقی ہے۔

خلقت کی پیدائش اور قیامت

اب یہ سوالات پیدا ہوتے ہین کہ دُنیا کب پیدا ہوئی اور کس طرح پیدا ہوئی - اسکے پیدا ہونے سے بیشتر کیا تھا - اور قیامت کب و کس طرح ہوگی - جواب دینے سے پہلے سوال کو خوب سمجھہ لینا چاہیئے - اوّل یہ طے ہونا چاہیئے کہ دُنیا سے مراد کیا ہے اور پیدا ہونا اور قیامت ہونا کس کا نام ہے - غور سے دیکھو تو دُنیا روزمرّہ پیدا ہوتی ہے اور روزمرّہ قیامت ہوتی ہے - اس وقت جتنے انسان و حیوان ہم کو نظر آتے ہین یا زمین کے پردے پر چل پھر رہے ہین وہ سب ایک سو برس گذشتہ کے اندر پیدا ہوئے ہین اور سو برس کے اندر سب مرجاوینگے ان ڈیرہ ارب آدمیون مین ایک بھی سو برس بعد زمین پر ڈھونڈھا نہ ملے گا -

اس طرح دُنیا کی پیدائش کو سو برس ہی ہوئے اور قیامت بھی سو برس بعد ضرور ہوجاوے گی - مگر ہمکو یہ معلوم ہے کہ ان موجودہ آدمیون سے پہلے بھی آدمی تھے اور پیچھے اور ہونگے یہ سلسلہ دُنیا مین لگ رہا ہے کہ ایک پیدا ہوتا ہے ایک جوان ہوتا ہے ایک بڈھا ہو کر مرتا ہے - آمد رفت برابر جاری ہے اور جو کیفیت ہم آج دیکھتے ہین وہی نہ معلوم کب سے چلی آتی ہے اور کب تک جاری رہے گی - غرض دُنیا کی پیدائش سے مطلب یہ نہین کہ جو لوگ ہم کو نظر آتے ہین وہ کب پیدا ہوئے بلکہ سوال یہ ہے کہ جس زمین پر وہ رہتے ہین وہ ساری زمین ہی کب پیدا ہوئی - اور یہ چاند سورج ستارے کب پیدا ہوئے اور سب ایک ساتھ پیدا ہوئے یا آگے پیچھے کچھہ عرصہ کے فرق سے -

یہ سوال شاخ در شاخ زیادہ پیچیدہ ہوتا جاتا ہے اِسلیئے اِسکا جواب دینے سے پہلے ہم ایک چھوٹی سی بات اور سمجھانا ضروری سمجھتے ہین - اوسکو غور سے سُنیئے - بعد مین اصل مدعا بیان کرین گے -

پیدا ہونا اور مرنا کیا ہے - ماکے پیٹ مین سے نکل پڑنا یا زمین پھوٹکر اُگنا اور پھر بےحرکت پڑا رہجانا - درحقیقت دنیا مین کوئی چیز نئی نہ پیدا ہوتی ہے نہ نیست[ل] ہوتی ہے بلکہ شکل بدلا کرتی ہے - چھوٹا پودا کیا ہے جو تخم ہم نے بویا تھا وہ زمین کے اجزا کھات کی اجزا اور پانی اِن سب کے ملنے سے اتنا بڑا بنا ہے -

بچہ انسان کے نطفہ سے پیدا ہوا ماکی غذا سے پیٹ کے اندر پرورش پائی اور پیدا ہوکر خوراک کھا کھا کر اتنا بڑا ہوا - مطلب صاف ہے کہ کوئی چیز انمین نئی پیدا نہین ہوئی سب چیزین پہلے سے موجود تھین مگر باہم ملکر ایک مختلف شکل کی چیز بن گئی - جو کھانا ہم کھاتے ہین اوسمین سے عمدہ حصّہ کا خون بنتا ہے اور فضلہ پاخانہ کی راہ خارج ہوجاتا ہے - خون سے ہڈی کھال اور گوشت وغیرہ بنتا ہے - فضلہ جو پڑا وہ مٹی ہوگیا - تمام دُنیا مین یہی عمل جاری ہے - اِس مین صرف صورت بدلا کرتی ہے نہ تو کوئی چیز ایسی دُنیا مین آتی ہے جو پہلے موجود نہ تھی اور نہ کوئی چیز موجودہ دُنیا سے باہر جاتی ہے - دُنیا کی ہر ایک چیز مٹی سے پیدا ہوتی ہے اور آخر مٹی ہی مین مِل جاتی ہے - گویا پیدا ہونا چند اجزا کے اکٹھے ہونے اور مرنا اونکے علیٰحدہ ہوجانے کا نام ہے -

پیدا ہونا جوان ہونا اور مرنا جیسے ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے اوسی طرح زمین چاند اور سورج ستارے بھی اِس سے بری نہین ہین - جسطرح زمین پر کے سب آدمی مختلف

[ل] موم بتی جل کر نیست نہین ہوجاتی بلکہ ایک قسم کی ہوا بن جاتی ہے جس کو کیمیائی قاعدہ سے صاف دکھلا سکتے ہین - لکڑی جلکر کچھہ تو کوئلا بنجاتی ہے اور کچھہ کاربونک ایسڈ گاس - اسیطرح دیگر جملہ اشیا کا حال سمجھہ لو -

وقتون مین پیدا ہوئے اور یکے بعد دیگرے مرتے ہین اسی طرح یہ سب ستارے اور چاند[۱] سورج بھی مختلف وقتون مین پیدا ہوتے اور مختلف وقتون مین مرتے رہتے ہین۔ ان کی پیدایش جوانی اور بڑھاپے کے بھی قواعد ہین جنکی پابندی اونکو کرنی پڑتی ہے۔ جاندارونکو چھوڑ اس شہر مین دیکھو کہ ہر سال نئے مکان بنتے ہین اور پرانے مٹتے جاتے ہین۔ جو چیز پیدا ہوئی وہ ضرور مرے گی اور جو نئی ہے وہ ایک روز پرانی ضرور ہوگی صرف ایک ذات خدا کی ہے جو نہ کبھی پیدا ہوا نہ کبھی مرے گا نہ کبھی بڈھا ہے نہ جوان سدا ایک ہی رس رہتا ہے۔ اسلئے دنیا کی پیدایش کا ایک روز اس واسطے قایم نہین کر سکتے کہ جب ہماری زمین پیدا ہوئی اوس سے پہلے اور ستارے موجود تھے اور اون ستارون کے پیدا ہونے سے پہلے بھی اور ستارے موجود تھے۔ غرض ایک ستارہ پیدا ہوا ایک جوان ہوکر بڈھا ہوا ایک اوسی زمانہ مین فنا ہوگیا یہ سلسلہ ہمیشہ سے لگا ہوا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ ہم یہ البتہ تبلا سکتے ہین کہ ہماری زمین کب پیدا ہوئی اور یہ چاند سورج

---

[۱] یہ ثابت ہوگیا ہے کہ چاند کے باشندے انسان حیوان سب مرچکے ہین اور نباتات بھی اوسپر بالکل پیدا نہین ہوتے ویران خشک پڑا ہے اور مرنے کو طیار ہے سو دو سو برس بعد اسکی شکل کو زمین والے ترسین گے۔ شاید اللہ میان تب تک کوئی اور چاند ہمارے واسطے بنا دے۔

منگل زمین سے زیادہ عمر والا معلوم ہوا ہے۔ شکر کسی قدر کم جوان۔ ہماری زمین پوری جوان ہے۔ برہسپت اور سینچر ابھی ننھے بچے ہین اونکے گرد عظیم طبقے بھاپھ کے ہین جنکے سمندر بنین گے۔ ہمارا سورج اچھا جوان ہے۔ SIRIUS کا ستارہ ابھی پورا جوان نہین ہوا۔

ستارہ ALDERBARAN ابھی شیرخوار ہے۔ ہمارا چاند بڈھا ہوگیا یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔

لارڈ کیلون تخمینہ کرتے ہین کہ سورج دو تین لاکھ برس کے اندر مر جاوے گا اور اوسکے ساتھ ہی ماتحت زمین و منگل وغیرہ سب فنا ہو جاوین گے۔ (ان باتون کا ثبوت دیکھو ہماری کتاب علم الافلاک مین) LORD KELVIN

یہ لارڈ کیلون ایسا عالم تھا کہ جس نے اپنے کمرہ مین بیٹھے ہوئے تبلا دیا کہ بحر اٹلانٹک مین جو سلسلہ تار برقی ہے وہ فلان مقام پر ٹوٹ گیا ہے۔ جیسے ایڈمس نے ستارہ نیپچون دریافت کیا۔

جو نظر آتے ہین یہ کب سے ہین خیر ستارے تو بیشمار[۵] ہین انکو جانے دو۔ مگر انکے پیدا ہونیکا بھی زمانہ ہم قیاسی ہی بیان کرین گے جو تخمیناً قریب صحیح کے ہوگا کیونکہ انکے پیدا ہونے کے وقت کوئی سن سمت تو تھا ہی نہین اور نہ حضرت انسان ہی جنم لینے پائے تھے جو ٹھیک تاریخ کا زائچہ بنا رکھتے۔

آپ کہین گے کہ کوئی بات پتہ کی نہین کہتے مہمل قصّون سے دل بہلاتے ہو اور ڈھیر مین کھوج دے رہے ہو۔ اسلیئے ہم اب وہ طریقہ اور سلسلہ ہی دکھاتے ہین جس سے یہ سارا جگت بنا جو آج ہماری آنکھون کے سامنے ہے۔ ذرا غور سے سُننا۔ دیکھو جس طرح یہ چاند سورج ستارے لاکھون میل لمبے چوڑے اور کڑوڑون میل کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے ہین اسی طرح اونکی عمرین بھی اس حساب سے کڑورون یا اربون برس کی ہین۔ ایک غیر محدود بے انتہا زمانہ سے یہ طریقہ چلا آیا ہے کہ چاند سورج ستارے زمین وغیرہ پیدا ہوتے ہین اور کڑورون برس تک پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہین

---

۵ اس زمانہ کا اگر حساب بھی لگایا جاوے تو اس قدر لمبا زمانہ نکلتا ہے جسکے شمار کے واسطے کوئی نام نہین اور لکھنے کے واسطے جگہ نہین اسلیئے اسکا نام ہمیشہ کہنا ہی ٹھیک ہے۔ ہندوون کے شاسترون مین زمانہ کا حساب اس طرح پر ہے کہ پیدایش سے قیامت تک ایک کلپ کہلاتا ہے جو چار ارب بتیس کڑور سال تک رہتا ہے۔ یہ اٹکل پچّو خیال نہین بلکہ حساب کی بات ہے کیونکہ سات ستیارے مع چاند کے ہین۔ یہ آسمان مین مختلف مقامات پر ہین زمین کی پیدایش کے وقت یہ سب ایک خاص فاصلہ پر ایک دوسرے سے تھے اور قیامت کے وقت بھی اوسی حالت مین ہونگے اب یہ معلوم کرنا ہا کہ یہ سب گردش کرتے کرتے کب اوسی حالت پر آوینگے اسواسطے ان سب کے ایام گردش کا ذواضعاف اقل نکالا تو یہ مدّت حاصل ہوئی۔ یہ ایک کلپ گویا برمھا کا ایک دن ہے اور اتنی ہی بڑی رات برمھا کی ہوتی ہے جسمین قیامت کے بعد تمام جگت تاریک سُنسان رہتا ہے۔
ایک کلپ مین ۱۴ منونتر اور ۷۰ چتریگی ہوتی ہین۔ ایک چتریگی چار زمانون پر منقسم ہے ستجگ۔ تریتا۔ دواپر۔ کلجگ۔ آجکل ساتوین منونتر کا ۲۸ وان کلجگ ہے۔ دیکھو دیہ بھاش بھومکا۔
عالمون نے تحقیق کیا ہے کہ زمین پر دس ہزار برس مین ایک تہ مٹی کی نئی چڑھتی ہے علم طبقات الارض کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر اتنی تہ چڑھی ہین جنکے حساب سے اوسکی عمر کئی کڑور سال کی ہے۔

اوسکے لبعد سب مسٹ جاتے ہین اور دُنیا مین بالکل اندہیرا اور خموشی چھاجاتی ہے کروڑون برس تک ایسی سُنسان حالت رہنے کے لبعد پھر از سر نو دُنیا پیدا ہوتی ہے پھر مقررہ وقت پر فنا ہوجاتی ہے یہی سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اور رہیگا۔

اسطرح پیدا ہونے کا نام پیدائیش اور فنا ہونے کا نام قیامت ہے۔ مگر در اصل اوس وقت بھی نہ تو دُنیا کا کوئی جزو ہستی مین نیا آتا ہے نہ کوئی جزو موجودہ نیست ہوتا ہے۔ قیامت کے وقت تمام دُنیاؤن کے گولے ذرّے ذرّے ہوکر ہوا مین پھیل جاتے ہین پھر وہ ہوا بھی نہایت باریک ہوتے ہوتے نامعلوم اتیھر یا اکاشش بنجاتی ہے دنیا بہر کی عقل[۱] خواہش رنج خیالات اعمالون کے نتیجہ یہ سب بھی مثل مادّہ کے نہایت

---

[۱] ویدانت کا قول ہے۔ دیگر شاسترون کا قول بھی اس سے ملتا ہے اور فرنگی فلاسفر بھی اسکو تسلیم کرتے ہین کہ۔ ایشور ایک ہے جس سے تمام دُنیا پیدا ہوتی ہے اور پھر اوسی مین مل جاتی ہے۔ وہ شروع مین اتیھر سے بھی زیادہ باریک لطیف صورت مین (گویا بلا صورت) چمکتے ہوئے اکاشش کے موافق تمام غیر محدود خلا مین بھرا رہتا ہے۔ وہ ہماری طرح دن کو جاگتا اور رات کو آرام کرتا ہے۔ قیامت کے لبعد اوسکی رات ہوتی ہے جسمین بالکل خموشی رہتی ہے۔ پھر وہ گہری نیند سے اوٹھکر اپنی دو خاصیتون یا قوّتون کو کام لاتا ہے اس طرح پہلے دُنیا مین دو چیز پیدا ہوتی ہین اکاشش MATTER اور پران ENERGY پھر اکاشش لہرین مارتا ہے جس سے اوسکے ذرّے بکھر کر پھاپھہ کی تشکل بنتے ہین پھر ہوا پھر پانی بنتے ہین پھر زیادہ منجمد ہوکر مٹی بن جاتے ہین یہ سارے کام پران کی قوّت تحریک سے انجام کو پہونچتے ہین پھر پران سے کشش قوّت، اور رحمین وغیرہ پیدا ہوتی ہین جنمین خواہش عقل خیالات وغیرہ پیدا ہوتے ہین۔ اسطرح یہ سارے لوک بنتے ہین۔ ایشور کی خواہش سے یہ سارے برہمانڈ پرچ گئے اور پھر وقت مقرّرہ پر یہ نشٹ ہوکر جہان کا جز وتھان جارہتا ہے اور پھر سارا مادّہ اوسی طرح ہلکا اور باریک ہوتے ہوتے اکاشش تکر آخر اوس نراکار ہوتی سروپ سروبیاپک مین داخل ہوجاتا ہے۔

محنت سے تکان ہوتی ہے اوسکے دور کرنیکے لئے آرام کی ضرورت ہے یہ قاعدہ عالم گیر ہے۔

لطیف حالت مین اوسی اکاش مین ملجاتے ہین (مفصل دیکھو ہماری کتاب فلاسفی) ان دونون کے مجموعہ کا وجود کچھہ برائے نام ہوتا ہے تمام خلا آسمان تاریک خالی سا رہتا ہے پھر تھوڑے عرصہ تک آرام کرنے کے بعد قوّت عود کر آتی ہے تو مادّہ مین لہرین پیدا ہوتی ہین جس سے اوسکے اجزا بکھر کر جگہہ جگہہ ذرّے بن کر پھیلتے ہین۔ (جسطرح دودھ بلونیسے مکھن کے ٹکڑے نکلتے ہین)۔ پھر وہ ذرّے اکھٹے ہوکر اجسام بننا شروع ہوتے ہین۔ اسیطرح آگے کی تمام کارروائیان تکمیل کو پہونچتی ہین۔

یہ سب کارخانہ ایک دن مین یا چھہ دن مین نہین بنتا بلکہ لاکھون برس کا کام ہے۔ پہلے ایک ستارہ بنتا ہے پھر ہزارون برس مین وہ اس قابل ہوتا ہے کہ اپنے گرد دوسرے سیّارے پیدا کرے پھر سیّارے ہزارون سال مین اپنے گرد چاند وغیرہ بناتے ہین۔ پہلے ہر ایک ستارہ بھاپھہ یا جلتی ہوئی آگ کے ڈھیر ہوتے ہین پھر وہ سکڑتے سکڑتے ایک شکل بنجاتے ہین پھر اونمین قوّت کشش و گردش باضابطہ پیدا ہوتی ہے جس سے وہ سیّارون کو اپنے گرد گھماتے ہین۔ پھر سیّارے چکّر کھانیسے ٹھیک گول بنجاتے ہین۔ اس طرح ایک ستارہ تیّار ہوا اور اوسکا نظام مقرّر ہوا۔ ہزارون سال کے بعد دوسرا ستارہ بنا۔ ایک بننا شروع دوسرا بنکر تیّار ہوا تیسرا کمال کو پہونچا اور نباتات و حیوانات پیدا و پرورش کرنے کے قابل ہوا چوتھا اب تک بڈھا ہو کر مرنے کے قریب آیا۔ ایک کا مادّہ پگھل کر بھاپھہ بنا تھا کہ اوس سے دوسرا تیّار ہونے کی بنیاد پڑی۔ آج کل بھی نئے ستارے بن رہے اور پرانے ناکارہ خارج ہو رہے ہین۔ کوئی مر رہا ہے کوی سرسبز ہو رہا ہے کوئی ابھی نامکمّل ہے۔

سلہ مگر افسوس ہے کہ انسان کی قسمت مین یہ کیفیّت دیکھنا نہین لکھا یہ تماشا تو فرشتون ہی کو نصیب ہے۔ جہان ستارہ پیدا ہوتا یا مرتا ہے وہان کوئی جاندار تو موجود ہوتا ہی نہین جو آنکھہ سے یہ کھیل قدرت کے دیکھے۔ ایسی باتین تو عقل ہی سے معلوم ہوتی ہین اور اوس وقت کا سمان قیاس ہی کر سکتے ہین۔ آجتک دوربین مین بھی ایسا کوئی واقعہ نظر نہین آیا جس کو گمان کرتے کہ کوئی دنیا پیدا ہو رہی ہے یا کسی جگہہ قیامت برپا ہے مگر اسکی وجہ بھی تو ہے کہ یہ کام ہفتے یا مہینے کا نہین جسکے ظہور کا مشاہدہ کر سکین ہزارون سال مین آہستہ آہستہ بے معلوم رفتار سے دنیا مین بنتی بگڑتی ہین۔

قیامت ہونے کی دو صورتین ہین ایک تو اپنی مقررہ عمر پر پہونچکر کسی ستارہ[ف۱] کا قابل روئیدگی نرہنا۔ دوسرا کوئی حادثہ آسمانی مثلاً کسی مُردہ لڈھکتے ہوئے تاریک[ف۲] ستارے سے ٹکر کھاکر پاش پاش ہوجانا۔ اس دوسری آفت ناگہانی کا تو نہ کوئی وقت[ف۳] مقرر ہے نہ قاعدہ۔ مگر پہلی صورت مین ہر ایک بات نوبت نہ نوبت باضابطہ ہوتی ہے۔ پورانے سورج یا تو پہلکر بھاپھ بنجاتے ہین اور خلا مین پھیل جاتے ہین یا ٹھنڈے ہوکر کالے پڑجاتے ہین اپنا اپنا راستہ چہوڑ اندھیرے مین لڈھکتے پہرتے ہین (دیکھو نقشہ)۔ جب کوئی سورج مرنے والا ہوتا ہے تو اوسکی روشنی روز بروز مدہم پڑتی جاتی ہے۔ اوسکی قوّت کشش

NEBULA نام کے ستارے جو ہین اونکی نسبت خیال ہے کہ وہ آجکل بن رہے ہین ابھی اونکی کوئی باقاعدہ شکل نہین صرف جلتے ہوئے شعلون کے ڈھیر سے نظر آتے ہین۔ چند چکر کھارہے ہین چند مین چھلکا بھی پڑگیا ہے۔ گویا دنیاؤن کا آغاز ہو رہا ہے۔

تارے جو ٹوٹتے ہین یہ کیا ہین وہی بڈہے ناکارہ ستارے ہین جو مرنیکے بعد بے قابو ہوکر اپنے راستہ کو چہوڑ کر اکاش مین لڈھکتے ہین اور ہوا کی رگڑ سے جلتے جلتے بہت چہوٹے رہجاتے ہین۔ لفٹنٹ PEARY صاحب خط آرکٹک سے ایک شہاب کا ٹکڑا لائے تہے جو ۵۰ ٹن وزن مین تھا (۲۲۴۰ من) اسمین لوہا پتھر ملا ہوا تھا بالکل سیاہ پہاڑ کے چٹان کے موافق تھا۔ یہ بھی کوئی کرہ ہوگا جو زمین تک آتے آتے رگڑ سے جلکر اتنا رہگیا۔ شکر ہے پرماتما کا کہ یہ سنسان برفستان مین گرا اگر ہمارے ملک مین گرتا تو سیکڑون کے سر پھوڑتا۔

[ف۲] بعض دفعہ دوربین مین ایک نیا ستارہ بہت روشن ایک ساتھہ نمودار ہوتا ہے پہر دو چار دن بعد بالکل غائب ہوجاتا ہے اسکی وجہ یہ سمجھہ مین آتی ہے کہ شاید دو ستارے یا شہاب ٹکرائے ہونگے جنکی رگڑ سے روشنی پیدا ہوئی پہر دونون غارت ہوگئے۔

[ف۳] ایسے کئی کالے اجسام دریافت ہوئے ہین جو مُردہ سورج ہین یہ ہماری زمین سے ہزارون گنے بڑے ہین بانہین اب روشنی بالکل نہین رہی۔ یہ اپنے راستہ کو چہوڑ کر SPACE مین ڈانواڈول لڈھکتے پہرتے ہین۔ ایک دن مین کئی لاکھہ میل کا سفر طے کرتے جاتے ہین۔ یہ ہمارے سورج کی طرف بڑہے آرہے ہین کسی روز سورج دیوتا سے ٹکر کھاکر ہمارے نظام شمشی کو غارت کرینگے۔ یہ کمبخت کسی قانون یا کشش کے پابند نہین اسلئے انکے مڈبھیڑ کا وقت معین نہین ہوسکتا۔ انکا وجود اسطرح معلوم ہوا کہ بعض اوقات کسی روشن ستارہ پر ایک ساتھہ سیاہی چہاجاتی ہے اور تھوڑی دیر مین گرہن کے موافق اوترجاتی ہے۔
مگر ہمکو اسکا کچھہ خوف نہین ایسا تاریک مردہ سورج جب ہمارے نظام شمشی کی سرحد مین پہونچیگا تب وہ روشن ہوجاویگا۔ اور ہمکو مثل چاند کے ایک دوسرا چاند آسمان مین دن بدن بڑہتا ہوا نظر آوے گا جون جون وہ نزدیک ہوتا جاوے گا۔ اسطرح اسکی ٹکر سے بہت پہلے ہم کو اسکا نوٹس ہوجاوے گا۔ ایسے صدمہ سے جو حال ہوگا وہ خدا ہی جانتا ہے۔

وغیرہ کے ضابطے ڈھیلے ہوجانیسے وہ سیارون کو اپنے راستہ مین قائم نہین رکھہ سکتا۔ دھوپ کی کرن سُست ہونیسے زمین پر موسمون ہین فرق پڑجاتا ہے۔ برسات نہ ہونیسے نباتات پیدا ہونا بند ہوجاتا ہے جانور و نمین بیماری پھیلتی ہے عقل خراب ہوجاتی ہے اور بھوکہ سے خلق خدا بہت مرجاتی ہے۔ غرض تھوڑے عرصہ مین وہ سیارہ بالکل ویران ہوجاتا ہے پھر اوسکے دریا و سمندر بے قابو یا خشک ہوجاتے ہین وغیرہ۔ قدرت کے کسی کام مین سختی نہین اور کسی کام کو بہت[۱] جلدی نہین کرڈالتی۔ اسی واسطے قیامت بھی یکایک نہین ہوسکتی۔ برسون پہلے سے کشش ہوا کا دباؤ اور چیزون کے وزن مین فرق ہونا شروع ہوگا۔ سردی زیادہ پڑے گی ہوا خشک اور تیز اور سخت خنکی آمیز چلیگی۔ زمین کی قوت روئیدگی نباتات و پرورش حیوانات مفقود ہوتی جاوے گی۔ بالیدگی مین کمی ہوگی۔ جاندار پیدا بہت کم ہونگے اور جو ہون گے اونکی قوتِ حس و عقل کمزور[۲] و اعضا سُست پڑتے جاوین گے ہاتھہ پیر شل ہوجاوین گے زندگی کی حالت عجیب بیچارگی کی ہوگی بھلے بُرے اور دُکھہ سُکھہ کی تمیز کم رہیگی محبت اور خواہش سرد پڑجاوین گی۔ مرنیسے خوف نہ لگیگا نہ پیچھے کی فکر دامنگیر رہیگی۔ سیارے ویران ہوکر راستہ بھولین گے اور باہم ٹکراوین گے یا سورج مین غڑپ ہونے کو اوسکی طرف کھنچ جاوین گے وغیرہ۔ یہ کام ہزارون سال[۳] کا ہے اور درجہ بدرجہ بے معلوم طور پر خاتمہ ہوتا ہے۔

---

[۱] دیکھو گناہ و ثواب کا نتیجہ بھی تو جلدی نہین ملتا جس سے بہترے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ خدا ہے ہی نہین
[۲] ابھی تک یہ معلوم نہین ہوسکا کہ آج کل انسان کی قوتٕ بڑھ رہی ہین یا کم ہورہی ہین یعنی ہماری زمین کی جوانی ڈھل رہی ہے یا ابھی اور جوانی آوے گی۔ یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ برہسپت و سنیچر مین آبادی کا بازار گرم ہوگا۔
[۳] سائنس ابھی اس قدر کامل نہین ہوا ہے کہ جو قیامت کا وقت صحیح تبلا سکے۔ BOOK OF DANIEL اور بھاگوت وغیرہ مین مہا پرلیہ کا حال لکھا ہے مگر ہم تو اوسکو مانین گے جو BOOK OF NATURE کے ورق کھول کر پڑھا جاوے۔

ہماری زمین شروع مین ایک گاس کا گولا یا بھاپھ کا کُرہ تھی جو سورج کے گرد گھومتا تھا۔ پھر یہ آسمان مین گھومتے گھومتے کسی قدر ٹھنڈی ہوئی اور بھاپھ کے بجائے رقیق گولا بنگئی۔ رقیق[1] سے لئی کے موافق گاڑہی ہوئی۔ پھر آخر کار منجمد ہو گئی۔ پہلے اسکی سطح منجمد ہوئی کیونکہ کُرہ کا محیط ہی سردی کا اثر زیادہ قبول کرتا ہے۔ جب تمام زمین مٹی کا گولا بن چکی تب جو کچھہ بھاپھ کے بادل اوپر اوڑتے رہگئے تھے وہ سب پانی بنکر اوسکی سطح پر آپڑے اور سمندر بنگئے۔ پہر اب دن بدن اسکی مٹی اندر سے سخت ہوتی جاتی ہے اور پہاڑ بنتے جاتے ہین اسطرح جب زمین پرورش کے قابل تیار ہوگئی تو اوسمین پیداوار[2] کا آغاز ہوا۔ شروع مین تمام سمندرون کا پانی گرم تھا اور پہلے پہل کائی اور ZOOPHITE وغیرہ نباتات پیدا ہوئے۔ پھر جب کچھ ٹھنڈی ہوئی تو دیگر اقسام سبزیات کی پیدا ہوئین۔ اوسکے بعد مچھلیان پیدا ہونے لگین۔ پھر چھپکلی کی اقسام[3] کے جانور نمودار ہوئے۔ اسکے بعد جب ہوا کسی قدر صاف بن چکی تب پرندون کی پیدائش کا

---

[1] اسکا ثبوت یہ ہے کہ ایک لئی کے گولے کو خوب گھماؤ تو وہ بیچ مین سے پھول جاویگا اور دونون سرے اوسکے ذرا بیٹھہ جاوین گے یہی شکل ہماری زمین کے خط استوا پر اور قطبین کے پاس ہے۔ سینچر اور برہسپت کے قطبین اور زیادہ چپٹے ہین کیونکہ اونکی گردش محوری بہت تیز ہے۔

[2] کسی چیز کے پیدا ہونیکے واسطے اوسکے تخم کا ہونا لازمی نہین اگر ایسا ہوتا تو دنیا کے آغاز مین ہر چیز تخم سے پیدا کیجاتی مگر تخم کہان سے آتا جبکہ اوسکا اصل درخت ہی موجود نہ تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ زمین مین کیمیائی اجزا ر صدہا قسم کے ہین۔ جس جگہہ جس قسم کے اجزا ر زیادہ ہوتے ہین مناسب موسم پاکر وہ خود بخود ایک درخت دھات یا جانور پیدا کر دیتے ہین۔ چاندی الماس کا تخم کس نے بویا۔ ڈھاک کے جنگل کس نے لگائے۔ مونج کا جنگل کس نے بویا۔ ڈھاک کو جڑ سے کھود کر پھینکدو پہر خود بخود نکل کھڑا ہوگا کیونکہ زمین کے اندر اجزا ویسے ہی ہین۔ بعض برسات مین چھت پر اور صحن مین مینڈکیان پھدکتی پہرتی ہین وہ کیا مینہ کے ساتھ برستی ہین ہرگز نہین۔ قاعدہ یہ ہے کہ پہلے درخت پیدا ہوتا ہے پہر اوسپر تخم پکتا ہے جس سے نئے درخت پیدا ہوتے

[3] عالمان علم طبقات الارض نے جو زمین کو بہت گہرا کھود کر اسکے چھلکے شمار کئے اور اندر کی نکلی ہوئی چیزون کا جانچا تو بہی یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچی۔ سب سے زیادہ گہرائی پر یعنی طبقہ اول مین جو زمانہ آغاز مین بنا ہوگا کائی وغیرہ کے نشانات پائے۔ دوسرے طبقہ مین جو TRANSITION PERIOD مین بنا مچھلی وغیرہ کی ہڈیان ملین۔ SECONDARY FORMATION والے طبقہ مین چھپکلیون کے ڈھانچے نکلے۔ TERITARY DEPOSITS مین پرندون کے پنجر ملے جو پہلے کسی مین نہ تھے۔ اور چوپائے بعد مین دو ایک تہ اوپر کو۔ پھر QUATERNARY PERIOD کے طبقہ سے انسانی ٹھٹھری ملنے لگی۔

نمبر آیا۔ پھر اسی طرح جون جون اوسکی زمین مکمل اور بقولات کافی ہوتی گئین درند وچرند چوپائے پیدا ہوتے گئے اور جب بالکل درست تیار ہوگئی تب اشرف المخلوقات حضرت انسان رونق افروز ہوئے۔

اب گویا زمین پوری جوان ہے اوسمین کچھہ کسر نہین ایک کامل جانور انسان سا عقلمند اور حواس خمسہ نہایت عمدہ رکھنے والا اسپر پیدا ہوتا اور پرورش پاتا ہے ایک خاص زمانہ تک اسکی یہ حالت رہنے کے بعد پھر رفتہ رفتہ تنزل شروع ہوگا۔ جیسے جانور ہزار سال پیشتر اسپر پیدا ہوتے تھے اب بالکل ویسے نہین ہوتے اونکی شکل مین کسی قدر[1] فرق پڑگیا ہے بعض جانورون کا تو آج کل صرف کتابونمین نام پڑہتے ہین کہ وہ کبھی دنیا پر پیدا ہوتے تہے۔ ہزار سال بعد کچھہ اور فرق پڑجاویگا۔ طوفان نوح سے پہلے جن درختونکے تخم بوئے جاتے تھے آج انکا پیوند باندہ سکتے ہین اور امید ہے کہ ہزار سال بعد اونکے قلم لگانیسے ہری ہوجایا کریگی۔ موسمونمین بڑا تفاوت ہوگیا پیداوار بدل گئی قوم اور ملک کی زبانین[2] بدل گئین عادات اور مزاج کا کیا ذکر ہے۔ غرض اسی طرح دن بدن تبدیلی واقع ہوتی ہے نامکمل چیزین تکمیل کو پہونچتی ہین اور کامل چیزین زوال پذیر ہوتی جاتی ہین۔

جہان مشاہدہ نہین چلتا وہان مشابہت[3] و مناسبت سے کام لیا جاتا ہے۔ قیاس کہتا ہے کہ

---

[1] عنقا سیمرغ اژدہا ققنس ایراوت گڈر وغیرہ کے قصے مشہور ہین اب یہ سب معدوم ہین۔ پہلے چھہ اونگلی کے بندر ہوتے تہے جانورون کی بولی انسان کی سمجھہ مین آتی تھی۔ پہلے پڑکھا ہمارے کیسے قوی الجثہ ہوتے تھے ہم کیسے پودنے کی موافق ہونے لگے۔ اب عالمون کا خیال ہے کہ انسان کے دانت بہت بڑے ہونے لگے ہین اور کسی روز بڑہتے بڑہتے ہاتھی دانت کا کام دین گے۔

[2] اس مضمون پر دیکھو ہماری کتاب علم اللسان جسمین ہر زبان کا مخرج زمانہ پیدایش اور وجوہات تبدیل کا مشرح بیان ہے اور سب زبانون کا باہم مناسبت مشابہت اور تفاوت بھی دکھلائے ہین۔

[3] ہم نے خدا دیکھا نہین ہے اور نہ اوسکے مزاج کی خبر ہے مگر ہم زور سے کہتے ہین کہ وہ رحیم ہے عبادت پسند ہے۔ کیونکہ ہماری عادت کو یہ باتین پسند ہین اسلیئے اوسکو بھی ایسا ہی سمجھا۔

جو باتین زمین کے متعلق بیان کی گئین وہی تمام دیگر ستارونپر بھی وقوع مین آئی ہونگی۔ ہر ایک سیارہ چاند اور سورج اس طریقہ پر کسی قدر فرق کے ساتھہ (بلحاظ خصوصیت موقع و اتفاقات بیرونی کی) بنا ہوگا اور پھر اوسپر علی الترتیب نباتات وحیوانات کا جنم ہوا ہوگا۔ یہ ممکن ہے کہ وہان کے درخت[٥] اور پرند و آدمی دوسری قسم کے ہون بلکہ درخت اور جانورون کے بجائے وہان کسی دوسرے سانچہ کے مخلوقات پیدا ہوتے ہون جنکی شکل حواس خمسہ وطرز معاشرت کا ہم خیال بھی نہ باندہ سکین مگر یہ ضروری امر ہے کہ وہان بھی سلسلہ پیدائش کا اسی طرح باضابطہ ہوگا۔ کچھہ ہماری زمین کی ہی پیری نہین جو اسے خاص حق آبادی کا حاصل ہو اور دیگر ستارے سب ویران رہین اور اوسکی آرائش کا کام دین۔ زمین بھی سب کے موافق ایک سیارہ ہے اسلئے دیگر سیارونپر بھی زمین کے موافق آدمی ضرور بستے رہین۔

---

[٥] دوسرے ستارون مین آبادی ہونے کے بیانمین ایک فرانسیس عالم M. FLAMMARION نے بڑی عمدہ کتاب فرینچ زبان مین لکھی ہے جسکا نام PLURALITE DES MONDES HABITI ہے۔ ہندوؤن کے شاسترونمین بھی ذکر کیا ہے کہ چندر لوک سورج لوک وغیرہ مین جاندار بستے ہین اور اونکے مزاج وطرز معاشرت وقوتین ایسی ہوتی ہین۔ ابتک اِن باتون کو لغو سمجھتے تھے مگر اب جون جون تحقیقات کرتے ہین اونکے قول صحیح وزن دار ثابت ہوتے جاتے ہین۔ اور کیون نہ ہون جبکہ وہ ایسے عالم تھے کہ بغیر لاکھون روپیہ کے نفیس دوربینون کے اونہون نے آج سے ہزارون سال پیشتر تمام آسمان چھان ڈالا تھا سب ستارون کے نام اور جگہہ مقرر کر چکے تھے۔ سب کے ایام گردش اور گرہن پڑنے کے زمانے ٹھیک معلوم کر لئے تھے۔ نہین بلکہ گردش افلاک کا جو اثر انسان کی پیدائش بناوٹ مزاج اور قسمت پر پڑتا ہے اوسے بھی دریافت کر بیٹھے تھے۔ اونہون نے بہت سی باتین یوگ ابھیاس کے ذریعہ سے حاصل کی تھین (دیکھو ہماری کتاب جوہر غیب و جوہر نجوم) اِسکے واسطے دیکھو سنسکرت کتابین سوریہ سدھانت و سدھانت شرومنی وغیرہ

جانورون کا بیان

جس طرح ہم سمجھتے تھے کہ ہماری زمین ہی آبادی کا مقام ہے اور چاند سورج ستارے سب اسکی آرایش کے واسطے ہین اس طرح ایک اور ایسا ہی لغو خیال ہمارے ذہن نشین ہو رہا ہے - وہ یہ ہے کہ ہم ہی زمین کے مالک ہین اور یہ تمام جانور ہماری خدمت کے واسطے خدا نے پیدا کئے ہین گھوڑا ہمارے چڑھنے کیواسطے گاے دودہ پینے کیواسطے بھیڑ اون کے دوشالون کیواسطے کتا مکان کی حفاظت کیلیے۔ مگر یہ خیال بھی ہمارا ویسا ہی پوچ اور غلط فہمی پر مبنی ہے - صورت معاملہ کی کچھہ اور ہے۔ جس گھر کو ہم اپنا تبلاتے ہین اوسکے اندر چوہے رہتے ہین وہ اوسے اپنی جاگیر سمجھتے ہین۔ کسی کمرہ مین بھڑون کا چھتا لگا ہے اوسکے پاس جا کر ذرا اپنا دخل جتایئے تو کیسی گُندی کرتی ہین۔ چھپکلی سمجھتی ہے کہ یہ دیوار میرے ہی واسطے بنائی گئی ہے۔ کھیت اور باغ کو ہرن و گیدڑ اپنا سمجھتے ہین - اور ہے بھی صحیح - اگر حق ہے تو سب کا ہے ورنہ کسی کا نہین۔ ہم مین ہی کیا سرخاب کا پر لگا ہے جو اللہ میان کے پیدا کئے ہوئے درخت جو سورج کی گرمی اور بارش کے پانی سے نشو نما پاوین اونکو ہم اپنی ملکیت بلا شرکت غیرے قرار دے لین۔

انسان اشرف المخلوقات ہے تو اوسکے یہ معنی نہین کہ وہ مالک المخلوقات ہے اپنے اپنے گھر کے سب بادشاہ ہین سب عزت رکھتے اور عقل - سب کے کنبہ ہین اور جائداد و حقوق ہین - اگر ہم غور سے دیکھین اور انصاف کرین تو ہم مین اور جانور و مین صرف

اتنا فرق ہے کہ وہ ذرا کمزور ہین اور ہم کسی قدر زبردست ہین۔ ہماری عقل ذرا زیادہ تیز ہے۔ ورنہ وہ بھی عقل رکھتے ہین روح رکھتے ہین۔ حقوق اور انتظام رکھتے ہین اپنی حیثیت کے موافق کسی بات مین ہم سے ہیٹے نہین۔

انسان کو بڑا فخر اسبات پر ہے کہ ہم گھر بنا کر رہتے ہین شادی باقاعدہ کرتے ہین اولاد سے محبت رکھتے ہین مگر اوسکو معلوم نہین کہ بیا اور پودنا کیسے عمدہ گھر بناتے ہین بیور اپنا گھر بنانیکے لیئے لکڑیان جنگل ہین[۱] سے کاٹ کر دریا مین بہاتا ہے۔ برّون کا چھتا جیسا ہلکا اور مضبوط ہوتا ہے ویسا عمدہ انسان قیامت تک نہین بنا سکیگا بلکہ اوسکے لیئے یہ تبلانا بھی محال ہے کہ وہ کس مصالحہ کا بنتا ہے۔ پھر دیکھو بچّے اوسکے اندر کس محبّت کے ساتھہ رکھے جاتے ہین۔ کیا کبھی چیونٹیون کا بل نہین دیکھا۔ آپ چیونٹی کو ایسی ناچیز سمجھتے ہونگے کہ ہزارون پانوٗن کے تلے دبکر مرجاوین کیا مضائقہ ہے مگر کوی آنکھہ کھولکر دیکھے اور سمجھے تو وہ ذراسی چیونٹیان ہماری طرح سے زمیندار حاکم سوداگر اور پیشہ ور سب ہوتی ہین اونکے بل کو یون ہی ناتراشیدہ سوراخ نہ سمجھیئے اوپر تو صرف ایک راستہ ہے اندر اوسکے شہر بسا ہے جسمین قلعہ کچہری دوکانات وغیرہ سب ہین احاطون[۲] مین دودہ دینے والے مویشے بندھے ہین اونکی سڑکے دیکھیئے کیسی سیدہی ہوتی ہے اونکی فوجون کا مقابلہ آپ نے نہ دیکھا ہوگا کیونکہ آپ کی توجّہ اوس طرف نہین مگر ہم نے دیکھا ہے۔ پھر شادی کے اصول و محبّت کیا ہم لوگون مین اس خوبی کے ساتھہ ہے جیسی ہم سارس۔ فاختہ کبوتر وغیرہ مین دیکھتے ہین۔

ہم اکثر کہتے ہین کہ جانورونمین یہ بڑی کمی ہے کہ وہ بے زبان ہین۔ مگر یہ بھی ہماری عقل کی کمی ہے ورنہ اونکے مُنہ مین ہماری سے زیادہ لمبی زبان موجود ہے۔ وہ ہماری طرح بولتے ہین اور اپنی زبان کی بولی کو سمجھتے ہین وہ رونا اور ہنسنا بھی جانتے ہین مگر

[۱و۲] دیکھو ہماری کتاب جوہر حیوانات و نظام حیوانات۔

ہماری طرح سے ہنین۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔ بلکہ وہ تو اس قدر تیز طبیعت ہین کہ زیادہ ہنین تو ایک تازہ ولایت صاحب بہادر کی طرح کسی قدر ہماری زبان کے ضروری الفاظ بھی سمجھتے ہین مگر ہم ایسے بودم ہین کہ اونکی زبان کا ایک لفظ بھی ہنین سمجھتے۔ دیکھیے طوطا مینا جو ہماری بولی سیکھتے ہین وہ اوسکے معنی بھی سمجھہ لیتے ہین تب ہی اوسکو مناسب موقع پر استعمال کرتے ہین ہماری طرح سے ہنین کہ مور کی بولی سیکھہ لی تو "قق قق میاؤن" کرنے لگے یہ خبر ہنین کہ یہ خوش ہونے کی بولی ہے یا رونے کی۔ جانورون کی زبان ہم کو ایک سی معلوم پڑتی ہے اوسمین متفرق الفاظ صاف تمیز ہنین ہوتی اسلیے ہم سمجھتے ہین کہ وہ کچھہ گفتگو ہنین کرتے مگر ہم کو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ کچھہ عبارت ہنین بولتے تو کس طرح ایک وقت کوئے کی کانو کانو سنکر تو صدہا کوئے جمع ہو جاتے ہین اور ویسے ہمیشہ کانو کانو کرتا رہے خبرے بنا شد۔ یون بولنے کو تو صاحب لوگ جب انگریزی بولتے ہین تب کسی گنوار کو صدہا الفاظ کے بجائے صرف گٹ پٹ سنائی دیتے ہین۔

ایک دلیل ہماری یہ ہے کہ جانورونمین ملکیت وحقوق کچھہ ہنین ہوتے اور نہ اونکا کچھہ لحاظ ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی غلط۔ دریائی سونس کا بیان پڑہیے۔ کتا اپنے گھر پر شیر ہوتا ہے اِسکے کیا معنی۔ گلگل کے گھونسلے مین کوئی دوسرا پرند جاوے تو کیسی پیچھے پڑتی ہے۔ بندرون[1] کے محلے بٹے ہوتے ہین۔ سب جانور اپنے گھر کی اور اپنے مال کی حفاظت کرتے ہین اور یون زبردست توالنو نپر بھی ڈاکہ ڈالتے ہین۔ ہرن کے جھنڈ جو چھلانگ مارتے پھرتے ہین اِسکی وجہ تو یہ ہے کہ سارا جنگل اونکے واسطے موجود ہے جہان چاہا کھایا اور چلدئے وہ گروہ باندھکر رہنا اور ایک جگہہ نہ ٹھہرنا پسند کرتے ہین مگر اسکی مثالین انسان مین بھی تاتاری خانہ بدوش اور کنجر وغیرہ موجود ہین۔

جانورونمین عقل نہ تبلانے والے صاحبون سے ہم پوچھتے ہین کہ اوّل تو یہ دیکھیے کہ

---

[1] قصبہ ہستناپور مین کورو۔ پانڈو کے دو تھوک بٹے ہوئے ہین ایک ٹپی کے بندر دوسری ٹپی مین ہنین جاتے۔

انسان کیا تمام عقلمند ہوتے ہین بے پڑہے جاہل مطلق اپنے ہنین دیکہے پھر یہ تبلائیے کہ آپ کا ٹیپو کتا زیادہ عقلمند اور فرمانبردار ہے یا وہ احمق مہتر جو اوسکو وقت پر نہلانا بھول جاتا ہے اور پڑا پڑا پادتا ہے۔ کیا آپ کا گھوڑا عقل نہین رکہتا جو لگام کے اشارہ سے چلتا ہے اور اگر آپ اتفاق سے گر پڑین تو فوراً ٹہر جاتا ہے۔ ہاتھی جو فیلبان کے حکم سے زمین پر کی چیز اوٹھا دیتا ہے کیا اسمین آپ کے بیہودہ گراسکٹ اور چرکٹے کی برابر بھی عقل نہین۔ دیکھو ایک نامعقول یکہ والا گھوڑے کو بلا وجہ مارتا ہے اور بھلامانس گھوڑا صبر کے ساتھہ بھوکا پیاسا منزل طے کرتا ہے ان دونون مین کون بیوقوف اور بد ہے۔ جانورونکو اپنی تندرستی کا اتنا خیال ہے کہ ایک خاص موسم مین ہی جفتی کرتے ہین اور ہم شبانہ روز اب تبلائیے کون عقلمند ہے اور کون بے عقل۔ کھنجن وغیرہ موسم کی تبدیلی کو پہچان کر کیسے وقت مقررہ پر ترک وطن کرتے ہین۔ صبح کے وقت کیسے ٹھیک وقت پر ہر ایک جانور آواز دیتا ہے کیا ہمارے اوٹھنے کا بھی ایسا ہی معمول ہے۔

ارسطو جیسے عالم نے جانورونمین عقل مانی ہے CHARLES BONNET بہت سے جانورون کی زبان سمجھتا تھا DUPONT DE NEMOURS نے جانورونکی زبان کی ایک ڈکشنری بنائی تھی۔ اتبک ہماری زبردستی یا غفلت تھی کہ زیادہ غور کئے بغیر حیوانونکو بے عقل ٹہرادیا مگر اب وقت آگیا ہے کہ اسکا فیصلہ زیادہ سمجھکر کیا جاوے۔ بلا صحبت و تعلیم کے انسان بھی جاہل رہتا ہے اور صحبت و تعلیم سے جانور بھی طوطا مینا اور کتا کی طرح ہوشیار ہوجاتے ہین۔ جانورون مین عقل کم ہونے کی خاص وجوہ بھی ہین۔ کہ اوّل تو اونکی ضروریات زندگی بہت مختصر ہوتی ہین۔ پہر اونکے اعضا بہ نسبت انسان کے کم اور غیر مکمل ہوتے ہین۔ اور پہر بیچارون کا دائرہ آمد رفت و واقفیت محدود ہوتا ہے۔ اپنی ضروری باتونمین وہ پورے چالاک ہین۔ گھوڑا کبھی راستہ نہین بھولتا۔ کتا[1] اپنے مالک کے

---

[1] جانورون کی عقلمندی کے قصے دیکھئے ہماری کتاب جوہر حیوانات مین۔

لباس تک کو پہچان لیتا ہے - ہاتھیون نے سنکڑون راتب چور مہاوت مار ڈالے -
چیل اوپر سے خونچہ پر سیدہی جھپٹ مارتی ہے - سکھلانیسے بیا توپ چلاتی ہے چوہیا خصم کا
پانی بھرتی اور ساس کے نام سے صاف انکار کردیتی ہے -

اب تو شاید شبہہ نہین رہا کہ جانور و نمین عقل نہین ہوتی ہے - جب عقل ہے تو روح بھی
انمین ضرور ہے روح اور کس چڑیا کا نام ہے اور وہ کس مرض کی دوا ہے - جانور و نمین
خواہش ہوتی ہے بغض ہوتا ہے - آرام تکلیف کو محسوس کرتے ہین انتظام و محبّت بھی پایا
جاتا ہے پھر وہ کونسی بات رہگئی جسکی وجہ سے ہم تو اپنے مُنہ میان مٹھو بن بیٹھین اور جانور و نمین
کہین کہ روح نہین ہے -

کھیت جوتنا پکی ہوئی روٹی کھانا کپڑا اوڑھنا ریل مین سوار ہونا جیسا ہم کرتے ہین ایسا
بہت سے جانور بھی - اگر ریل کا ٹکٹ اپنے آپ لانا او سکے گرہ سے دام دینا یا ریل و تار برقی
ایجاد کرنا ہی روح ہونے کی دلیل ہے تو اس حساب سے انسان بھی ایک چوتھائی روح والے
رہجاوین گے - باجا بجانا کپڑے سینا کتاب تصنیف کرنا روح کی علامت ہے تو تبلایئے کتنے
انسان ذی روح ہین - عقل روح کی ایک قوّت ہے اسلیے جب جانور و نمین عقل ہے تو روح
بھی اونمین ضرور ہے -

ہمارے شیر خوار بچّہ مین روح ہے یا نہین جسمین جانور کے برابر بھی عقل نہین - ضرور ہے
مگر پختگی کو نہین پہونچی ابھی کچّی ہے - بس یہی بات جانور و نمین سمجھہ لو اونمین روح ضرور
ہے مگر پختہ نہین - اوسپر زنگ لگا ہوا ہے کمزور ہے اور کچّی ہے - اوسکی قوّتین بوجہ اعضا ناقص
ہونیکے ٹھیک کام نہین کرسکتین دیکھو گتّے اور مگرمچھ دونون مین روح ہے مگر اونکے افعال
کیسے غیر برابر ہین ایک بڑا پھرتی والا اور چالاک ہے دوسرا دھوپ مین ریگ پر لوٹا کرتا
ہے یا پانی کے اندر کہین پڑا ہے کوئی ملگیا تو غڑپ کرلیا ہاتھہ پیر جلدی نہین چلتے نہ گردن
مُڑتی ہے - گھوڑا کیسا تیز دوڑتا ہے اگر اونٹ پانی پر ریپٹ جاوے تو اوسکی روح خطا ہو

نہین اوسکے پانون کی بناوٹ کا قصور ہے۔ غرض جتنی کم حیثیت کا جانور اوتنی ہی اوسکی روح غیر پختہ ہے اور کمزور ہے گویا ایک GERM کی حالت مین ہے۔ سیپ گھونگھا وغیرہ مین جب حرکت ہے تو خواہش دلی کا پتہ لگتا ہے جو روح کی دلیل ہے خواہ وہ کتنی ہی ناکمل ہو۔

کیڑون کا بہت چھوٹا جسم سمجھکر یہ خیال کرنا کہ یہ بے روح ہین نادانی ہے۔ قدرت کی نگاہ مین کوئی چیز بڑی اور کوئی چھوٹی نہین دیکھو ذرا سی جون کے بھی ہاتھہ پیر آنکھہ کان ہوتے ہین اور بہت بڑی بھنیس کے بھی۔ جسم مین دونون کے زمین آسمان کا فرق ہے مگر جان دونون مین ایک سی ہوتی ہے۔ اور لیجئے وُہی پُرزے تو بڑی دہرم گھڑی مین ہوتے ہین۔ اور وہی ایک چھوٹی جیبی گھڑی مین۔ ہویل کتنا بڑا ہے وہ ایسا سُست ہے اور مچھر بیچارہ جسکی کچھہ ہستی نہین کیسا تیز ہے۔ پودنے اور ہاتھی کی لڑائی سُنی ہوگی۔ چھوٹا جسم روح کے ہونے مین مانع یا ہارج نہین ہوسکتا کیونکہ روح کے واسطے زیادہ جگہہ کی ضرورت نہین وہ مثل ہوا کے ہے بڑے برتن مین اور چھوٹے برتن مین ہر طرح سما سکتی ہے۔ دیکھو چیونٹی اور موہار ایسے چھوٹے جانور کیسے بڑے کرتب کرتے ہین جو بیل اور شیر سے بھی نہین ہوسکتے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کیڑون مین صرف یہی دو عقلمند ہین باقی سب اناری ہین۔ نہین سب ایسے ہی عقلمند ہون گے مگر اونکے حالات مشاہدہ کرنے کا ہمکو کم موقعہ ملا ہے اسلیئے کچھہ زیادہ اونکی نسبت معلوم نہین ہوا۔ پانی کے اندر سوئی کی نوک سے بھی باریک کیڑے جو ہزارون کا جھنڈ برساتی پانی مین ہم دیکھا کرتے ہین وہ سب حواس خمسہ یا اربعہ رکھتے ہین اور اپنے گھر کے راجہ ہین۔ جب اونمین مرضی۔ قوّت حس۔ فعل۔ عقل۔ فکر اور فہم وغیرہ ہین تو روح کیون نہ مانی جاوے۔ چونکہ عقل روح کی ایک قوّت ہے اسلیئے جسمین عقل ہے اوسمین روح بھی ضرور ہے۔

درختونکا بیان

یہ تو ہمارے کھیت کی مولی گاجر ہین اور کھانے کے لئے ہی بنائے ہین۔ سچ پوچھو تو یہ بھی بیچارے جان رکھتے ہین۔ حواس رکھتے ہین۔ عقل نہین رکھتے اتنی کمی بیشک ہے۔ یہ گویا جانورون سے بھی ایک درجہ نیچے ہین۔ یہ پیدا ہوتے ہین مرتے ہین کھاتے پیتے ہین۔ انکو کاٹو یا بھوکھا رکھو تو تکلیف محسوس کرتے ہین مگر انکو اپنے کُنبے یا ملکیّت[ل] کی خبر نہین نہ اوسکا کچھہ خیال ہے۔ انمین بھی روح تو ضرور ہے مگر نہایت غیر مکمّل جیسے کوئی بچہّ پیٹ مین ہوتا ہے یا انڈا جسکے اندر بچہّ موجود ہے مگر جب تک پختہ نہ ہو تب تک صرف ایک مانس کا لوتھڑا ہے اوسکے ہاتھہ آنکھہ پر وغیرہ کچھہ نہین۔ جسطرح انسان سے حیوانات کم ہین اوسیطرح حیوانات سے درخت اور کم ہین۔ درخت کیا ہین گویا بے عقل یکجائی حیوانات ہین۔ اِنکی ساری باتین حیوانون کے مطابق ہین صرف فرق یہ ہے کہ ایک تو بیچارے چل پھر نہین سکتے۔ دوسرے یہ اپنے کھانے پینے اور بچاؤکی فکر تو خوب کر لیتے ہین مگر اپنے بچّون کی محبّت نہین رکھتے اِنکے سامنے سے پاس والے پودے کو اوکھاڑ کر پھینکدو انکا ایک پتّا بھی نہ مُرجھاویگا۔

جانورونکی طرح سے درخت بھی تکلیف و آرام محسوس کرتے ہین۔ سردی سے سُکڑتے و کانپتے ہین۔ گرمی تیز ہو تو پتّے لپٹ کر نیچے کو ڈھلک جاتے ہین شاخ مُرجھا جاتی ہے۔ بہت خشکی کے بعد کسی پودے مین پانی دیا جاوے تو وہ ایک ساتھہ خوش ہوتا ہوا معلوم

[ل] اسیواسطے لقولات کا کھانا روا ہے کیونکہ مرنا تو سب کو ہے ایکدفعہ مر کر بار بار نہین مرنا پڑتا جسکا رنج زیادہ ہو۔ جانورون کا مارنا اسلئے جائز نہین کہ اونکے بال بچّے تکلیف پاتے ہین یا جوڑہ اکیلا رہجاتا ہے وغیرہ۔

دیتا ہے اسکا تجربہ شوقین باغبانون کو خوب ہوگا۔ اگر کوئی شاخ کاٹی جاوے تو خون کیطرح اوسمین[1] سے پانی نکلتا ہے اور وہ مقام سوکھہ جاتا ہے بلکہ تمام درخت تکلیف زدہ سا معلوم ہوتا ہے۔ بہت زیادہ شاخ تراشنے سے اوسکی نشو نما ماری جاتی ہے۔ درخت بیمار ہو جاوے تو دوا کرنیسے آرام ہو جاتا ہے۔

افیون وغیرہ کا زہر جسطرح جانور کو قتل کرڈالتا ہے اوسطرح درخت کو بھی زندہ نہین چھوڑتا۔ جانورون کی طرح سے درختون کو نشہ بھی ہوتا ہے اور وہ کھٹائی سے ہی اوتر بھی جاتا ہے (دیکھو ہماری کتاب جوہر باغبانی) بجلی گرنے کا اثر جو کچہہ حیوان پر ہوتا ہے وہی نباتات پر۔ ہماری طرحسے درخت بھی رات کو سوتے ہین۔ اوسوقت اونکے پتے ایسے سکڑ جاتے ہین جیسے ہم اپنے ہاتھہ پیر سکوڑ لیتے ہین رنگین پتون کا چکنا رُخ آسمان کی طرف کو رہتا ہے تاکہ دھوپ سے نقصان نہ پہونچے اور کھُردرا رُخ نیچے کی طرف ہوا مین سانس لینے کے لیئے رہتا ہے۔ ہر ایک پتے مین بیشمار مسام ہوتے ہین جنسے سانس لیجاتی ہے۔ جیسی رگین ہمارے جسم مین ہین ویسی ہی درختو نمین۔ شاخون کے اندر کے رگ اور شریان دیکھنا تو خیر عالمون کا کام ہے مگر پتون پر تو باریک نسین صاف نظر آتی ہین۔ درخت ہماری طرح سے پسینہ بھی نکالتے اور پانی جذب بھی کرتے ہین۔

درختون مین نر مادہ[2] بھی ہوتے ہین۔ درختون کے عضو تناسل کے اصطلاحی نام نر کا STAMEN اور مادہ کا OVARY ہے اور اونکی منی POLLEN کہلاتی ہے طریقہ پیداوار بھی انکا حیوانات کے موافق ہی ہے۔ نر کا تخم مادہ کے تخم پر جا کر گرتا ہے تب مقررہ وقت کے اندر پھل لگتا ہے جو مثل انڈیکے پہلے بنتا پھر پکتا ہے۔ درختونکے ارنگ آنے کا موسم اور بچہ دینے کا وقت بھی مثل حیوانات کے خاص مقررہ ہے۔

---

[1] درخت کی گردن اوسکی جڑ ہوتی ہے جسکے کٹ جانیسے وہ بالکل مرجاتا ہے۔ شاخین اوسکے ہاتھہ پیر سمجھو ہماری مانگ ریل سے کٹ جاوے تو ہم مر نہین جاتے۔ پھول توڑنیسے بھی درخت کو تکلیف ہوتی ہے۔

[2] دیکھو ہماری کتابین جوہر نباتات و جوہر باغبانی۔

درختون کی بیماری بھی بالکل ہماری طرح سے بلغم بگڑنا۔ خون فساد۔ زخم۔ کھال کی خرابی۔ عضوندار دہو جانا۔ کُبڑا ہو جانا وغیرہ ہوتی ہین۔ ایک ساتھہ گرمی سے سردی مین درخت کو لایئے تو ضرور اوسے بھی زکام ہو جاوے گا۔ درختون پر بھی شباب کا جوبن آتا ہے اور بڑہاپے مین وہ کمزور دُبلے اور چھوٹے رہجاتے ہین۔ اوسوقت اونکے اعضا ہماری طرح سے سختل اور جسم ڈہیلا پڑجاتا ہے پیدائش کی قوّت نہین رہتی جُھرّیان پڑجاتی ہین اور آخر مرجاتے ہین۔ TERATOLOGY کی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض درخت بھی کانے چہہ اونگلی والے وغیرہ پیدا ہوتے ہین۔ اور رنیدا لگجانا تو شاید آپ نے بھی اکثر دیکھا ہوگا۔

بڑے اور چہوٹے جسم کے درختون مین بھی ہوتے ہین جیسے حیوانون مین۔ بڑے درخت دیکھیے باد باب بڑ یوکلپٹس جیسے بڑے جانور ہویل ہاتھی وغیرہ اب چھوٹے کی مثال بھی ذرا سُن لیجیے کائی LICHEN جو سڑی لکڑی پر باریک سبز لوندسی جم جاتی ہے CRYPTOGAMIA جو صرف خوردبین سے نظر آتے ہین۔ وغیرہ۔ جیسا حیوانون کا خاص وطن کسی مُلک مین مقرر ہوتا ہے اسطرح سب درخت بھی کسی نہ کسی جگہہ خودرو پیدا ہوتے ہین۔ اور جانورون کی طرح سے غیر مُلک مین لیجا کر بھی اونکی نسل پیدا کرسکتے ہین۔ جس طرح مینڈھک اود بلاؤ خشکی وتری دونون مین رہتے ہین اسطرح درخت دُرسل وغیرہ بھی۔ جسطرح پسّو جون کلیلی وغیرہ دوسرے جانور کے خون چوستی ہین اسطرح امربیل کو کرموتا و دیگر بیلدار درخت بھی دوسرے درخت کے جسم پر رہکر پرورش پاتے ہین۔ جب ساری باتو نمین درخت جانورون کے موافق پائے جاتے ہین تو پہر اونکو ذی روح کیون نہ مانا جاوے۔ یہ البتہ ضرور ہے کہ اونکی روح بہت ادنے درجہ کی غیر مکمّل اور بچپن کی حالت مین ہوتی ہے۔ ایسی کہ گویا اوس نے ابہی جنم ہی لیا ہے اور وہ مکمّل یا جوان ابہی نہین ہی ہے۔

ایک اور تماشا دیکھئے کسی تخم کو بوتے وقت اُلٹا رکہو۔ وہ اُپجیگا تو ذرا دقت کے ساتھہ مگر اوسکی کلی نیچے سے اوپر کیطرف کو
ہی نکلیگی اور جڑ اوپر سے نکلکر نیچے کو جاوے گی اور وہ دن بدن کوشش کریگا کہ اوسکی
نشست سیدہی ہو جاوے آخر ایک روز وہ خود بخود ایسا ہو جاویگا کہ گویا سیدھا بویا تھا۔
پھر جب اوسکی شاخین نکلین تب اگر ایک طرف کی زمین سیراب رکہو اور جڑ سے دوسری
طرف خشک اور سخت رہنے دو تو اوسکی جڑ سیراب زمین کیطرف چلینگی اور وہان کے پودھون
کی خوراک مین زبردستی شریک ہونگی۔ اچھا اب تم بیچ مین ایک کھائی کھود کر اونکا راستہ
روک دو۔ مگر اوسکی جڑ تمانینگی کھائی کے نیچے ہوکر وہان پہونچینگی۔ اور لیجئے ایک اسفنج کا
ٹکڑا پانی سے بہرا ہوا ان تشنہ لب جڑون کے پاس لیجاؤ تو وہ جڑین اوسکی طرف مائل
ہونگی اور حرکت کرین گی۔ کیا اب بھی شبہہ رہگیا کہ انہین اپنی ضرورت کے موافق عقل اور
روح نہین۔ کیا بلا سمجھے یہ باتین ظہور مین آسکتی ہین۔

جب چاہو امتحان کر لو۔ کسی درخت کے پتے خواہ کسیطرح سے لوٹ دو وہ سیدھے
ہو جاوینگے یعنی چکنا رُخ سورج کی طرف اور کُھرکُھرا نیچے کو (یہ بات بیلدار درختون کی
بیل کو اُلجھا کر ہم نے آزمائی ہے)۔ سایہ اور جھاڑی سے ہر ایک شاخ بچکر حتے الامکان
کھلی دہوپ کھاویگی۔ کسی درخت کی شاخ توڑ کر پانی مین بھگو دو پھر بھی پتون کا رُخ پہلا
ہی سا رہیگا۔ مکان مین کسی پودھے کو بند کر دو تو اوسکے پتے و شاخین کھڑکی کیطرف
مائل رہینگے۔ جو پودھے سورج کی روشنی پسند کرتے ہین وہ رات کو سو جاتے ہین مگر لمپ
کی روشنی دکہاتے ہی پھر ہماری طرح سے آنکھہ مل کر ہوشیار ہو جاتے ہین۔ کیا یہ سب
باتین بلا فہم کے ہی ہوتی ہین۔ بیشک انکے واسطے ایک فلاسفر یا بارسٹر کی عقل درکار نہین
مگر تاہم چھوٹی موٹی عقل کے بغیر یہ ممکن نہین۔ بہت سے وحشی انسان بھی ایسے ہین جو
سوائے کھانے اور پینے بچا جنینکے دوسرا کام نہین جانتے۔

سورج مکھی کا نام کسی نے صحیح رکھا ہے۔ بعض درخت ایسے ہین جو سورج کو

دیکھکر پتّے وپھول بند کر لیتے ہین بعض شبنم مین اور بعض چاندنی مین کھلتے ہین چھوئی موئی ہاتھہ لگانیسے تو بیشک شرما جاتی ہے مگر اوس سے لاٹھی لگاؤ پانی چھڑکو کپڑا چھو جاوے تو بھی فوراً بند۔ گاڑھی مین پودھا الدا ہو تو دُھکے سہارنے کی بہی قوّت نہین۔ دریائے RHONE مین ایک پودھا ایسا ہوتا ہے کہ خاص موسم مین نر کی شاخ مادہ کی شاخ کی طرف خود بخود جُھکتی ہے مادہ بھی اوس سے لپٹ کر حمل قایم کراتی پہر پانی کے اندر گُھسکر انڈا پکاتی ہے۔ HYDRA ایک دریای گہاس ہے ایک جگہہ قایم مگر جہان کوئی کیڑا پاس آیا اوسکے پتّے کھلکر غڑپ کر جاتے ہین اور پہر بند۔ کائی اور ہنسراج کے پتّے اپنی خوشی سے پانی مین گھس جاتے اور نکلتے ہین۔ مونگ پہلی پکنے کیواسطے خود بخود زمین کے اندر گُھس جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ ابہی ہم نے علم نباتات مین اتنی ترقی نہین کی ہے جیسی کہ تشریح جسم انسانی مین۔ اپنے اعضاؤن کا وجود اونکی بناوٹ اور افعال تو ہمپر بخوبی روشن ہین بلکہ ہم مصنوعی اعضا[1] تیار کرنے کے قابل بھی ہو گئے ہین۔ مگر ہمکو مطلق معلوم نہین کہ درخت کا معدہ وجگر کہان ہے اونکی شریان کہان سے شروع ہوتی ہین۔ بلکہ ابہی تک ہم یہ بہی وثوق کے ساتہہ نہین کہہ سکتے کہ درخت باہر کی طرف سے بڑہتا ہے یا اندر کیطرف سے۔ اس علم پر ایک پردہ پڑا ہے جسکا ایک ذرا سا حصّہ ہم نے اوٹھا کر دیکھا ہے۔ درختون مین ہمارے ایسے تمام اعضا ضرور ہین خواہ تعداد مین کمی بیشی ہو کیونکہ ایک عضو کا وجود دوسرےکے وجود کی دلیل ہے۔ جب وہ کھاتے ہین تو اونکے معدہ ضرور ہے خون اون کی رگون مین پانی کی صورت مین بہتا ہے تو اونکے دل وجگر بھی ضرور ہین خواہ کسی اور وضع کے

---

[1] فرنگی ڈاکٹر دانت اور ٹانگ تو نئی جوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر مصنوعی آنکہہ وکان ایجاد ہوئے۔ اب اخبار و مین پڑہا ہے کہ مصنوعی دماغ ومعدہ بھی جسم کے اندر داخل کرکے اوس سے کام لینے لگے۔ ایک ڈاکٹر صاحب کا قول ہے کہ موت کا دفعیہ بھی ممکن۔ غرض یہی کیفیت رہی تو ایک روز فرنگی ڈاکٹر مصنوعی انسان بنانے لگین گے۔

سہی - حیوانون مین صرف حرکت ارادی ایک نئی بات تھی جو اتبک اونکو نباتات سے علیحدہ کرتی تھی - اب یہ دلیل تفریق کی بھی جاتی رہی جبکہ جانورونکو لپک کر کھاجانے والے درختون کا وجود معلوم ہوا - ہمارے باغ کے گملون کے پودہے اور جنگل کے عالیشان درخت سب جانتے اور سمجھتے ہین - وہ ہمارے سارے تماشے دیکھتے ہین جسطرح ہرن یا گاے بیل ہمکو دیکھتے اور جانتے ہین - ہم یہ کہین کہ وہ جانتے ہین توکبھی کچھہ بولتے کیون نہین اسکا جواب سہل ہے کہ وہ بولتے ضرور ہین مگر اپنی بولی مین جسکو ہم سمجھہ نہین سکتے -

سلسلہ مخلوقات

جب ہم آنکھہ پھیلا کر دیکھتے ہین تو دنیا مین ہزارون قسم کے مخلوق نظر آتے ہین زیادہ غور کرنیسے اونکی ترتیب دو اصول پر مبنی معلوم ہوتی ہے - ایک تو یہ کہ ایک جانور سے دوسرا زیادہ عقلمند بڑا اور بڑی عمر والا درجہ بدرجہ ملتا چلا جاتا ہے اور اونکی پیدائش خواص وغیرہ مین قدم بقدم بہت تھوڑا فرق پایا جاتا ہے - دوسرا یہ کہ ایک قوم کے جانور کی صورت[1] عادات وضروریات دوسرے سے بالکل نہین ملتی - ان دونونکی مثالین سمجھانے کے واسطے پیش کرتے ہین -

---

[1] یہ عجیب بات ہے کہ تمام دنیا مین تلاش کرنیسے بھی دو آدمی ایسے نہ ملین گے جنکی صورت بالکل ایک ہی ہو کسی بات مین ذرا بھی فرق نہو نہین بلکہ جب سے دنیا کا آغاز ہوا ہے تب سے اجتک کے کل آدمیونکی تصویرین بھی ملائی جاوین تو بھی کوئی دو باہم مشابہ نہ نکلین گی - کچھہ انسان پر ہی منحصر نہین ہے گاے بھینس کتا گھوڑا اسپ جانورونمین بھی یہ قاعدہ گھوسی لوگ جنکے پاس صدہا بھینس کئی شخصون کی ملکیت اکھٹی رہتی ہین اپنے اپنے کو بلا کسی نشان کے صرف شکل دیکھکر پہچان لیتے ہین -

تدریج۔ دیکھو مٹی نہ چل پھر سکتی ہے نہ بڑہتی ہے۔ کنکر چل نہین سکتا مگر بڑہتا ہے لیکن وہ[1] کبھی تکلیف وغیرہ محسوس نہین کرتا۔ پھر کائی ایک قسم کی نباتات جو تری مرطوب لکڑیون پر لگجاتی ہے یہ بڑھتی ہے موسم کے موافق پیدا ہوتی ہے رنگ بدلتی ہے او تلف ہو جاتی ہے۔ پھر کوکرمتا دریائی نباتات پھر روکھڑیان گھاس وغیرہ درجہ بدرجہ۔ پھر بلدار درخت جو دوسرے کے سہارے بڑہتے ہین۔ پھر بڑے درخت جو بڑہتے ہین رنج وخوشی محسوس کرتے وظاہر کرتے ہین۔ اونسے ایک درجہ[2] بڑھکر اسفنج ہے جو درخت کے مانند ایک جگہہ قایم رہتا ہے چل پہر نہین سکتا مگر اپس پاس[3] کے جانورونکو لپک کر پکڑ لیتا ہے اوسکی جڑ ونشو ونما مثل درخت کے ہوتی ہے۔ اس سے آگے پھر گڑدار جو ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے مگر رینگ کر چل بھی نہین سکتا نہ دیکھہ سکتا ہے نہ کچھہ اور جانتا ہے۔ اوس سے چلکر پھر حشرات الارض والبحر چھوٹے کیڑے۔ پھر مچھلیان جو چل نہین

---

[1] کنکر پتھر بڑھا کرتے ہین یہ سب کو معلوم ہے۔ تکلیف محسوس کرنا اسطرح ثابت ہوا کہ اگر کسی کنکر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین تو اوسکی حالت مین کچھہ تبدیلی نہین ہوتی۔ اگر کسی درخت کی ایک شاخ کاٹو تو اول اوسکے اندر سے پانی نکلتا ہے جسطرح ہمارے زخم سے خون بہتا ہے پھر وہ مقام خشک ہو جاتا ہے جو جزو علیحدہ ہوتا ہے اوسکی ڈنڈی و پتے مرجھا کر مر جاتے ہین۔

[2] اسفنج مونگا وغیرہ سرحد پر ہین انکو درخت بھی کہہ سکتے ہین اور جانور بھی۔ درخت ساکن ہوتے ہین اور جانور متحرک۔ ان دونو مین بڑا تفاوت تھا اگر بیچ مین ایسے مخلوقات نہ ہوتے تو کہنا پڑتا کہ قدرت نے ایک چھلانگ ماری جو خلاف معمول ہے۔

[3] دیکھو ہماری کتاب جوہر حیوانات وجوہر نباتات۔

ایک علم پے لی انٹا لوجی کہلاتا ہے جسکے عالم زمین کے اندر سے نکلی ہوئی ہڈیون کے پنجرون کو دیکھکر اور اونکے جوڑ ملا کر عقل لڑایا کرتے ہین کہ جس جانور کی یہ ٹھٹھری ہے وہ کس شکل کا ہوتا تھا کیسے خواص رکھتا تھا اور کیسی آب و ہوا مین رہتا تھا۔ اس علم نے زمانہ حال مین بڑی دلچسپی اور ترقی حاصل کی ہے۔ اس نے ثابت کیا ہے کہ نہایت عجیب عجیب اقسام کے جانور پہلے مختلف زمانون مین زمین پر پیدا ہو چکے ہین (دیکھو ہماری کتاب طبقات الارض) اسی کی مدد سے عالمون نے نظام حیوانات کا تمام سلسلہ پورا قایم کر لیا ہے اور اگر دو جانورون کے مابین کبھی زیادہ فرق معلوم دیتا ہے تو اوسی گم شدہ کڑی کو تلاش کرنے کی فکر کرتے ہین تا کہ لڑی مکمل ہو جاوے۔

سکتین مگر پانیمین تیرتی ہین۔ پھر چھپکلیان وغیرہ جنمین اور سب باتین ہین مگر عقل نہین۔
پھر پرند ہین جو اڑ سکتے ہین عقل بھی کسی قدر رکھتے ہین اور باہم محبت کرنا بھی جانتے ہین۔
پھر گھوڑا کتا ہاتھی وغیرہ جو بہت عقلمند ہوتے ہین ہمارے اشارہ پر کام کرتے ہین اور بڑے
فرمانبردار۔ پہر ہم اور آپ جو بلا پر کے اوڑتے ہین اور گہر بیٹہے سیکڑون کوس کی سیر کرتے
ہین جنہون نے ایسے علوم فنون ایجاد کیے اور تمام خدائی کے بھید جان لیے۔

اور لیجیے EPHEMIRA مکہی پیدا ہونیکے بعد تین گھنٹہ کے اندر مر جاتی ہے۔
بہت سے پودھے اور کیڑے جو موسمی ہوتے ہین صرف چار مہینے زندہ رہتے ہین۔
پہر ایسے جاندار بہت سے ہین جو برس دو برس کی عمر رکھتے ہین۔ اونکے بعد گھوڑا اہل ہاتھی
آدمی وغیرہ پچاس چالیس سو دو سو برس کی عمر پاتے ہین۔ جسامت کے لحاظ سے دیکھو
جون۔ چیونٹی۔ مکھی۔ گھرولی۔ مینڈکی۔ چوہا۔ بلی۔ کتا۔ گھوڑا۔ ہاتھی۔ ہویل۔ وغیرہ کیسے
ایک سے ایک بڑے سلسلہ وار ہر قد کے موجود ہین۔ قوت پیداوار بھی دیکھو آدمی کا بچہ
ایک ہی پیدا ہوتا ہے۔ بعض جانور دو بچے ڈالتے ہین بعض چھہ و گیارہ و اکیس۔ پھر
انسے بڑھکر دیکھو کچھوے مچھلیان سیکڑون انڈے دیتی ہین۔ پھر دیمک مکڑی وغیرہ کا
نمبر ہزارون پر پہونچا ہے۔ وغیرہ۔

اختلاف کی بہی مثالین دیکھیے۔ مٹی اور پتہر کی شکل مین بھی کسقدر فرق ہے۔
درختون کی شکل بالکل نرالی ہے اور درختون مین بھی بلدار کھجور کیتکی جہاڑ پہاڑ کتنی[1] قسم رنگ

---

[1] درخت اور جانورون کی بناوٹ مین جو فرق ہوتا ہے اوسکے اعتبار سے عالم لوگ اونکی قوم و اقسام
مقرر کیا کرتے ہین۔ یہ فرق ایسا نمایان ہوتا ہے کہ عالم علم نباتات کسی گھاس کا ایک پتا ہی دیکھکر
تبلا سکتا ہے کہ یہ فلان قوم کا پودھا ہے ایسی جگہہ مین پیدا ہوتا ہے اور ایسے موسم مین اتنا بڑا اور
ایسا پھل پھول لگتا ہے۔ وہ اوسکی رگ و ریشہ کی بناوٹ دیکھکر یہ ساری باتین بیان کرتا ہے زیادہ
کون کہے اس ذرا ذرا سے فرق کی ہی بدولت بوٹانسٹ لوگون نے ہندوستان مین ۱۲ لاکھہ قسم کے
درخت گھاس و روکھڑی وغیرہ قایم کی ہین۔

×

برنگی ہین۔ مچھلیون کی شکل کیڑون سے نہین ملتی۔ چوپایون اور پرندونکی بناوٹ مین کتنا فرق ہے۔ کسی کے ہاتھہ ہے کسی کا پنجہ کسی کا کہر ہے کسی کا ٹاپ[1] ہے۔ بعض بیچارونکے ہاتہہ پیر ہین ہی نہین۔ پھر انسان کو دیکہیے کیا موہنی صورت بنائی۔ مچھلیان پانی مین تیرتی ہین اور پرند ہوا مین اوڑتے ہین اور چوپائے میدان مین دوڑتے ہین۔ غرض کس کس کے نام گناوین یہان ایک کی شکل دوسرے سے ملتی ہے نہ خواص نہ فعل نہ تقدیر۔ پیدایش دیکہیے تو بعض درخت کی قلم لگتی ہے بعض کا ڈبایا پیوند۔ بعض جانور انڈے دیتے ہین بعض بچّے ڈالتے ہین۔ اسیطرح اور سمجہہ لو۔

پیشتر اسکے کہ اس مضمون پر زیادہ بحث کیجاوے یا اصلی مدعا بیان کیا جاوے ایک اور چھوٹی سی بات کا سمجھا دینا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا قادر مطلق ہے وہ جو چاہتا ہے کرسکتا ہے ہم جن باتونکو قانون قدرت کہتے ہین اور سمجہتے ہین کہ انکے خلاف کوئی واقعہ دنیا مین نہین ہوسکتا وہ سب غلط ہین اصلی اصول قدرت اوسکو معلوم ہین کہ کیا ہین ہم روزمرّہ کے مشاہدہ مین صدہا باتین ایسی دیکہتے ہین کہ جنکو سائنس حل نہین کرسکتا[2] یا کچھہ کرتا بھی ہے تو انکا کچھ عقل لڑاتا ہے اوسکی وجہ نہین تبلا سکتا صرف اوسکی خوبیان یا نتیجہ دکہلا سکتا ہے۔

---

[1] پانوکو ہی دیکہیے تو آدمی کتا ہاتھی گہوڑا بیل بکری مرغا کبوتر بطخ چمگاڈر مچھلی سانپ کھنکھجورا وغیرہ کسی ایک کا دوسرے سے نہین ملتا اسیطرح آنکھہ کان مُنہ وغیرہ جو چاہے ملا لیجیے ہر ایک کا نقشہ ہی اور ہے۔ ہمارے بھولے عالم بہائی ہر بات کی وجہ تو تبلاتے ہین کہ خوراک یا آب و ہوا فلان کا اثر ہے مگر ہم انسے پوچھتے ہین کہ جو وجہ ایک پر اثر کرتی ہے وہ دوسرے کے واسطے کہان مر جاتی ہے۔ جو خوب دیکھا تو بار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے۔

[2] گانے والے درخت چلنے والا پہاڑ رنگین دریا و ملتی ہوئی جھیل وغیرہ کے حالات دیکھو ہماری کتاب جوہر عجائبات مین۔ رونجن کی برقی شعاعین۔ اور مسٹر ایڈیسن کے عجیب نو ایجاد آلے کیسے حیرت انگیز ہین۔ اب نئی باتین یہ معلوم ہوئی ہین کہ زمین پر پہلے دن رات صرف ۲۰ گھنٹہ کا ہوا کرتا تھا۔ اور یہ کہ ستارہ یورنیس کے سب چاند اوسکے گرد مغرب سے مشرق کو گردش کرتے ہین حالانکہ آج تک ایسی اُلٹی بات کوئی خیال بھی نہ کرسکتا تھا۔

قطب شمالی کے ملکون مین جہان ایک رات دو چار مہینے تک لمبی ہوتی ہے وہان آرورا بوریالس ایک برقی رنگین روشنی کیسی عجیب ہوا کرتی ہے جسکی وجہ ابتک نہین معلوم ہوئی۔

یہ ہماری خام خیالی ہے کہ ایسے ناکمل واقفیئت کی حد کو ہی قانون قدرت مان بیٹھے دیکھو مکڑی کیسی بلا پر کے اوُڑتی ہے خالی مکانین ایک طرف سے دوسری طرف ہوائی سڑک پر سیدھی چلی جاتی ہے۔ اوسکے پیٹ سے اندر کتنے تھان باریک ریشمی پیچک کے کھبرے ہین جو ختم ہی نہین ہوتے۔ سانپ بغیر پانوَن کے چلتا ہے۔ گرگٹ رنگ بدلتا ہے۔ تتلیان کایا پلٹ کرتی ہین۔ چھپکلی کی دُم کاٹ لو پھر پیدا ہو جاتی ہے۔ چمگادڑ کے دانت ہین۔ ایمو پرندکے پر ندارد۔ اسفنج جانور ہے مگر درخت کے موافق اسکا جڑ ونا لگتا ہے۔ پولپ[1] مچھلی کے سو ٹکڑے کر ڈالو سو مچھلیان بنجاوین گی اونکی تمام خاندان کی ایک مالا ہوتی ہے بڑے دانے اوسکے ٹوٹ کر گرتے جاتے ہین اور نئے دانے پیدا ہو کر اوسمین ملجاتے ہین۔ وغیرہ۔

اب ہم یہ نتیجہ آسانی سے نکال سکتے ہین کہ انسان سے زیادہ کامل بھی کوئی اور جاندار مخلوق ضرور ہوتے ہین اور وہ انسان کی شکل یا کسی اور جانور کی شکل کے نہین بلکہ نہایت مختلف شکل وخواص رکھنے والے ہوتے ہین اور یہ کہ اونمین طاقتین بھی عجیب حیرت انگیز ہوتی ہونگی۔ اتبک جس قدر سلسلہ کا پتہ ہمکو لگا ہے وہ ایک ایسی مکمل زنجیر ہے جسکی ایک بھی کڑی ٹوٹی یا کھوئی ہوئی نہین ہے۔ اپنے اپنے موقع پر سب موجود ہین یا ڈھونڈھنے سے ملجاتی ہین۔ اگر اوسمین کچھہ کمی ہے تو وہ ہماری محدود واقفیئت کا قصور ہے قدرت کا کوئی کام ادھورا یا بے میل نہین ہے۔ کیڑے مکوڑے اور مچھلیون سے لیکر درندے پرندے وغیرہ دیکھتے ہوئے انسان تک ملاؤ تو ایک زینہ سا معلوم ہوتا ہے جسکی ہر ایک سیڑہی جون جون اوپر چڑہتے جاوٗ زیادہ مضبوط اور کامل ملتی جاتی ہے۔ اب

---

[1] WATER POLYP کو پہلے جب عالمون نے دیکھا کہ اوسکی قلم و دُبا سے پیدائش ہوتی ہے تو اوسکو نباتات ٹہرایا۔ مگر جب دیکھا کہ کیڑون کو دور سے لپکتا ہے تو جانور ماننا پڑا۔ پھر اوسکی کھال کو الٹ کر موشلے کے موافق لوٹ دیا تو بھی بچے دیتا کھاتا دوڑتا اوسکا بند نہ ہوا۔ اوسکی قدرت ہے کہ جانورون کی بھی قلم مثل گلاب کے لگنے لگی اور ایسی ناچیز مچھلی کو امرت پلادیا کہ کسی طرح مرتی ہی نہین۔

ہمکو چھت تک پہونچنے مین صرف دو ایک سیڑہی کی اور کسر معلوم پڑتی ہے جنکا تلاش کرنا ہمارا کام ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اس سلسلہ کو مٹی[1] سے شروع کرکے خدا تک ملا دینگے۔

جسامت کا خیال کرتے ہین تو ANIMALCULE پانی کے قطرہ کے اندر جو ہزارون کیڑے ہوتے ہین اور صرف خوردبین سے نظر آسکتے ہین ان سے لیکر درجہ بدرجہ بڑہتے ہوئے ہم ہاتھی اور ہویل تک پہونچتے ہین۔ مگر ہم کو اسی جگہہ بس نکرنا چاہیئے یقین ہے کہ ضرور اس سے بڑے بھی جانور ہوتے ہونگے[2] جو بادلون کی برابر لمبے چوڑے ہوتے ہونگے جو پہاڑ کے برابر بھاری یا روئی سے بھی زیادہ ہلکے ہوتے ہونگے۔ اور پھر سب کے اوپر آخر ایک خدا ہے جو ہر جگہہ موجود ہے۔ چاند سے زمین بڑی ہے زمین سے سورج بڑا اور سورج سے بھی بڑا کوئی اور سورج یا خدا ہے جو ان تمام کائنات کو سنبھال رہا ہے اور سب اوسکے گرد گھوم رہے ہین۔

عمر کے لحاظ سے گھنٹون سے لیکر صدہا برس تک پہونچکر ہمکو ٹہرنا نہ چاہیئے ہین انسے بھی آگے ایسے مخلوق ضرور ہونگے جو ہزارہا برس جیتے ہونگے اور آخر یہ سلسلہ خدا سے جا ملیگا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ جب زمین کی عمر بمقابلہ سورج کے بہت چھوٹی ہے اور ہم زمین کے باشندون کی عمر سو دو سو تک ہے تو سورج کے باشندون کی عمر کیون

---

[1] مٹی بالکل بیجان ہے اور خدا روح ہی روح ہے۔ تو ثابت ہے جس وجان درجہ بدرجہ کم ہوتی جاتی ہے مگر بالکل ندارد ایک ساتھہ نہین ہوسکتی۔ ایسا ہوتا تو گویا قدرت چھلانگ مارتی جو ناممکن ہے۔

[2] چیونٹیان بھی ہماری طرح سے گھر گھنیس بالتی ہین مگر کتنی چھوٹی ہین کہ اونکی تمام بستی ہمارے پانون تلے دب سکتی ہے۔ اور ہمارے سر کی جوئین یہ سب ہمکو کوئی پہاڑ سمجھتی ہون گی یا دیوتا جانتی ہونگی۔ اونکو ہمارا کل جسم تو نظر بھی نہ آتا ہوگا۔ پانی کے قطرہ کے اندر والے کیڑون سے کوئی پوچھے کہ وہ زمین کے بڑے جانورونکی نسبت کیا خیال رکھتے ہین تو شاید وہ ایسی عاجزی ولاعلمی ظاہر کرین گے جیسے ہم سورج یا قطب کی نسبت۔ جب ہم اونکو دوربین لگا کر دیکھتے ہین تو وہ نہ معلوم اسکا نام کرہن رکھتے ہونگے یا دمدار ستارہ۔

لاکھون برس تک نہ ہوتی ہوگی۔صورتون کو لیجئے۔ نباتات حیوانات پانی آگ کی شکلون کا خیال کیجئے۔چاند سورج ستارے قوس قزح بجلی کو دیکھیے کیا اب بھی آپکا دل گواہی نہین دیتا کہ کسی عجیب شکل کی کوئی مخلوق اوس قادر مطلق نے پیدا کئے ہون جنکی باتین ساری دُنیا سے نرالی ہون جو خدا سے ایک سیڑھی نیچے ہون جسکی کچھہ شکل ہی نہین۔ قوتین بھی جب انسان مین ایسی ہین کہ صدہا علم ایجاد کئے دُنیا کی حقیقت سمجھہ لی دوربین خوردبین سے مخفی اسرار معلوم کئے تو کیا یہ ممکن نہین کہ ایسی قوم والے بھی مخلوق ہون جو خدا کے گھر تک کی خبر رکھتے ہون جنہون نے چاند سورج پیدا ہوتے دیکھے ہون یا بلا حمل کے خودبخود پیدا ہوجاتے ہون۔ اور آخر خدا سے دوسرے درجہ پر ہون جس نے چاند سورج سب بنائے اور آپ کبھی پیدا ہی نہین ہوا مگر موجود ہے۔

ہم اوپر دکہلا چکے ہین کہ مٹی سے لیکر کائی تک یہ سلسلہ بہت نامعلوم تفاوت کے ساتھہ ملتا ہے۔ پھر درختون سے لیکر جانورون تک بھی سلسلہ ٹھیک ہے کیونکہ بیچمین ایسے مخلوق موجود ہین جو نصف درخت ہین اور نصف جانور۔ پھر جانورون مین درجہ بدرجہ بڑہتے ہوئے بندر و بن مانس کو لیکر یہ سلسلہ آکر انسان پر ختم ہوتا ہے۔ اب قیاس یہ کہتا ہے کہ یہان سے بھی آگے خدا تک ممکن نہین کہ جگہہ بالکل خالی ہو ضرور ہے کہ درمیان مین ایسے مخلوقات اور ہون جو انسان سے زیادہ کامل و افضل ہون مگر خدا سے کم درجہ پر ہون۔ ایسے مخلوق ایک قسم کے ہین یا دوچار درجہ متواتر چلے گئے ہین یہ ہمکو معلوم نہین اور نہ ہم اس خلجان مین پڑنا مصلحت سمجھتے ہین۔ ہم صرف دو قومین انسان اور خدا کے بیچمین مان کر ان کے حالات بیان کرتے ہین جو ہمارا اصل مدعا ہے۔

۴۳ انسان سے اوپر والے مخلوقات کو ہم پتر کے نام سے پکارین گے اور ان سے بھی ایک درجہ اوپر جو مخلوق ہین اونکا نام فرشتہ رکھین گے۔ اور ان دونون کے مفصل حالات پیدائش صورت خواص ملکہ وغیرہ کے ہم بدلائل آپ کو سمجھا دین گے۔ مگر اس سے پہلے ایک

اہم مسئلہ جسپر تمام انتظام کائنات کا مدار ہے سمجھانا نہایت ضروری ہے اوسکو بیان کرتے ہین۔

تناسخ کا بیان

انسان دو چیزین[1] ملکر بنا ہے۔ مادہ۔ اور روح۔ جب روح جسم[2] مین داخل ہوتی ہے تو ایک تیسری چیز[3] اور پیدا ہوجاتی ہے جسکو زندگی VITAL FORCE کہتے ہین۔ اسی قوّت کے ذریعہ سے ہم سارے کام کرتے ہین۔ مادّہ اور روح غیر فانی ہین یہ ہمیشہ سے موجود ہین اور ہمیشہ رہینگے۔ زندگی پیدا ہوتی اور ختم ہوجاتی ہے۔

جسم سے روح نکل جانے کو موت کہتے ہین۔ موت کے بعد جسم کی حفاظت VIT. FO. نہین کرتا اسلئے وہ فوراً سٹر جاتا ہے سوائے اوس حالت کے کہ۔

اوسجگہہ حرارت کا درجہ صفر سے کم ہو۔ ایسے صندوق مین بند کردیا جاوے جسمین ہوا داخل نہو سکے۔ یا نہ سڑنیوالی ادویات اوسپر لوپت دیجاوین۔ یا برف مین دبا دیا جاوے (پہلے راجاؤنکی لاشین اسیطرح مصالحہ مین رکھا کرتے تہے اور مومیائی اسی اصول پر بنتی تھی)

اسطرح جسم مٹی مین ملجاتا اور اوسکا ہر ایک جزو کیمیائی اپنے[4] ہم جنس جز مین جاملتا ہے۔

---

[1] انھین دو چیزونسے جگت کی ساری چیزین بنی ہین۔ ہاتھہ پیر دل جگر آنکھہ بال وغیرہ سب مادّہ سے بنے ہین۔ اور عقل فکر خواہش حافظ وغیرہ یہ روح کے جزو ہین۔

[2] فریخ ڈاکٹر فگیر کا قول ہے کہ روح زندہ جسم مین داخل ہوتی اور مردہ ہونے پر اوس سے نکل جاتی ہے۔ قتل کے بعد روح نکلتی ہے۔ بیمار ایسے جسم ناقابل روح رکھنے کے ہوجاوے تب موت آتی ہے۔ جسطرح مچھلی نمکین پانی مین ہی رہتی ہے شیرین مین نہین۔ اوسکا مطلب ہے کہ پہلے انسان مرتا اوسکے بعد روح نکلتی ہے۔

[3] جسطرح لکڑی اور آگ کے ملنے سے جلنا پیدا ہوتا ہے۔ زندگی بالکل مثل آگ کے ہے کہ لگی اور بجھہ گئی پھر ایسی مٹ گئی کہ جسکا نشان نہین ملتا۔

[4] LAVOISTER نے علم کیمیا کے امتحان سے ایک بڑی بات معلوم کی کہ دنیا مین کوئی چیز نیست نہین ہوتی صرف صورت بدلتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جسم کے اجزا کا ناش نہین ہوتا بلکہ اونکی صورت بدلجاتی ہے۔ اور پھر دوسرے اجسام کے بننے مین وہی کام آتے ہین۔ جیسا جز ہوتا ہے ویسا ہی جسم بنتا ہے اور وقت ضرورت اپنی جگہہ مناسب پر خرچ ہوتا ہے یہی قدرت کا قانون و انتظام ہے۔

اسیطرح روح بھی مثل جسم کے ناش نہین ہوتی صرف جگہہ بدلتی ہے۔ جسم تو صورت تو بھی بدلتا ہے یہ بالکل ویسی ہی نبی رہتی ہے۔ گویا موت روح کا انجام نہین بلکہ ایک انقلاب یا تبدیلی ہے۔ (اسیواسطے فارسی مین مرنے کو انتقال کہتے ہین اور ہندی مین پرلوک ہونا معنی صاف اور شاہد ہین) ہم مرتے کیا ہین کایا پلٹ کرتے ہین۔ ہر ایک تبدیلی مین تکلیف ضروری ہے اسی واسطے نزع کی تکلیف ہوا کرتی ہے وہ کچھہ روح قبض کرنے یا روح کو قتل کرنیکے واسطے نہین۔ مکان بدلو کپڑا بدلو چھٹ گئیے ہوئے ٹہرو ہر تبدیلی مین تھوڑی بہت کشمکش لازمی ہے پہر یہ تو بڑی تبدیلی ہے۔ تیتلی کو ایک گھنٹہ[1] پہلے اگر آپ دیکھتے تو تڑپتی ہوئی ملتی۔ جب بیچاری نے لوٹ پیٹ کر اپنا پہلا خول چھوڑ دیا تو اب ہوا مین آزادی کے ساتھہ اوڑنے لگی۔ یہی حال انسان کا ہے۔

دنیا مصیبت کا گھر ہے اسمین آرام کسی کو نہین ملتا۔ اوّل تو فکر معیشت سب کے پیچھے لگی ہے۔ جنکو پیٹ کا دکھہ نہین اونکو محبّت کا بھوت ستاتا ہے کسی کے غم مین مبتلا ہین۔ ناجائز عشق بھی نہ سہی اپنی عورت یا بیٹے کے غم مین پریشان ہین۔ اور بیماری کے ٹیکس سے تو کوئی بھی بری نہین یہ امیر غریب سب کو ہوتی ہے۔ کیا ہوا جو کوئی پھونک پھونک کر پاؤن رکھتا رہا نہ حسب دلخواہ کھایا نہ پیا ہمیشہ دوا اور پرہیز کا ورد رکھا ریاضت کا ناغہ نہ کیا گھر گرہستی سے بچا رہا تب کسیقدر تندرست رہا لیکن درد سر کیواسطے صندل لگانا ہے مفید۔ اوسکا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے۔ پھر بڑھاپے سے تو کسیطرح چھٹکارا نہین ہو سکتا۔

---

[1] ہم موت سے ناحق اس قدر ڈرتے ہین موت ہی ہمکو اس حالت سے تبدیل کرکے دوسری عمدہ حالت مین پہونچانے کا ذریعہ ہے۔

انسان کا جسم ایسا کمزور و بلا حفاظت بال و پنجہ کے بنایا ہے کہ وبال ہے اسکو سردی گرمی بچانے کی فکر لاحق رہتی ہے گو یہ آفت ہمارے واسطے شائستگی نے کچھہ کم کردی ہے مگر ہمسے پہلے کے نیم شائستہ اور آجکل کے افریقین وحشی و اسٹریلیا کے جنگلی لوگون کا تو البتہ یہی ہے۔

ہم زمین پر کیون پیدا کئے گئے تھے ہم نے تو کبھی یہ درخواست نہین کی تھی۔ ہم سے اگر کوئی پوچھتا تو ہم سدا بہار مشتری یا سنیچر وغیرہ سیّارونمین جانا پسند کرتے۔ ہماری زمین کے موسم بہت خراب ہوتے ہین اگر ہم اونی یا روئی دار کپڑے نہ پہنین تو جاڑے مین ٹھٹھر جاوین گرمی سے حفاظت نہ کرین تو جل جاوین اس سے تو اور ہی سیّارے اچھے تھے۔ ہم زمین سے ایسے جڑدئے ہین کہ ہاتھہ پیر اوٹھانے مین حیرانی اور چلنے سے تکان ہوتی ہے۔ بوجھہ معلوم پڑتا ہے۔ ہمارے اعضا ایسے کمزور بنائے جنکو بیماریان گھیرے رہتی ہین۔ ہمارے دلونمین محبّت پیدا کردی ہے جس سے ہمکو اکثر اوقات سخت صدمہ و رنج ہوتا ہے کیونکہ دوستون سے جُدائی سب کے واسطے لازمی بنادی ہے۔ ہماری محبت و خواہشین ہی غصّہ اور تکلیف کا باعث ہوتی ہین۔ ہمکو خدا نے کیون زبردستی ایسی جگہہ بہیجا۔

ایک شخص کیون فردوس نما ملک فرانس مین پیدا ہوا اور دوسرا کیون جہنّم کے موافق جلتے ہوئے ریگستانمین۔ کسی کے اوپر گرمی اور وحشیانہ ظلم کی بہرمار ہے کوئی تہذیب و امن کی گود مین بیٹھا ہے۔ کوئی شروع سے ہی عقلمند ہے کوئی بیچارہ غبی و جاہل۔ بعض دُنیا مین سُرخ رو ہین اور ہر بات مین کامیاب بلا مشقّت مگر بعض بیچارے باوجود محنت و لیاقت کے قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے ہین گویا قدرت نے شکار بنانیکے واسطے ڈہونڈ کر

جب ہم دیکھتے ہین کہ زبردست غریب کو ستاتا ہے وہ بیچارہ رو کر بیٹھہ رہتا ہے اور ظالم کا پیٹ اور بدن بڑھتا جاتا ہے۔ تو ہمکو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا کے یہان اندھیر ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ دنیا کے راستہ مین یہ ایک چھوٹی سی دشوار منزل ہر ایک کو طے کرنی پڑتی ہے۔ یہ سفر کی سختیان امتحان اور پاک و مضبوط کرنیکے واسطے ہین۔ اس آزمائش کے بعد ہم مقام مقصود پر پہونچ کر امن و آزادی سے رہین گے۔

پیدا کئے ہین ۔ بعض عمر بھر مصیبت کے مارے روتے رہے بعض نے یہ بھی نہ جانا کہ دن کدہر نکلتا ہے اور کدہر ڈُوبتا ہے ۔ کیا ہم نے کوئی ایسا فعل کیا ہے جسکی وجہ سے ہمکو خاص جگہہ ملی ۔ یا کوئی ظالم زبردست ہمارا بنانے والا ہے جو جس طرح چاہتا ہے ہمکو پیدا کرتا اور مارتا ہے اور اوسکا بھی اسمین کیا مطلب ہے ۔

یہان بدی کی عملداری ہے اور نیکی کی خواری اس قدر کہ گویا ایمان دار ہونا بدقسمتی کی علامت ہے ۔ پُرانے زمانہ کے قصّے پڑہیے خواہ آجکل آنکہہ پھیلا کر دیکہہ لیجئے نیک آدمیون کو ہمیشہ آفت کا سامنا رہا کبھی بے فکر پاؤن پھیلا کر نہین سوئے ۔ بے ایمان بدمعاش سے سب ڈرتے ہین اور بیلے مانس کو سب سے دبنا پڑتا ہے ۔ یہ ہمکو کس ظالم نے پیدا کیا جو مصیبت بھگتین یا بے ایمان بنین ۔ پھر دیکھئے اس ناشدنی دُنیا مین ایک کی خوشی دوسرے کے رنج پر منحصر ہے ۔ جبتک ایک کو رنج نہ ہوگا[۱] دوسرے کو خوشی ہونا ممکن نہین ۔ یہ اصول کیسا فساد کی جڑ ہے جو تمام دنیا مین رائج ہے ۔ ہم تو اللہ میان کو رحیم و رحمان کہا کرتے ہین اوس نے ایسے طریق پر دنیا کا انتظام کیون نہ رکہا کہ ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی سے ہی وابستہ ہوتی ۔

یہ تو سب کہتے ہین کہ خدا کے یہان انصاف ہے اور انتظام اوسکا کوئی کام رحم و مصلحت سے خالی نہین ۔ مگر اِن سوالات کا جواب شافی کوئی فلاسفر یا کوئی مذہب نہین دیسکتا ۔ ولایت مین تو ایسی باتین دیکھکر ایک فرقہ MATERIALIST پیدا ہو گیا ہے جو بڑی خرابیان کر رہا ہے اور بربادی کی جڑ ہے جسکا اصول ہے کہ دُنیا یون ہی ہے جو کھا پہن لینگے وہی اپنا ہے مرنیکے بعد کچھہ نہین ۔ یہ مسئلہ تناسخ کے نہ سمجھنے کی

---

[۱] دوکاندار خریدار کی گرہ کاٹ کر خوش ہوتا ہے ۔ ایک کی جائداد نیلام ہوتی ہے تب دوسرا اوضل پانیکی شیرینی بانٹتا ہے ۔ ایک سینیر مرتا ہے تب جونیر ترقی پاتا ہے ۔ ایک فریق مقدمہ ہارتا ہے تب دوسرا جیتتا ہے ۔ کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نئی پیدا نہین ہوتی صرف مالک تبدیل ہوا کرتے ہین اسواسطے ایک کے یہان سوگ ہوتا ہے دوسرے کے یہان شادی ۔

×

بدولت ہے۔ ہم اپنی پیدائش کی وجہ اور معنی نہین جانتے اسلئے ساری باتین ہمکو غلط صورت مین نظر آتی ہین۔

دُنیا کی پیدائش مین ہم ابھی بیان کر چکے ہین کہ پہلے مادّہ منجمد ہوکر زمین بنتی ہے پھر اوسپر درخت و مچھلیان وغیرہ پیدا ہوتی ہین وغیرہ۔ یہ سلسلہ ایسا ہے کہ مادّہ اور رُوح کی اوسحالت سے شروع ہوتا ہے کہ جب وہ بالکل عدم کی سی حالت مین تھے پھر وہ درجہ بدرجہ بڑھکر مٹی کائی نباتات حیوانات وغیرہ بناتے ہین اور انسان تک پہونچتے ہین پھر یہان سے بھی آگے بڑھکر چلتے چلتے آخر جہان سے آئے تھے وہان ہی پہونچ جاتے ہین اور خدا مین ملجاتے ہین۔ مادّہ اور روح وہی ایک[1] ہین جو شروع مین تھے وہ نہین بدلے مخلوقات کے جسم بدلتے گئے جنکی صورت مین وہ ظاہر ہوتے گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کو درخت سے لیکر جانور و مین ہوتی ہوئی انسان تک پہونچنے مین ہر ایک قالب مین رہنا پڑتا ہے اور یہان سے آگے بڑہنے کیواسطے بھی اوسے انسان کے جسم سے نکلکر دوسرے قالب مین داخل ہونا پڑتا ہوگا۔ مادّہ کی طرح روح بھی ہمیشہ سفر مین رہتی ہے جسکے مختلف پڑاؤ یہ ہماری زندگیان ہین۔

---

[1] یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روح ایک ہے یا بیشمار ہین۔ اسبارہ مین مختلف فلاسفرون کی مختلف رائین ہین۔ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ روح شروع مین ایک تھی جسطرح مادّہ ایک تھا۔ پہر اوسی کے اجزا جابجا پھیلکر متفرق ہوگئے۔ پہلے روح عدم کی حالت سے جب وجود مین آئی تو اوسکے نہایت باریک ذرّے مٹی کائی نباتات کے اجسام مین داخل ہوئے جو بہت خفیف نامعلوم سی قوّت رکھتے تھے۔ پھر ایسے صدہا روح کے ٹکرون کے ملنے سے وہ روح بنی جو جانورون مین رہتی ہے جنکی قوتین کسیقدر پختہ ہین پھر وہی ایک یا چند روحین ملکر انسان کی روح بناتی ہین جو ایسی پختہ ہوتی ہے پھر انسان کی روح لطافت حاصل کرنیکے بعد فرشتہ وغیرہ بنتی ہے اور آخرکار اوس روح مجسّم خدا مین جاکر ملجاتی ہے جو سب کا مخرج اور مدخل ہے۔ گویا اسطرح روح بھی بچپن جوانی بڑہاپا اور موت کے مرحلے طے کرتی ہے جو اصول سب کے واسطے ہے۔ شروع مین صرف ایک خدا تھا پہر اوس سے روح و مادّہ پیدا ہوئے۔ انسے پہر یہ بیشمار سامان جگت کے درجہ بدرجہ بنے۔ پہر آخر یہ سب بگڑکر روح و مادّہ ہی رہ گئے اور وہ بھی پھر اوس خدا مین جاکر ملگئے۔

دُنیا سرائے ہے یہان ہم ایک رات ٹہرنے کو آتے ہین صبح کو پھر چلدینگے اور دوسرے کسی مقام پر ٹہرینگے۔ جسطرح ہمارا جسم پیدا ہوا پھر ناش ہوا پھر کوئی دوسرا جسم اوس سے بنا اور ناش ہوا اور مادّہ ہمیشہ چکّر مین رہا کبھی ایک ٹھکانے نرہا اسی طرح روح بھی ہمیشہ ایک قالب سے دوسرے مین داخل ہوتی رہتی ہے کبھی خالی نہین بیٹھتی یہ سلسلہ لگاتار قیامت تک جاری رہتا ہے اوسکے بعد یہ اطمینان سے ایک جگہہ قیام پذیر ہوتے ہین اور اوس سچدانند سروپ مین ملجاتی ہے۔ دُنیا کی ہر ایک چیز تبدل پذیر ہے اور اومین ہر وقت ہر چیز کی حالت بدلتی رہتی ہے۔

جو روح ہمارے جسم مین ہے یہ پہلے کسی اور جسم مین تھی اوس سے نکلکر ہمارے جسم مین داخل ہوئی۔ پھر ایک روز ہمارے جسم سے بھی نکلکر کسی اور جسم مین داخل ہوگی نمعلوم اتبک کتنے جسمونمین ہو کر آئی ہے اور ابھی کتنونمین اور داخل ہوگی۔ ہمارا اچھا یا بُرا جسم اسکو یون ہی اندھادھند نہین ملا بلکہ اوسکے سابقہ جنم کے افعال کے اثر سے ملا ہے۔ جیسے اعمال اِسنے پہلے جنم مین کئے تھے اونکے موافق نتیجہ بھگتنے کو یہ جسم اِسکے لئے مخصوص ہوا۔ ہماری پیدائش اِس مقام پر ضد یا رعایت سے نہین ہے بلکہ ہماری سابق زندگی کی کارگذاریون کا صلہ ہے۔ ہماری تبدیلی ہمیشہ ایسے[1] مقام کو ہوتی ہے جسکے ہم مستحق ٹہرتے ہین

خدا کو ہم سے دشمنی نہ تھی جو اوس نے ہمین اِس جنجال مین پھنسایا۔ ہماری روح جو شروع کی منزلونمین دُنیاوی لذات کی طرف مائل رہی وہ کثیف ہوتی گئی جب یہ کثافت دور ہو تب اوپر کو چڑہے اور اصلی سرچشمہ مین جا ملے ہم یہان اسواسطے بھیجے گئے ہین کہ اپنی روح کو لطیف و کامل بنادین اور اِس بندھن سے خلاص کرین۔ اِس کو اِس بار

---

[1] اِسکی عمدہ مثال یون سمجھئے کہ اگر ہمکو گورنمنٹ کسی ضلع مین کسی عہدہ پر بھیجے تو ہمکو شکایت نکرنا چاہیئے کہ یہ مقام کیسا خراب ہے اور ہماری تنخواہ کیسی کم ہے وغیرہ۔ جیسی لیاقت ہماری دیکھی ویسی جگہہ ہمکو دیگئی اب ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری و تندہی سے انجام دین تاکہ بہت جلد ترقی کے ساتھہ کسی دوسرے عمدہ مقام کو تبدیل ہوسکین

کثافت سے ہلکا کرین جو اسے نیچے رکھتا ہے اور اس قابل بناوین کہ وہ اوپر چڑھکر آسمانی طبقہ مین داخل ہو سکے - یہ گویا ہمارا امتحان ہے -

تناسخ کے صحیح ماننے سے ساری باتین سمجھہ مین آجاتی ہین خدا کی بے انصافی[2] یا غفلت کا خیال بالکل ہٹ جاتا ہے - ہر اعتراض کا جواب پیدا اور ثابت ہوجاتا ہے - دیکھو اوپر کے سارے سوال کیسی جلدی حل ہوتے ہین -

ہماری پیدائش جس مقام پر ہوئی جیسا جسم ہمکو ملا ہم اوسی کے مستحق تھے - ہمپر مصیبت ہے تو رنج فضول کیونکہ جیسا کرنا ویسا بھرنا - عزیزون کا غم کرنا فضول جبکہ یہ تھوڑے دن کا میلا ہے - ہماری قسمت وعقل وغیرہ ہم نے خود بنائی ہے - دُنیا مین بدمعاشی غالب ہے تو ہونے دو یہ چند روزہ تماشا ہے بجائے اسکی مکروہات مین مست پھنس جانا آخر نتیجہ اسکا خراب ہے دور اندیشی کو کام مین لاؤ - دُنیا مین ایک کی تکلیف سے دوسرے کو خوشی ہوتی ہے یہ خیال بھی لغو ہے ہماری خوشی اور رنج درحقیقت ایک نہایت ناچیز ہین اور عارضی دھوکھا ہین اور مرنا کیا ہے ایک محض تبدیلی ہے

جو تناسخ کو نہین[2] مانتے ہم اونسے پوچھتے ہین کہ جب دُنیا مصیبت کا گھر ہے تو اسکی سہل دوا یہ ہے کہ سنکھیا کھاکر سو رہین جس سے سارا قضیہ طے ہوجاوے - مرنیکے بعد تو کچھہ ہے ہی نہین - اولاد کا خیال ہو تو اوسکے لئے بھی وہی دوا ہے - ساری مصیبت زندگی کے ساتھہ ہے اور جب زندگی کا ختم کرنا ہمارے اختیار مین ہے تو پھر کیا دیر ہے - دست خود دہان خود گر نخورم زیان خود - اسطرح ایک روز مین ساری دُنیا کی مصیبت رفع ہوسکتی ہے - اگر تناسخ کا ڈر نہ ہوتا تو آج ہمکو دُنیا کی ابادی اسقدر نظر نہ آتی نیک ایک ہزار آدمیون کے جو قصے مشہور ہین کہ اونہون نے ایسی سخت تکلیفین صبر سے ساتھہ برداشت کی

---

[1] ہمکو دُنیا کا ظلم مصیبت اور اپنی بے بسی دیکھکر رونا و شکایت کرنا نہ چاہیے بلکہ شکریہ کرنا چاہیے کیونکہ یہی منزل ذریعہ ہماری مخلصی کا ہو سکتی ہے - جسقدر امتحان سخت ہوا اسیقدر ترقی جلد ملتی ہے اور ممتحن کی نگاہ مین قدر و قیمت بڑھتی ہے

[2] تناسخ کے ثبوت پر مفصل بحث دیکھو ہماری کتاب جوہر تحقیقات مین - یہ مذہبی کتاب نہین اسلیے اسمین اہل مذہب کی دلائل پیش نہین کین - اسمین صرف چند علمی دلائل جنپر آجکل عالمون کے قلم چل رہے ہین -

کہین مگر ہم تو چہوڑا یہ سننے مین بہی نہ آتے دُنیا مین ہر طرف چند بدمعاش یا کامیاب لوگ مونچہہ پہٹکارتے نظر آتے۔ تناسخ کے خوف سے ہی ہم خودکُشی نہین کرتے کیونکہ خدا کی عملداری سے باہر جانا ممکن نہین یہان[1] سے چہوڑ کر بہاگین گے پہر کہین دوسری جگہہ بہی آفت ہمارے واسطے موجود بلکہ اوس سے بہی زیادہ۔

بعض بچے جنم سے ہی اندہے یا لنگڑے لولے پیدا ہوتے ہین وہ بیچارے دُنیا مین کچہہ نہین کرسکتے قدرت نے اونکو مجبور ہی پیدا کیا۔ پہر بعض پیدا ہوتے ہی مرجاتے ہین اونکے پیدا کرنے سے کیا فائدہ۔ قدرت کوئی کام فضول نہین کرتی وہ بیہودہ و بیکار نہین ہے۔ یہ اور ایسے صدہا شکوک جو خدا کی بے انصافی یا اندہیر ظاہر کیا کرتے ہین اصول تناسخ کے خیال کے سامنے نہین ٹہہرتے۔ ایک نیک بخت باعصمت عورت اپنے بداطوار شوہر کے ہاتہون تنگ ہے جو نشہ باز ہے کچہہ کماتا نہین بلکہ گہر مین آتا ہے تو مار پیٹ کر کے اوٹہا اوسکا زیور گروی رکہنے کو لیجاتا ہے یا شوہر کے کسی جُرم مین قید ہوگئی بچے بیکسی کیحالت مین فاقہ کرتے ہین عورت پردہ سے نکلکر محنت نہین کرسکتی نہ شرم کے مارے کسی سے کچہہ کہہ سکتی ہے اوس بیچاری نے کیا قصور کیا تہا جو ایسے کم بخت کے پلے بندہی۔ اِس عقدہ کو بہی تناسخ کی تہیوری ہی حل کرتی ہے۔

تناسخ کے نہ ماننے والے ایک بڑا زبردست اعتراض یہ کرتے ہین کہ اگر ہماری روح

---

[1] خودکُشی کرنا اسطرح جرم ہے جیسے کوئی قیدی جیلخانہ توڑکر بہاگ جاوے پہر وہ پکڑا جاتا ہے اور اِس دوسرے جُرم کی سزا علیحدہ پاتا ہے۔ خودکُشی کرنا قانون مین بہی اسواسطے جُرم قرار دیا گیا ہے کہ اسطرح ہم اپنے رشتہ دار و لواحقین کو اونکے حقوق سے محروم کرتے ہین ہمکو اپنے جسم پر پورا اختیار ہے مگر ہم اوس جسم کو ہلاک نہین کرسکتے جو دوسرون کے حقوق و فرائض ادا کرنے کا بہی ذمہ دار ہے۔ استقاط حمل کرانا بہی اسی واسطے گناہ ہے کہ ہم ایک روح کو دُنیا مین آنیسے روکتے ہین اور گویا خدائی حکم کے مزاحم بنتے ہین۔ جرم اِس واسطے ہے کہ ایک جاندار کو قتل کرتے ہین جو دُنیا مین آکر نہ معلوم کیا کیا کرتا۔

پہلے کسی اور قالب مین تھی تو ہمکو اس جنم کی باتین یاد کیون نہین[1] رہتی۔ اور جب ہمکو پہلے اعمال کی سزا بھگتنے کو پیدا کیا ہے تو اون اعمال کی یادداشت بھی ہمکو ضروری تھی تاکہ نتیجہ دیکھکر شرماتے۔ ایسے پیدا کرنیسے کیا فائدہ ہے جب ہمکو معلوم نہین کہ پہلے ہم نے کیا قصور کئے تھے اور اب ہم اونکے کفارہ مین کیا کرنے کو پیدا کئے گئے ہین بلکہ وہ سزا ہی کچھہ نہین جسکی نسبت یہ نہ معلوم ہوا کہ فلان قصور کے عیوض مین ہے۔

اسکا جواب معقول ہمکو ملتا ہے۔ پہلے جنم کی بات یاد رہنے سے ہماری زندگی کا اصل مدعا مفقود ہو جاتا ہماری ازادمرضی محدود ہو جاتی اور بکھیڑے مین پڑجاتی۔ یہ خدا کی حکمت و مصلحت بہت درست ہے اگر ایسا ہوتا تو بہت سے لوگ اپنی کارگذاریوں پر مطمئن رہکر بہت غافل و کاہل بنجاتے۔ بہت سے اپنے سابقہ گناہونکو یاد کرکے مایوسی اور غم مین ڈوبے رہتے۔ کوئی اپنے پرانے رشتہ دارونکی تلاش و یاد مین مرمٹتا۔ کوئی منچلے اپنے پہلے جمع کئے ہوئے خزانے ڈھونڈھکر نکال لاتے۔ یا قرضدارون پر تقاضا کرتے حساب تبلاتے۔ ایسی صورت مین دُنیا کا انتظام چلنا مشکل ہو جاتا بیشمار خرابیان پیدا ہو جاتین۔ بڑے پیچیدار مقدمات پیدا ہوکر دُنیا ایک خوفناک لڑائی کا گھر ہو جاتا۔ پھر جو اصلی مقصد روح کو کامل بنانے اور نیکی و سلامتی سے بسر کرنیکا تھا وہ حاصل نہ ہوتا۔

کیا اچھا طریقہ ہے کہ روح از سرِ نو پیدا ہوکر تازہ زندگی شروع کرتی ہے فضیلت حاصل کرنیکے واسطے آزاد ہے کسی قسم کی رکاوٹ یا مجبوری نہین امتحان کا کورس[2] بھی تو

---

[1] DE FIGUIER کا خیال ہے کہ کبھی خیال مین جو ہمکو نئی دُنیا یا نئے تماشے بے نظر آیا کرتے ہین جبکہ ہم اکیلے اور ہمارا دل یکسو ہوتا ہے وہ ہمارے پہلے جنم کا مشاہدہ ہی ہے جو کبھی یاد آجاتا ہے۔ بعض وقت کسی معمولی مصنوعی یا قدرتی چیز کو دیکھکر جو ہمکو کچھہ رنج یا خوشی خواہ مخواہ ہو جاتی ہے وہ بھی پہلے یاد کا خفیہ اثر ہے۔

[2] طالب علم جو امتحان مین فیل ہو جاتا ہے اوسکی پہلی یاد کی ہوئین کتابین کچھہ کام نہین آتین اوسکو دوبارہ نئی خواندگی پڑہنی پڑتی ہے۔ پہلی خواندگی کا اثر صرف اوسکی لیاقت بڑھا دیتا ہے۔ دُنیا عجیب گورکھہ دھندا ہے جو اوسمین پھنس گیا وہ پھنس گیا اور جو ایک ایک کڑی سلجھاتا گیا وہ پار ہو گیا۔

ہر سال بدلا کرتا ہے۔جو پہلی باتین یاد رہتین تو پہر اوسکو کوشش کرنیکو باقی ہی کیا رہتا۔ اسیواسطے یہ قاعدہ رکھا کہ جو روح اپنی زندگی کے فرائض کو بخوبی انجام نہ دیسکے وہ پہر اوسی قسم کی زندگی از سر نو ایک مرتبہ اور بہگتے۔اسمین خدا کا انصاف و رحم ہے کہ ہمکو مہلت وآزادی دی کہ ایک مرتبہ پہر کوشش کرکے لایق بنین۔اس بات کا موقع دیا کہ جس راستہ کو ہم نے پہلے چہوڑ دیا تھا اوسکو پہر تلاش کرکے اوسپر چلین۔اور اس خوبی کے ساتھہ کہ جہان سے ہم پہلے چلے تہے پہر وہان ہی لاکر کھڑا کر دیا کہ ایکبار از سر نو چلو۔اگر ہمارے بہولے بہٹکے راستہ مین ہمکو پیدا کرتا تو جلدی چاہ ذلالت مین گرتے۔

مگر یہ بہی نہ سمجہنا چاہیئے کہ ہمارے پہلے اعمال بالکل بیکار ہوگئے یا ضایع گئے اُنکا اثر کچہہ ہماری زندگی پر نہین پڑا۔نہین ہمارے پہلے کرمون کے پہل کے موافق ہماری تقدیر بنی جسپر ہماری آیندہ زندگی کا مدار ہوگا۔وہ تقدیر کیا ہے اور اوس نے کیا کیا۔؟ اوسی تقدیر کے مطابق مقام مین ہم پیدا ہوئے۔ویسی ہی صحبت ملی میلان طبیعت صورت اور جسم بہی اوسکی مناسبت سے ملا۔ویسے ہی تعلقات ویسے ہی حقوق و مقبوضات پائے۔ کیونکہ اگر اتنا ہی فرق نہ رکہا جاتا تو زیادہ بدمعاش اور کم بدمعاش ایک درجہ مین رہتے۔ کوئی شخص جس نے پہلے جنم مین بہت کوشش کی تہی اور اتفاق یا کمی عمر کی وجہ سے امتحان مین ناکامیاب رہا اگر اوسکو بالکل آسانی نہ دیجاتی اور کچہہ خصوصیت اوسکی نرکہی جاتی تو اوسکی بڑی حق تلفی تہی۔اسی طرح نہایت شریر آدمی کو اگر صرف انسان ہی بناکر چہوڑ دیا جاتا تو سوائے اسکے کہ وہ عالم بالا سے محروم رہتا اوسکی بدکرداریون کی کچہہ سزا نہ ملتی۔پہر ایسی حالت مین دُنیا کے سب آدمی ایک سی صورت و ایک قسمت رکہنے والے ہوتے ایسا گونا گون کارخانہ قدرت کا انتظام کے ساتہہ چلنا دشوار تھا جیسا کہ اب چل رہا ہے۔اور شاید روح کو ترقی و تنزل کا زیادہ موقع ہی نہ ملتا۔

جسطرح قیدی کی گردن مین تختی لٹکتی ہے جو اوسکا جُرم و میعاد سزا بتلاتی ہے

اسیطرح ہماری تقدیر بھی ہماری پیشانی پر چھپی ہوئی ساتھہ آتی ہے۔ ہم اپنی کھوپڑی کی بناوٹ اعضاؤن کی مناسبت وہاتھہ کی لکیرین وغیرہ دیکھکر جان سکتے ہین کہ ہم مین فلان جرم کا مادہ جبلّی ہے اسلیئے اوس سے ہم خبردار رہکر بچ سکتے ہین۔ ڈاکٹر گال صاحب نے علم کاسۂ سر کو ایجاد کیا۔ اوسپر لوگون نے ایسے سوال[۱] کیئے جسکے جواب وہ نہ دیسکا اسواسطے وہ علم ٹھنڈا پڑگیا اور اوسکی تعلیم فضول سمجھکر چھوڑ دیگئی۔ وہ علم سرتاپا صحیح ہے اوس کی تھیوری انسان مین ٹھیک اُترتی ہے اور حیوانات مین تو حیرت انگیز اثر دکھلاتی ہے۔ اوسکا قول تھا کہ ہماری کھوپڑی مین چند خانے[۲] ہین جنکی بناوٹ سے ہمارے وہ خصلتین ظاہر ہوتی ہین جو قدرت نے ہم مین رکھی ہین جنکے موافق ہم ہر ایک کام کرینگے اور ہمارا مزاج وعادات ویسے ہی ہونگے۔ اسمین پیچھے ایک فقرہ بڑہا نیکی کسر رہگئی اور یہ کمی رہنا لازمی وقدرتی تھا کیونکہ ہر موجد باکمال نہین ہوسکتا اوسکی ایجاد کو دوسرے لوگ تکمیل کو پہونچایا کرتے ہین۔

---

[۱] سوال اس قسم کے تہے کہ جس شخص کی کھوپڑی مین قاتل کا خانہ غالب ہے وہ قتل کرے تو کیا وہ قصوروار ہے۔ اوسکی خطا کیا ہے وہ تو قدرت کا کارندہ ہے اور اوسکے حکم کی تعمیل کرتا ہے جسکا پروانہ اوسکے سر مین موجود ہے۔ جسطرح پاگل بوجہ خلل دماغ کے بلا سمجھے جو چاہے کرڈالے قصوروار نہین اوسیطرح کسی قاتل کو بھی سزا دینا نہ چاہیئے۔ بلکہ وہ جج قاتل اصلی ہے جو جان بوجھکر ایک مجبور عامل کو سزا دیتا ہے۔

ایسے اعتراضون نے عالمون کو بڑے چکر مین ڈالا۔ مگر اسکا جواب ہمارے پاس یہ ہے کہ۔ ہماری روح پچھلے اعمالونکی سزا کے مستحق اور پچھلی عادتین رکہنے والی جب کسی جسم مین داخل ہوتی ہے تو اوسکو جسم بھی ویساہی ملتا ہے جیساکہ اوسکے واسطے مناسب تھا۔ یہ قدرت کی عنایت ہے کہ احتیاط نامہ بھی ساتھہ بھیجدیا۔ اب اوسکو لازم ہے کہ اپنے دماغ کی گلٹیون سے اپنی طبیعت کا جبلّی میلان معلوم کرکے ہمیشہ اوس سے بچنے کی کوشش کرے اور جو عیب اپنے مین پاوے اوسی کو چھوڑنا مقدم سمجھے۔ بُری عادتونکو ہم عقلمندی اور احتیاط سے جیت سکتے ہین غرض اسمین قاتل کا قصور ہے خدا یا قانون کا قصور نہین۔

[۲] کھوپڑی کے تمام خانون کے معنی جاننے کا طریقہ دیکھو ہماری کتاب جوہر غیب مین۔ (ہاتھہ کی بناوٹ اور لکیرون کا علم چہرہ کی بناوٹ تل ومسہ کا بھی بیان اوس کتاب مین ہے)

پہلے جنم کی باتین خواہ یاد نہ رہین مگر اونکے خیال کا کچھہ اثر تو ضرور رھتا ہے کسی مین زیادہ کسی مین کم۔ دیکھو PASCAL نے ۱۲ برس کی عمر مین بلکہ جیومیٹری کا بہت سا حصّہ دریافت کر لیا تھا۔ اور بلا حساب کے پڑہنے کے بھی اوسنے اپنے کمرہ کے فرش پر اقلیدس کے مقالہ اوّل کی تمام شکلین کھینچ ڈالی تھین گویا ایک اقلیدس ہی ایجاد کر لی تھی MOZART نے چار برس مین ایک راگ اونگلیون سے باقاعدہ تال سُر سے بجایا۔ اور آٹھہ برس کی عمر مین ایک راگ بنایا۔

سوامی شنکراچاریہ جی مہاراج آٹھہ برس کی عمر مین تمام پڑھنا ختم کر چکے تہے ۱۲ برس کی عمر مین فلاسفی کی کتابین تصنیف کرنے لگے اور ۲۰ برس کی عمر مین ہندوستان کے تمام مذہبون سے مباحثہ کر کے اونکو جیت چکے تہے۔

THERESA MILLONAH چار برس کی عمر مین سارنگی باقاعدہ بجاتی تھی۔ REMBRADNT بچپن مین ہی ایسا عمدہ نقشہ کش تھا کہ بڑے اُستاد دنگ ہوتے تھے۔ ان سب کی وجہ کیا ہے ایسے عجیب الخلقت اوستاد کامل یہ لوگ بچپن مین کیسے ہو گئے۔ وہی اصول تناسخ اِس راز کی بھی علّت غائی ہے۔

بہت سے بچّے شروع مین بڑے دستکار یا ہوشیار ہوتے ہین لبعد مین بھدّے پڑ جاتے ہین اِسکی کیا وجہ ہے۔ مطلب صاف ہے کہ جو لیاقتین وہ اپنے جنم کے ساتھہ لائے تہے وہ شروع مین ظاہر ہوئین پھر اونہون نے مشق سے اونکو بڑہایا نہین۔ جسطرح ایک لڑکی کالج کا پاس شدہ سب اور سیر بھدّا پڑ جاوے اور محنتی مستری اوسکے کان کاٹنے لگے۔ ہر شخص اپنے گذشتہ جنم کی خاصیتین پوری تو نہین مگر اونکا اثر RESULTANT ضرور ساتہہ لاتا ہے۔ وہ بھی تمام لیاقتون کا نہین بلکہ اون خاص کا جنمین اوسے پورا ملکہ

لہ ایسے چند اشخاص پیدا بھی ہوئے ہین جنہون نے اپنے پہلے جنم کے رشتہ دارون و مقام کا پتہ دیا۔ (دیکھو ہماری کتاب جوہر مشاہیر)

حاصل رہا تھا۔ اگر کوئی ناحق حجت کرے کہ جب یاد نہین رہتی تو لیاقت کا اثر کسطرح رہتا ہے اسکی ہم دنیا مین ایک صریح مثال دکہاتے ہین کہ بڈہے آدمی کو گذشتہ باتین یاد نہین رہتی مگر ہر بات کا مطلب جو اوسکے ذہن نشین ہو جاتا ہے وہ لیاقت اوسکی زائل نہین ہوتی کسی دشمن یا نالایق کے سارے قصور یاد نہین رہتے۔ مگر انکا خیال نقش ہو جاتا ہے۔ ہمکو ہر ایک واقعہ برزبان نہ ہو مگر اوس سے جو سبق حاصل ہوتا ہے وہ نہین بھولتا۔

اگر تناسخ کو نہ مانا جاوے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر قالب کے واسطے روح ہمیشہ نئی بنانی پڑتی ہے یا بہت سی روحین بنی بنائی تیار ہین اور اگر ایسا ہے تو وہ کتنی ہین اور کہان جمع رہتی ہین۔ اور نئی بنتی ہین تو مرنیکے بعد وہ بھی مرجاتی ہین یا کسی گودام مقفل مین بند رکہی جاتی ہین۔ اور پہر یہ سمجہہ مین نہین آتا کہ نسل انسان کے جسم و شکل تو سب ایک سانچہ کی ہین بہت تھوڑا فرق اونمین ہوتا ہے مگر روحین ایسی مختلف خاصیتون کی کیون ہوتی ہین[1]۔ ایسے سوالات کا قابل اطمینان جواب کوئی فلاسفر یا عالم بلا تناسخ کے سہارے ہرگز نہین دیسکتا۔ اسیواسطے تمام قدیم مشہور مذہب والے مسئلہ تناسخ کے قائل تہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ روح ایک جسم سے نکلکر دوسرے مین داخل ہوا کرتی ہے۔ اسفنج اور زونائیٹ مین روح کے GERM ہوتے ہین برائے نام۔ پھر MOLUSCA یعنی سیپ مین روح مثل انڈے کی حالت کے ہوتی ہے۔ پھر اوس سے نکلکر مچھلی کے قالب مین آکر اور زیادہ پختہ ہوئی تاہم نامکمل رہی۔ پھر چھپکلیون مین جاکر اوسکی حالت انڈے کی سی بدل کر بچہ کے موافق ہو گئی۔ پھر کیڑون مین پہونچکر اور زیادہ قوی نظر آنے لگی۔ پھر

---

[1] سب روحین ایک سی ہین تو کیا وجہ کہ ایک بھائی نہایت بے رحم ہے دوسرا اڈہھا سیدہا جو کسی جانور کو نہین چھیڑتا حالانکہ دونون ایک شکم سے پیدا ہوئے اور ایک نطفہ سے۔ اسکی وجہ ہمکو MATERIALIST صاحب تبلاوین جو صرف تخم و زمین کی کیفیت پر پیداوار کی حالت منحصر سمجھتے ہین۔

پرندونمین اور زیادہ نختہ ہو چلی - پھر چوپایون مین جاکر زیادہ زبردست ہوگئی - اور آخر انسان کے قالب مین کامل ہوگئی - اسکے بعد فرشتون کے جسم مین جانیکے واسطے زیادہ لطیف وکامل بننے کی اسکو ضرورت ہے - اسکی کمزوری وکثافت سب زمین پر رہ جاتی ہے -

جون جون اوپر کو چڑہتے جاؤ ایک جانور سے دوسرے جانور کی روح وعقل زیادہ تیز ملتی جاویگی - اسکا سلسلہ اوسطرح نہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ عالمون نے حیوانات کا سلسلہ تقسیم وار کتابو نمین درج کیا ہے - ہم اوسکو ٹھیک نہین تبلا سکتے صرف عقل لڑا سکتے ہین جسپر سلسلہ سے دُنیا مین جانورون کی پیدایش کا آغاز ہوا وہی سلسلہ روح کی ترقی کا ٹہیک تھا - مگر جب دیکھتے ہین کہ چیونٹی مین بھینس سے زیادہ عقل ہے تو خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ سلسلہ تقسیم حیوانی کے مطابق نہین بلکہ اسطرح پر ہو کہ بعض عقلمند کیڑے بعض چوپایون سے بھی درجہ مین بڑہے ہوئے ہون - ہم یہ تبلانیکے واسطے بھی تیار نہین کہ ایک روح کے بنانیکے واسطے ہمیشہ ایک ہی روح درکار ہوتی ہے یا چھوٹے مخلوقات کے سیکڑون ہزارون روحون کے ملنے سے ایک بڑے جانور کی روح بنتی ہے -

یہ مقرر کرنا مشکل ہے کہ انسان مین داخل ہونیکے واسطے کس جانور کی روح چاہیئے - عام خیال فوراً بندر وبن مانس کیطرف جاتا ہے کیونکہ وہ زیادہ ہوشیار ہوتے ہین اور اونکی چہرہ کی بناوٹ انسان کے بالکل مشابہ ہوتی ہے - ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو مگر ہماری رائے مین روح کے معاملہ مین ہمکو جسمانی بناوٹ کا لحاظ کرنا چندان ضرور نہین بلکہ اوسکی عقلمندی ونیکی کو دیکھنا چاہیئے اسلئے ہاتھی گھوڑا اور کتا ہمکو زیادہ موزون معلوم ہوتے ہین - ایک فلاسفر کا قول بھی ہے کہ کتا انسانیت کا امیدوار ہے -

اب ایک شک کھڑا ہوتا ہے کہ گھوڑا کتا وغیرہ تو قریب قریب سب ایک سے ہی

کام کیا کرتے ہین اونکے اعمال مین ایسا فرق نہین ہوتا جیسا انسان کے مین جو اوسکو دوزخ یا بہشت کا مستحق ٹھہراتے ہین جب سب کے اعمال سادہ اور ایکسان ہین تو اونکی نکمت کسطرح ممکن ہے اور اونکی روح کسطرح ترقی پاکر انسانمین آتی ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ روح کی ترقی کرنیکے واسطے یہ لازمی نہین کہ وہ بھجن کرے یا خیرات کرے - جانورونکی عقل جیسی کمزور ہے ویسی ہی اونکی ذمہ داریان اور فرائض بہت خفیف ہین - قدرت اونسے اچھے کام کرانا یا علمی ترقی نہین چاہتی صرف اپنے خواص کے موافق گذارہ کرکے اونکی روح بعد مرنیکے ترقی پاتی ہے - اسیواسطے سب جانور سوائے معمولی فعل کھانا پینا سونا وغیرہ کے اور کچھہ نہ جانتے ہین نہ کرتے ہین اور ان تمام کی روحین درجہ بدرجہ بڑہتی رہتی ہین - جانور سے نکلکر جو روح انسان کے قالب مین آتی ہے وہ پہلے ایسی ہی سادہ ہوتی ہے پہر جوان ہوکر نشونما پاتی اور صحبت و تعلیم سے کچھہ اور ہو جاتی ہے - تب اوسکی ذمہ داریان بڑہجاتی ہین -

انسان کی روح بھی نکلکر سب آسمان کو نہین جاتین - ایسا نہین ہوتا کہ بُرے بھلے سب ایک بہاؤ ہو جاوین تفریق ضروری رہتی ہے - مگر یہ چھانٹ کسطرح ہوتی ہے بُرے بھلے کو الگ کون کرتا ہے - اسکا تمیز کرنا بھی آسان کام نہین جبکہ قدرت کا کارخانہ اسقدر وسیع اور نیکی و فضیلت کا معیار اسقدر پیچدار ہے اور ہر شخص کے تعلقات مختلف حالات مین ایسے اولجھے ہوئے ہین جنکا حساب چکانے کو ایک دفتر چاہیئے - ایسا قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی روح کو عالم بالا مین جانیکے واسطے یہ ضروری ہے کہ وہ نہایت لطیف حال اور حد درجہ کی سلیم و ہلکی ہو -

ایسی حالت مین ہی وہ اتنی بلندی پر چڑہ سکتی ہے جبکہ دنیاوی لگاؤ ہاتہ کے بابت لدی نہ ہو - روح بذاتہ نہایت پاک و لطیف شے ہے مگر دنیا مین آکر وہ غبار آلودہ و بہاری ہو جاتی ہے یہین کے مخمصات مین پھنسی رہتی ہے -

ایسی روح آسمان کے مبارک طبقہ مین داخل نہین ہوسکتی - وہ زمین پر ہی رہکر بار بار انسان کا جنم لیتی اور اپنی لذات نفسانی کا مزہ حاصل کرتی ہے - بدمعاش آدمی کی روح جو ناپاک اور کمینہ ہوجاتی ہے اوسکو انسان سے نکلکر پھر جانور کا قالب ملتا ہے - جسطرح کوئی طالبعلم امتحان مین پاس نہین ہوتا تو ایک سال اوسکو اوسی کلاس مین اور رہنا پڑتا ہے پھر اگر وہ زیادہ محنت کرکے پاس ہوگیا تو ترقی پاگیا اور اگر زیادہ سستی دکھلائی تو نیچے کے درجہ مین اوتار دیا گیا - ہو بہو یہی قاعدہ انسان کی روح کا ہے اگر نیک اور پاک ہے تو فرشتہ بنجاتی ہے - نہین تو پہر دوبارہ انسان کا جنم لیتی ہے اور ترقی کے واسطے مہلت ملتی ہے - اگر زیادہ بد ہے تو جانور کے قالب مین داخل ہوتی ہے -

پترلوک کا بیان

مرنیکے بعد ہماری روح جہان جاتی ہے اُس ملک کے حالات بدلائل علمی

ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ انسان اور خدا کے بیچ مین چند اقسام کے مخلوق اور ہین جنکے نام ہمنے پتر - اور فرشتے رکھے ہین - نیک اور کامل انسان جو مرتے ہین وہ پتر بنتے ہین اور پتر جب مرتے ہین تب فرشتہ بنتے ہین - یہ دونون اقسام فرشتے کی ہین صرف بڑے چھوٹے کا فرق ہے اسلیئے انکو فرشتہ اور مہا فرشتہ بھی پکار سکتے ہین - یہ فرشتے لوگ کہان رہتے ہین اور کیسے ہوتے ہین اسکا بیان ہم اب شروع کرتے ہین -

دُنیا کیا ہے مخلوقات ڈہیر یا انبار ہے ایک قدم چلو یا ذرا آنکھہ کھول کر دیکھو تمام جاندار ہی جاندار بھرے پڑے ہین - ہم صاف زمین پر چلتے ہین مگر ہمارے پاؤن تلے لکھو کھا چھوٹے

جاندار دیتے ہین۔ گھاس کا پتّا خشک معلوم ہوتا ہے مگر اوسپر چھوٹے جون کے موافق بیشمار کیڑے لدے ہین۔ پانی کے ایک قطرے کو ذرا خوردبین شیشہ لگاکر دیکھیے تو اوسمین ہزارون جاندار چلتے پہرتے نظر پڑین گے گویا اوسکے اندر ایک دینا ہی دیگر ہے۔ یہ ہماری کمزور آنکہہ کا قصور ہے جو کچھہ نظر نہین آتا جب آنکہہ کی طاقت خوردبین آنکہہ کے ذریعہ سے تیز کیجاوے تب تماشہ نظر آتا ہے جو پہلے کسی کے خواب وخیال مین بھی نہ تھا۔

ہمارا کمرہ بالکل خالی معلوم ہوتا ہے مگر وہ تمام باریک جاندارون سے بھر رہا ہے نہ مانو تو ذرا اوسکی کواڑین بند کرکے اور چھت کا روشندان کھول کر سیر دیکھو اوس سیدہی روشنی کی لین مین بیشمار باریک ذرّے سے اوڑتے ہوئے نظر آوین گے جو پہلے روشنی کیوجہ سے چھپے ہوئے تھے۔ اونکو بیجان ذرّے مت سمجھو یہ ہوا سے خواہ مخواہ نہین اوڑتے پھرتے بلکہ اپنی خوشی سے حرکت کر رہے ہین۔ ذرا کسی سے اونگلی لگاؤ تو وہ دور بھاگتا ہے۔ خوردبین سے دیکھا جاوے تو اونکی مختلف شکل صورتین بھی ہین۔ گویا ایک بڑی بستی جاندارون کی ہے جسمین کوی دوڑتا ہے کسی کا بچّہ پیدا ہو رہا ہے اور کوئی مر گیا ہے۔ یہ گویا ZOOPHITE جانور اور CRYPTOGAMIA درخت کی قوم کے چھوٹے بچّہ ہین جو آخر بڑے بنین گے۔

ایک قطرہ پانیکے اندر بیشمار جاندار اور درخت ہین۔ اس حساب سے تمام سمندرون مین غور کرو کہ کتنی دُنیا جاندارونکی ہین۔ پانی مٹی ہوا کے ہر ایک ذرّہ مین گویا ایک جدا دنیا ہے۔ پھر تمام زمین پر کون اندازہ کرے کہ کتنی بیشمار باریک مخفی دُنیا ہین۔ اور لیجیے ہر ایک جانور کے جسم پر

سلہ ہمکو پانی کے قطرے مین جو نہایت باریک دنیا ہے وہ کیسی ناچیز معلوم ہوتی ہے اسیطرح سورج کے باشندونکو ہماری زمین بہت ناچیز معلوم ہوتی ہوگی۔ اور ممکن ہے کہ سورج بھی کسی کی نظر وعین ایسا ہی ناچیز ٹھہرتا ہو۔ پانی کے قطرے والے کیڑون کی عمر ایک لمحہ کی برابر ہوتی ہے مگر وہ اس عرصہ مین جوان ہوتے ہے ہوتے شادی بیوہار کرتے اور کامیابی یا مایوسی کا زمانہ بھی بھگت لیتے ہونگے مگر ہم کو اونکی ساری زندگی چشم زدن کے برابر وقفہ معلوم ہوتی ہے جو قابل خیال نہین۔ غور کرو تو ہماری پچاس سو برسکی زندگی آرام یا مصیبت کی بھی ایسی ہی ناچیز ہے جسکے واسطے ہم اسقدر غم کرتے ہین۔ اور افسوس ہے کہ ہماری ساری زمین ایک ناچیز قطرہ کائنات کا ہے جسکے اوپر ہم مرے مٹتے ہین بادشاہ قتل عام کرتے ہین زمیندار مقدمہ لڑاتے اور متعصب لوگ مذہبی فساد کہڑا کرتے ہین۔

جون ہوتی ہے جیسے کلیلی لیٹو وغیرہ - انسے کوئی جانور خالی ہے نہ درخت - پہر کیا ان جوؤن کے جسم پر بھی اور زیادہ باریک جوئین نہ ہوتی ہونگی - اسیطرح خیال دوڑاؤ تو دُنیا کے ہر ذرّہ کے اندر ایک دوسری دُنیا موجود ہے جسمین بیشمار مخلوقات اپنے اپنے کاربار مین مشغول ہین (کیسی اننت وار پار مایا ہے اوس پرمیشور کی) - گویا دُنیا کیا ہے جانداروں کا ڈھیر ہے -

جب پانی مٹی ہوا سب جانداروں سے بھرے ہوئے ہین تو دُنیا کا چوتھا عنصر اکاش EATHER بھی ممکن نہین کہ اس سے خالی ہو - قیاس کہتا ہے کہ وہ بھی بیشک جانداروں سے بھرا ہوگا قدرت اوسکو کیون بیکار چھوڑتی - اکاش کیا ہے وہ بھی ہوا کا بھائی ہے - یعنی ایک نہایت لطیف ہلکی ہوا ہے جو تمام خلا مین بھری ہے جسکے اندر سب ستارے گھومتے ہین - زمین کے گرد ایک طبقہ ہوا کا ہے جسقدر اوپر چڑھین ہوا ہلکی ہوتی جاتی ہے حتے کہ چار پانچ میل بلندی پر جانیسے جسم کے بند بند کھلجاتے ہین ۵۴ میل کی بلندی تک یہ ہوا ہے اوس سے[1] آگے اکاش یا ایتھر ہے -

یہ تو ثابت اور یقینی ہے کہ ایتھر مین بھی جاندار رہتے ہین مگر یہ نہین معلوم کہ وہ کس قسم کے ہین - مٹی پانی ہوا انمین سے ایک کے جانور دوسرے سے نہین ملتے اور اپنے اپنے طبقہ کی مناسبت سے خاص قسم کے خواص و صورتین رکھتے ہین - اسیطرح طبقہ ایتھر کے جاندار بھی اپنی بناوٹ و خواص مین دنیا کے باقی جانداروں سے مختلف اور ایتھر سے مناسبت رکھتے ہوئے ہونگے -

افسوس ہے کہ ہمکو ایتھر کا صرف وجود معلوم ہے اوسکے کیمیائی اجزا کی خبر نہین ورنہ ہم ان جانداروں کی بجنسہٖ تصویر کھینچ دیتے - جسقدر ایتھر کی نسبت ہمکو واقفیت ہے اوسی کے مطابق عقل لڑا کر ہم اوسکے جانداروں کا نقشہ بناوینگے - جو اگرچہ بالکل

[1] تمام دُنیا مین بالکل خالی جگہہ کوئی نہین - جہان کچھہ نہین وہان اکاش ہے -

صحیح نہین تو قریب صحیح کے ہوگا۔

مچھلی جب پانی سے باہر نکلکر ہوا مین آتی ہے تو تڑپتی اور تھوڑی دیر مین مرجاتی ہے۔ اسیطرح انسان اگر چند میل بلند غبارہ مین اوڑے تو مرجاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اوپر OXYGEN جزو کی ہوا مین بہت کمی ہے جسکی سانس لینے مین بڑی ضرورت پڑتی ہے جسپر انسانی زندگی کا مدار ہے۔ ہایڈروجن جو نہایت ہلکا گاس ہے وہ اوپر کیطرف زیادہ ہوتا ہے۔ ایتھر اسواسطے ہایڈروجن کے موافق اور زیادہ ہلکا گاس ہے۔ اور یہی زمانہ حال کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ جب پورا سورج گرھن پڑا تو ایسا نظر آیا کہ گویا اوسکے گرد چارون طرف جلتا ہوا ہایڈروجن ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ایتھر جو نہایت لطیف گاس ہے اوسمین جاندار بھی ایسے رہتے ہین جو سب سے زیادہ ہلکے اور لطیف خود بھی ہین۔ یہ کون ہین اور اونکی شکل کیسی ہوتی ہے یہ بھی آگے چلکر معلوم ہوا جاتا ہے۔

تمام زبانون مین آسمان اوس مقام کا نام ہے جو ہوا سے اوپر ہے جسکو ہم ایتھر کہتے ہین۔ اور ہر قوم و ہر مذہب کے لوگون کا یہ عقیدہ ہے کہ آسمان فرشتون کے رہنے کا گھر ہے۔ اور یہ بھی ایک عام خیال ہر مذہب والون کا ہے کہ آسمان مین بہشت اور زمین کے نیچے دوزخ ہے۔ جو انسان اپنی زندگی مین اچھے فعل کرتا ہے وہ اوپر بہشت مین جاتا ہے جو برے فعل کرتا ہے وہ دوزخ کی تکلیف مین پڑا رہتا ہے۔

ہمارا بھی اسپر صاد ہے کہ بیشک آسمان مین نہایت اعلے درجہ کے جاندار رہتے جو انسان سے ہر بات مین فضیلت رکھتے ہین۔ اور نیک انسان جب مرتے ہین تو اونکی روح آسمان[1] مین جاکر فرشتہ یا پتر بنکر رہتی ہے۔ عام رائے کچھہ یون ہی قایم نہین ہوجاتی

---

[1] رامائن وغیرہ مین اکثر موقع پر یہ لکھا ہے کہ فلان شخص کی روح مرتے وقت نورانی صورت مین آسمان کیطرف چڑھگئی۔ اور دسرتھہ جی وغیرہ جو مرچکے تہے وہ آسمانمین نظر آنے لگے۔ یہ باتین لغو نہین بلکہ معنی خیز ہین۔

اسقدر زمانه دراز سے دنیامین فلاسفی علم وعقل کا بازار گرم ہے جو بات ہمیشه سب عالمون نے اتفاق کرکے درست مانی اور جو امتحانمین ہمیشه صحیح اوتری وہی اسطرح مقبول عام ہوئی۔ اب اس امر مین مذہب روایت اور سائنس تینون متفق ہین که مرنیکے بعد جو لوگ نیک ہوتے ہین وہ ایتھر مین جاکر بستے ہین۔ اسلئے اسکے مسلمه ہونے مین تو کچھه شبه نہین رہا۔ اب ان فرشتونکے حالات بیان کرنا چاہئے که کیسے ہوتے ہین۔

ایتھر کا ہلکا پن دیکھکر فوراً یه خیال پیدا ہوتا ہے که شاید فرشتون کے جسم بالکل نہین ہوتا صرف روح ہی اپنی اصلی حالت مین رہتی ہے۔ یه غلط ہے ہر چیز جو فنا ہونے والی ہے جسم ضرور رکھتی ہے فرشتے بھی کسی روز مرتے ہین اسلئے جسم رکھنا لازمی ہے۔ غیر فانی مہا فرشتے ہوتے ہین جنکا بیان ہم پیچھے کرینگے۔

فرشتونکی صورت مصوّرون نے فرشتونکی صورت ایسی بنائی ہے که ایک چمکدار جسم انسان کا سا مگر اوسکے کنارے نامعلوم سے یعنی نہایت باریک نورانی پیرہن صرف چہرہ دکھلائی دیتا جو علم وعقل کی نشانی ہے۔ یه خیالی نقشه اونکا گو بالکل نہین مگر کسیقدر صحیح ہے۔ چونکه ایتھر نہایت ہلکی اور باریک شے ہے اوسمین اوڑنے چلنے اور رہنے کیواسطے ایسا جسم چاہئے جو نہایت ہی ہلکا ہو اور نہایت باریک اجزا سے بنا ہو۔ ایک گاس کا بنا ہوا بادل کے موافق جسم ہماری رائے مین مناسب ہے۔ زمین کے جاندارون کا سا جسم تو نه اوسمین تیر سکتا ہے نه ٹھہر ہی سکتا ہے۔ چمکدار ہونا بھی اوسکا ضروری ہے کیونکه ایتھر ہر وقت روشن رہتی ہے رات تو صرف زمین پر ہوا کرتی ہے۔

فرشتونکی خوراک یه ظالم پیٹ کا دکھه جو انسان حیوان کے پیچھے دنیا مین ایک بلا لگی ہوئی ہے اس سے فرشتے بری معلوم ہوتے ہین۔ کیونکه وہان نه درخت ہین نه حیوانات جنکو وہ کھاوینگے۔ انکا گذارہ شاید اوس باریک ایتھر مین سانس لینے کے

فرشتونکی تصاویر اکثر پردار ہوتی ہین ایک بچه کی سی صورت مین۔

ذریعہ سے ہوتا ہوگا۔ کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جتنے چھوٹے جانور ہین وہ زیادہ کھاتے
ہین اور دن بھر کھاتے رہتے ہین اور جتنے بڑے ڈیل ڈول کے جانور ہین اونکو بہت کم بھوک
لگتی ہے۔ اونمین قوت برداشت بھوک پیاس کی بہت زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ
اعضاء تنفس اونکی مدد کرتے ہین۔ جیسے کہ انسان کو خوراک کی ضرورت کم اور تنفس کی
زیادہ ہے۔ ہوا مین اوڑنے والے پرندون کی قوت تنفس بہت تیز ہوتی ہے اور
نہایت کم خوراک مین اونکا گذارہ ہو سکتا ہے۔ اس سے یہ خیال مستحکم ہوتا ہے کہ فرشتونکو
بھوک پیاس بالکل نہ لگتی ہوگی صرف ایتھر مین سانس لینا ہی اونکے لطیف جسم کو
قایم رکھنے کیواسطے کافی ہوتا ہوگا۔

فرشتون کے اعضاء یہ تو ایک موٹی سی بات ہے کہ جب وہ کھاتے پیتے
ہی نہین تو پھر موتنے کی ہی اونکو کیا حاجت ہوگی۔ اسواسطے نہ اونکے پیٹ مین معدہ
وجگر ہونیکی ضرورت ہے نہ اونکے واسطے گردے و انتڑیان کیونکہ اعضاؤن کا کچھ
کام ہی نہین۔ صرف ایتھر کی سانس لیتے ہین جسکے واسطے کسی عضو کی ضرورت نہین
معلوم ہوتی۔ دیکھو مینڈھک وغیرہ جو ہوا مین سانس لیتے ہین اونکا پیٹ کیسا خالی
ہوتا ہے۔ فرشتون کا جسم نہایت ہی ہلکا ہوتا ہے اوسمین ہڈیان، انتڑیان کا بوجھ
ہے نہ غذا و خون کا۔ چھوٹے جانورون روح دہ فیصدی بمقابلہ مادہ کے ہوتی ہے اسی
واسطے اونکی عقل و حافظ کند ہو جاتا ہے۔ انسانمین روح نصفا نصف ہوتی ہے جبھی تو
وہ ایسا عقلمند ہوتا ہے۔ فرشتونمین روح تین حصے ہوتی ہے۔ اور ایک حصہ جسم ہوتا ہے
گویا وہ مجسم علم و عقل ہین۔ اور خدا تمام روح ہی روح ہے۔

حواس خمسہ۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے پانچ اندری ہین جنسے ہم دُنیا کی چیزونکو
جانتے ہین اور ہم سے چھوٹے جانورون کے بعض کے چار یا تین ہین۔ اس سے ثابت
ہے کہ فرشتونمین ہم سے زیادہ اندریان ہوتی ہونگی گو ہم یہ نہین بتا سکتے کہ وہ کیا ہین

کیونکہ نہ تو ہم اوس طبقہ کی ضروریات و اسباب سے واقف ہین اور نہ ہم ایسی چیز کا قیاس [1]
بھی کر سکتے ہین جو کبھی دیکھی نہ سُنی ہو۔ اِسلیئے اِس بحث کو چھوڑ کر صرف اسی بات کا یقین
دلانا کافی سمجھتے ہین کہ ہمارے سے خواس خمسہ بھی جو اونمین ہوتے ہین وہ نہایت درجہ
کے تیز ہوتے ہونگے۔ اونکی تیزی کا اندازہ اسطرح کر سکتے ہین کہ دیکھو گدّہ کی قوّت باصرہ
ایسی تیز ہوتی ہے کہ آسمان مین اوڑتا ہوا زمین پر پڑی لاش کو دیکھ لیتا ہے۔ شکاری کُتّا
کوس بہر تک شکار کی بو سونگھ لیتا ہے۔ گھوڑا بارہ برس تک راستہ نہین بھولتا وغیرہ۔
یہ بات تو معمولی جانورونمین ہے پھر فرشتون کے کیا کہنے اونکے حواس ایسے تیز ہوتے
ہونگے وہ خالی آنکھ سے دوربین و خوردبین کے موافق باریک و صدہا کوس کی اشیاء
دیکھ سکتے ہونگے۔ ہزارون میل کی آواز کان سے سُنتے ہونگے وغیرہ۔

جب تک خوردبین ایجاد نہ ہوی تھی تب تک ارسطو کے بھی خیال مین یہ نہ آتا کہ ایک
قطرہ پانی مین لاکھون جانور نظر آ سکتے ہین مگر آج مدرسہ کا ایک طالب علم یہ براٹا روپکا
سوانگ دکھلانا بائین ہاتھ کا کرتب سمجھتا ہے اور سورج مین داغ دکھلانے کو تیّار ہے۔
اسطرح یہ قیاس مین آنا کچھ دشوار نہین کہ فرشتونسے دُنیا کی کوئی بات چھپی نہ ہوگی اونکی
آنکھین ایسی تیز ہونگی کہ ہمارے جسم کے اندر کی رگین بیماریان اور خیالات سب
اونکو مثل شیشہ کی اندر کے اشیاء کے صاف نظر آتے ہونگے۔ ہم اپنا تجربہ اور عقل
بڑہانے کیلیئے یورپ امریکہ اور جاپان کی سیر کرتے ہین۔ فرشتون کے سامنے تمام ستارے
گردش کرتے ہین انکا تجربہ کسقدر بڑہا ہوگا۔ اونکا حافظہ بھی کثرت اشیاء استعمال سے
اوسیقدر قوی ہوگا۔ اونکی عقل بھی اسقدر تیز ہوگی کہ جن مسئلون کے حل کرنےمین ہمارے

---

[1] دراصل ایسی بات کا سمجھنا مشکل ہے۔ مثل ہے کہ ایک اندہے سے ایک مسخرہ نے کہا کہ سورداس
کھیر کھاؤ گے۔ اوس نے کہا باوا کھیر کیسی ہوتی ہے وہ بولا ایسی سفید جیسے بگلا۔ پھر اوس نے پوچھا کہ
بگلا کیسا ہوتا ہے تو مسخرہ نے اونگلی ٹیڑہی کر کے کہا کہ ایسا ہوتا ہے۔ سورداس نے اونگلی پر ہاتھ پھیر کر
کہا کہ نہین باوا ایسی ٹیڑہی کھیر ہم نہین کھاوینگے۔

عالم فلاسفر چکّر کھا کر رہ گئے وہ سب اونکے سامنے معمولی باتین ہونگی۔ غرض جو باتین ہم انسانمین پاتے ہین وہ سب اونمین نہایت بڑی اسکیل مین ہونگی۔

فرشتون کی قوتین۔ جب ہم خیال کرتے ہین کہ حضرت انسان نے باوجودیکہ ایسا کمزور جسم پایا ہے کہ صدہا بیماریان اوسکو ہوتی ہین ہر قسم کی طاقتین اوسکی محدود ہین اپنی عقل کے زور سے ایسے مخفی اسرار جان لیئے بات مین سے بات پیدا کر کے بال کی کھال نکالی اور گھر بیٹھے زمین آسمان کے قلابے ملا دئے۔ چاند سورج تک کا فاصلہ ناپ لیا۔ تو ہم یہ کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ فرشتے جنمین روح کا جز زیادہ ہے اونکو تمام خدائی کا بھید معلوم ہوگا وہ جب عقل پر زور دیتے ہونگے تو اللہ میان کی کچہری تک پہونچ جاتے ہونگے۔ اونکی نگاہ سارے کرہ پر پڑتی ہے اسلیئے اونکو ایک ہی وقت مین دہلی و لندن برابر نظر آتا ہوگا۔ وہ اپنے ہلکے جسم کی وجہ سے ایک لمحہ مین ہزارون کوس چلے جاتے ہونگے۔ اوّل تو حضرت انسان نے ہی کچھہ نہین چھوڑا فرشتے اور اونسے چار قدم آگے ہونگے یعنی اگلے پچھلے حالات اور سب کے دل کے خیالات بھی اونپر روشن ہون گے۔

فرشتون کی عمر۔ ہم لوگ جب محنت کرتے ہین تو تھوڑے عرصہ بعد ہمارے اعضا تھک کر آرام کرنا چاہتے ہین تاکہ وہ اپنی صرف کی ہوئی طاقت پر حاصل کر لین اسلیئے ہم سویا کرتے ہین۔ زیادہ عمر ہوجانے پر اعضاؤن کی طرح قوت زندگی .VITAL FOR بھی تمام خرچ ہو کر آرام چاہتا ہے اور ہمکو آخری گہری نیند سُلاتا ہے۔ ہماری عمر کا ۱/۲ حصّہ تو صرف نیند کے حصّے مین جاتا ہے۔ فرشتے کبھی نہین سوتے۔ زمین کے اپنے محوّر پر گھومنے سے دن رات بنتے ہین اسلیئے یہ سارے قصّے ونرات و موسم وغیرہ کے زمین ہی کے اوپر رہجاتے ہین۔ آسمان مین تو ہمیشہ ایک وقت اور ایک موسم رہتا ہے وہان کسی طرح ہفتہ مہینے یا سال کا شمار ہو ہی نہین سکتا۔ وہان سورج ہر وقت

پیش نظر رہتا ہے گویا وہ ایک روشنی کے سمندر مین رہتے ہین۔ پھر فرشتون کو کچھہ محنت وغیرہ کرنیسے سروکار نہین۔ ہم اپنی تمام کمزوریون اور دُنیا کی دیگر مکروہات کی باوجودیکہ جب اتنی عمر پاتے ہین تو اوس سے اندازہ کرسکتے ہین کہ فرشتونکی عمر ہزارون یا لاکھون سال تک ہوتی ہوگی۔ یون بھی ہمارا دن زمین پر جو ۲۴ گھنٹہ کا ہوتا ہے وہ بعض سیّارون مین کئی سال کا ہوتا ہے اسلیئے بقولیکہ۔ عمرت دراز باد تو باشی ہزار سال۔ سال ہزار ماہ و ماہ ہزار سال کا معاملہ ہوگا۔

زیادہ فرشتون کے مثل دیگر اعضاء کے عضو تناسل بھی نہ ہوتے ہونگے مرد عورت کی تفریق وہان بالکل نہ ہوگی کیونکہ اونکو اولاد پیدا کرنیکی ضرورت کچھہ نہین اونکے لیئے تو زمین و دیگر سیّارون سے رنگروٹ[۱] پہونچتے رہتے ہین جو بالکل روحانی شکل مین جاکر وہان باس کرتے ہین جسم اونکا برائے نام ہوتا ہے۔ اور دُنیا مین یہ بھی اصول پایا جاتا ہے کہ جتنا کم حیثیّت کا جانور ہوتا ہے اوتنے ہی زیادہ بچّے جنتا ہے اور جتنا بڑے درجہ کا اوسیقدر کم مثلاً درختون کے پودھے بہت زیادہ ہوتے ہین مچھلیون کے انڈے سیکڑون ہزارون چوپایون کے بچّے آٹھہ دس تک۔ یہانتک کہ انسان کے صرف ایک بچّہ ایک وقت مین عموماً پیدا ہوتا ہے اسلیئے یہ کچھہ بعید از قیاس نہین کہ فرشتے بالکل بچّے جنتے ہی نہ ہون۔

زبان بھی فرشتون کی عالمگیر زبان ہوگی کیونکہ وہان ہر دیس کے مُردے جمع ہوتے ہین۔ دیکھو بمبئی رنگون وغیرہ مین جہان ہر ملک کے سوداگر جمع ہوتے ہین وہان آدمی کاروبار کیوجہ سے ہر زبان سے واقف ہوجاتے ہین۔ یہی حال فرشتون کا ہوگا۔ اور غالباً اونکی زبان ایسے طرز کی ہوگی جیسی کہ علم ریاضی کی زبان مثلاً ○ اسکا مطلب ہر شخص ایک ہی سمجھیگا خواہ اوسکا نام اوسکی زبان مین کچھہ ہی ہو۔

۱؎ ہجڑون کے کبھی اولاد نہین ہوتی اونکی اُمّت اسیطرح بڑہتی ہے کہ کسی کے گھر جو بچّہ مخنّث پیدا ہوا وہ اونکو ملگیا۔

البتہ اونکی زبان مین ایسے الفاظ بالکل نہ ہونگے جیسے رات۔ عورت۔ ماباپ۔ چوری۔
غصّہ وغیرہ علمیّت اُن لوگو نمین ایسی کامل و انتہا درجہ کی ہوگی کہ ہمارے ارسطو۔ نیوٹن
کیپلر وغیرہ انکے سامنے طفل مکتب ہونگے۔ اونکو ضرور معلوم ہوگا کہ دُنیا کب پیدا ہوئی
کسنے اور کیون پیدا کی اور اگر وہ دوربین لگاتے ہونگے تو اللہ میان کا چہرہ دیکھنے
کیواسطے۔ سورج گرہن اور دمدار ستارے وغیرہ تو اونکے روزمرّہ کے تماشے ہونگے۔

آسمانی برکتین۔ آٹھہ سِدہ نوندہ فرشتون ہی کو حاصل ہونگی۔ فرشتون کے
مکان ہوتے تو چاہیئے تھے بڑے چمکدار عالی شان محلات مگر وہان تو مکان بنانے کی
ضرورت ہی نہین رہتی کیونکہ نہ تو وہان مینہ برستا ہے نہ جاڑا گرمی پڑتا ہے سدا ایک
ہی موسم رہتا ہے۔ کھانا تلاش کرنیکی دردسری بھی اونکو نہین۔ بیماریان بھی اونکے
پاس نہین پھٹکتی کیونکہ اوّل تو کھاتے پیتے نہین جسمین بے اعتدالی ہو دویم اعضا نہین
رکھتے جنمین درد یا ورم ہو۔ اونکو کھانیکے واسطے مُنہ بھی نہین چلانا پڑتا صرف سانس
لیتے ہین سو وہ جیسا عام قاعدہ ہے خودبخود جاری رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ آرام کرتے ہین
اونکو محنت کبھی نہین کرنی پڑتی اسلیئے نہ تھکتے ہین نہ سستاتے وسونے کی ضرورت رکھتے
ہین۔ اونکے یہان کبھی رات بھی نہین ہوتی ہمیشہ دن دوپہر رہتا ہے۔

فرشتون کی عادات پیٹ کے واسطے ہی انسان سارے جھگڑے کرتا ہے
جب پیٹ نہین تو کمانیکی فکر نہین کسی چیز سے سروکار نہین تو کوئی کسی کا دشمن نہین۔
دُنیا مین چور پیٹ کیواسطے دوسرے کی گرہ کاٹتا ہے سپاہی دوسرے کو قتل کرتا ہے
غرض سارے عیب یہ پیٹ کراتا ہے۔ ہمارے دوست فرشتون کو اس سے کچھہ
واسطہ نہین۔ دوسری چیز دُنیا مین عورت ہے جو بہت سے فساد اور بدمعاشیونکی
جڑ ہے اوسکی وجہ سے بھی غصّہ۔ چوری۔ لڑائی۔ شہوت وغیرہ بہت سے گناہ ہم سے
سرزد ہوتے ہین فرشتے اس علت کو بھی نہین پالتے۔ قصّہ طے ہوا اب سمجھہ لو کہ

اونکے مزاج کیسے سلیم ہونگے۔ وہ غصّہ حرص و کینہ کے نام سے بھی آشنا نہ ہونگے۔ دشمنی وجھگڑے کا چرچا بھی نہ ہوگا اور سدا خوشی و آنند مین گذارتے ہونگے۔

محبّت چھوٹے جانوروںمین محبّت بہت کم ہوتی ہے۔ دیکھو پرندوںمین جہان بچّہ اوڑنیکے قابل ہوا فوراً ماباپ سے علحدہ ایک دوسرے سے کچھہ واسطہ نہین۔ بلّی چوہا بکرا وغیرہ تھوڑے عرصہ بعد اپنے بچّہ کو پہچانتے بھی نہین۔ اون سے زیادہ محبّت بڑے جانور ہاتھی کتّا گھوڑا وغیرہ مین ہے۔ انسانمین یہ مادّہ بہت زیادہ ہے۔ جسطرح جانور علحدہ رہنا پسند کرتے ہین آدمی پاس پاس بستیان بناکر اکٹھے رہتے ہین۔ ہمکو مرتے وقت تک اپنے بھائی جورو بچّہ پیارے لگتے ہین اور اونکی یاد آتی ہے۔ پھر خیال کرو کہ فرشتے جو ہم سے بھی ایک درجہ اوپر ہین اونمین محبّت کا مادّہ کسقدر ہوتا ہوگا۔ وہ تمام دوست بن کر رہتے ہونگے اور اپنے پس ماندہ عزیز اقارب کو بھی بھولتے نہ ہونگے جب اون سب مین باہم ایسی پاک محبّت ہے تو وہان مرد عورت کی تفریق کی ضرورت بھی نہین رہتی۔ بلکہ وہ تو ایسی جگہہ ہے جہان مرنیکے بعد باپ بیٹیا خاوند عورت اور دوست سب ایکدن پہونچکر ملتے ہین۔ اسلیئے تذکیر و تانیث کا کچھہ بچار نہوگا۔ وہان کی محبّت دنیا کی سی اوچھی فتنہ پرداز بناوٹی اور محدود نہین بلکہ عالمگیر عام محبّت ہے۔

فرشتون سے ملاقات کرنا

اوپر کے بیان پڑہنے سے خواہ مخواہ ہر شخص کے جی مین یہ سوال پیدا ہوگا کہ کوئی ایسی ترکیب بھی ہے جس سے ہم اپنے مرے ہوئے رشتہ دارون سے ملاقات کرسکین انکا حال سُنین اور سُناوین۔ گو ہمارے اور تمہارے اون کے درمیان ہزارون میل کا فاصلہ ہے

جہان ریل جہاز یا غبارہ کسی مین بیٹھکر ہنین پہونچ سکتے تاہم ناامیدنہ ہونا چاہیئے۔ ایشور نے ایسا ذریعہ رکھا ہے کہ ہم اپنے پیارے دوستون و عزیزون سے جو مر کر تیہ بنگئے ہین بات چیت کر سکین اور پھر اکیمرتبہ اونکی صورت دیکھکر اپنی آنکھین ٹھنڈی کرلین۔ اونسے گفتگو کرنیکے واسطے کسی تار برقی کی ضرورت نہین۔ اونسے ملاقات کرنا نہایت آسان ہے جسمین کچھ خرچ بھی ہنین پڑتا نہ کسی خاص مقام تک جانا پڑتا ہے۔

پتر لوک روحانی مخلوق ہین اور ہم لوگو نمین دُنیا کی مادی کثافت ملی ہوئی ہے۔ اسلئے ہمکو فرشتون سے ملاقات کرنا اوسی وقت نصیب ہو سکتا ہے جب ہم اس مادی جسم کو ترک کرکے صرف روحانی قوتٔت فرشتونکی مثال بن کر اونسے ملین۔ سوتے وقت یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہماری روح تو کام کرتی رہتی ہے مگر مادی جسم بیکار پڑا رہتا ہے۔ اس واسطے خواب ایک وسیلہ مُردونسے ملانے کا ہوتا ہے۔ خواب کے وقت ہماری قوتین بھی مثل فرشتون کے ہوجاتی ہین اس وجہ سے ہم ایک لمحہ مین[1] برسون کی کیفیت مشاہدہ کر لیتے ہین یا ہزارون کوس چلے جاتے ہین و ہوا مین اوڑتے ہین۔ دور دراز مقامات کی سیر کرتے۔ آیندہ ہونے والی بات نظر سے دیکھہ لیتے اور مرے ہوؤن کی شکل مجسم سامنے کھڑی پاتے ہین۔ کیونکہ اوسوقت ہماری روح سب دُنیاوی جھگڑون سے فارغ اور مادی جسم کو چھوڑ کر اکیلی اپنا کام کرتی ہے۔

خواب کیا ہے ایک چھوٹی یا نقلی حالت ہے ہمارے مرنے اور فرشتہ بننے کی خواب کیحالت مین انسان فرشتون سے زیادہ نزدیک اور اونسے زیادہ مشابہ ہوجاتا ہے۔ اسلئے بات کرنا آسان ہے۔ رات یون بھی مشورہ کرنیکے واسطے بنائی گئی مشہور ہے۔ رات کو سُنسان سنّاٹا ہونیکی وجہ سے دل ایک سو خوب ہوجاتا ہے اور روح اپنا کام زیادہ کر سکتی ہے۔ اسی واسطے خواب سب دیکھا کرتے ہین۔ خواب کے معنی صحیح ہونا یہ عام عقیدہ

---

[1] خیال مین بھی یہ ساری باتین نظر آیا کرتی ہین کیونکہ وہ بھی روح کی ہی قوت ہے۔

سب لوگون کا ہے۔ اوسکی تعبیر کے اصول مقبول عام ہین اور خواب کے متعلق صدہا مستند تواریخی روایتین موجود ہین۔ اور ایسا کوئی شخص دُنیا مین نہ ملیگا جس[1] نے بارہا خواب دیکھا اور اوسکو سچ نہ پایا ہو۔

مگر ہر شخص بھی خواب مین فرشتون سے بات چیت نہین کر سکتا۔ اوسکے واسطے خاص شرائط کی پابندی لازم ہے۔ صرف وہ اشخاص فرشتون سے خواب مین ملسکتے ہین جنمین ذیل کی باتین ہون۔

مرنے والا اوس سے محبّت رکھتا ہو۔ مرنے والا اوسے فائدہ پہونچانا چاہتا ہو۔ وہ مرنے والے سے دلی محبّت رکھتا ہو۔ مرنے والے کو وہ بہت یاد کرتا ہو رنج کے ساتھ۔ مرتے وقت مرنے والا اوسکی فکر مین مرا ہو۔ وہ شخص تکلیف مین ہو اور مُردے کی مدد کی ضرورت رکھتا ہو۔ مرنے والے سے اوسکی حیات مین گہری محبّت رہی ہو۔ وہ آدمی نیک اور صاحبدل ہو۔ اوسکا دل یکسو ہو۔ اوسکے دل مین محبّت کا مادہ زیادہ ہو۔ اوسکا چال چلن بدنہ ہو۔ مرا ہوا آدمی نیک ہوا اور ریفر بنا ہو۔

اگر مُردے سے محبّت قلبی نہین یا زندگی مین اوسپر خوب پیار نہین کیا تو اوس سے ملاقات کی اُمیّد نہین کر سکتے۔ بدمعاش آدمی خواہ کتنی ہی محبّت رکھتا ہو اوسکے پاس آنا پاک پتر لوک ہرگز نہین پسند کرتے۔

کانشینس جو ہر ایک کے دل مین ہوتا ہے اور بُری بھلی بات کی تمیز کراتا ہے وہ کیا ہے اور کسطرح پیدا ہوا اسکو آجتک سائینس یا فلاسفی ٹھیک نہین بتلا سکتا۔ ہماری رائے مین تو وہ اونھین پاک روحون کی ہدایت ہے جو ہر وقت ہمارے ساتھ سایہ کیطرح رہتی ہے اور ہر موقع پر ہمکو نیک راہ بتلاتی ہے۔ اسیواسطے شریر النفس لوگومین کانشینس درست

---

[1] خاصکر مجھکو اسکا ذاتی تجربہ ہے۔ میری عادت ہے کہ بہت زیادہ خواب دیکھا کرتا ہون۔ صبح اوٹھکر دوستون سے اونکو بیان کردیتا ہون اور آخر تھوڑے دن مین انکا نتیجہ صاف آنکھون کے سامنے آجاتا ہے۔ مین نے اپنے تمام پرائیویٹ بڑے معاملات و انقلابات کی بابت خواب دیکھے ہین جنکا دلچسپ بیان معہ طریق تعبیر مین اپنی سوانح عمری مین لکھون گا۔ (دیکھو ہماری کتاب جوہر عینیہ)

نہین ہوتا۔ جنکی روح محبت[1] اور نیکی کے زیور سے آراستہ ہے وہی پاک آسمانی روحون سے ملاقات کرسکتے ہین۔

پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ ہمارے عزیز مُردونکی روحین ہم سے روزمرّہ باتین نہین کیا کرتین۔ اسکی وجہ کئی ہین اول تو اونکو اپنے وہان کے کام اور جھنجھٹ سے فرصت ملنا۔ دویم اونکے بہت سے دوست زمین پر ہین کچھہ ایک کے حصّے مین تھوڑے ہی آسکتے ہین اونکو باری باری سے سب کے پاس جانا پڑتا ہوگا۔ دوسری صورت اور ایک ممکن ہے کہ بعض پتر ایسے نیک اور پاک ہوتے ہین کہ اونکو بہت تھوڑے دن اتیھر مین رہنے سے ہی سورج لوک ملجاتا ہے۔ علاوہ ازین ہر شخص بھی تو مرنیکے بعد پتر نہین بنتا اسواسطے ہر ایک مُردہ رشتہ دار سے ملاقات کی امید رکھنا فضول ہے صرف اُنسے ہی ملاقات ہوسکتی ہے جو پتر بنتے ہین جنہون نے اپنی انسانی زندگی عمدہ طور سے گذاری تھی۔ بہر حال اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ ہمارے مُردہ عزیزون کو ہمارا خیال ضرور رہتا ہے اور وہ ہماری حالت دیکھنے آیا کرتے ہین۔ ہندوستان اور فرانس وچند دیگر ممالک مین اسیواسطے یہ رواج ہے کہ لوگ مُردونکی روحون کو یاد کرنے اور مدد کے واسطے بلایا کرتے ہین اور پتر بھی اونکی سیدھی سادھی گذارش پر شردھا اور بھگتی کی وجہ سے زیادہ متوجہ ہوتے ہین۔

ایک مشہور فرنچ عالم DUPONT DE NEMOURS نے اپنی کتاب PHILOSOPHY DE UNIVERSE مین خوب لکہا ہے کہ۔ ہم حیوانات کے ساتھہ رہتے ہین اونکو اچھی طرح دیکھتے اور سمجھتے ہین۔ کبھی اونکو نقصان یا مرنیسے بچاتے ہین مگر اونکو کیا معلوم ہوتا ہوگا کہ ہم کون ہین اور کیا کر رہے ہین۔ چیونٹی کو ہمارا جسم نظر بھی نہ آتا ہوگا جب ہم اوسکو پانہین

---

[1] محبت دنیا مین بڑی نعمت ہے اسکا اثر حیرت انگیز ہے۔ نارو شی نے محبت کے مضمون پر ایک کتاب عمدہ لکھی ہے۔ چھایا پرش یعنی ہمزاد بھی اسی تھیلی کا ٹہ ہی جسکو انگریزی مین Guardian angel کہتے ہین۔ جب ہم دنیاوی بڑے آدمیون سے خاص شرائط کے ساتھہ ہی ملاقات کرسکتے ہین تو فرشتے کس طرح ہر ایک سے ملسکتے ہین۔

بھٹکتے ہوئے سے بچاکر ٹیکے پر بٹھاکر باہر نکالتے ہین - ہم بھی کبھی ان حیوانون کے رشتہ دار ہونگے جسطرح آجکل ہمارے رشتہ دار معزز فرشتے عالم بالا کے بنگئے جسطرح چیونٹی ہمارے مکانمین ہے پھرتی رہتی ہے مگر ہم اوسکے باہر کوسون دوڑتے اور ریل مین بیٹھکر انکا پہونچتے ہین - اسیطرح فرشتے سارے ایتھر کا دورہ کرتے ہونگے اور ممکن ہے کہ ایک نظام شمسی سے دوسرے نظام مین چلے جاتے ہون - اسلیئے خواہ وہ کسی جگہہ اور کتنی ہی دور ہون یاد کرتے ہی فوراً ہمارے پاس آسکتے ہین - جس طرح حیوانات سے ہم ہر بات مین فائق ہین اوسیطرح ہم سے فرشتے - ہماری موت سے ہمارے لواحقین کو ضرور رنج تو ہوتا ہے مگر ہمکو دنیاوی مصیبت سے چھوٹنے اور ترقی دلانیکا ذریعہ یہی ہے -

پتر لوگ صرف اسی مصرف کے نہین کہ آوین اور خواب مین ہم سے گفتگو کرلین - نہین وہ مصیبت مین ہماری مدد کرسکتے ہین - دنیاوی معاملات مین دخل رکھتے ہین آیندہ آفات سے ہمکو مطلع کرسکتے ہین اور اونکا علاج بھی بتا سکتے ہین - ہمارے دشمنون کے مزاج کی اصلاح اونکے دل مین گھسکر کرسکتے ہین - ہمکو ایسی ہدایت کرسکتے ہین کہ ہم کسی موقع پر مناسب عمل کرین جس سے فائدہ اوٹھاوین - اور گھبراہٹ کیوقت

اسیواسطے ہندوؤن مین شرادھ کی رسم - چین مین بزرگون کی پوجا و یادگار - سیانون کی حضرات و دیوتہ کا مہرانا ایسی باتون کا رواج پڑا جو ایک دقیق اصول پر مبنی ہین اور ضرور کچھہ فائدہ رکھتے ہین -

یہ بھی مشہور ہے کہ ہر شخص کی ذہانت تیز ہوجاتی ہے کسی عزیز رشتہ دار کے مرنے سے -

جاہلون کی بت پرستی اور ہندوؤن کی اوتار پرستی اسیواسطے ٹھیک ہے - مثلاً ہم شیوجی رامچندرجی یا حضرت عیسیٰ یا محمد صاحب سے دلی محبت رکھکر پوجا کرین تو وہ خواہ ہمارے رشتہ دار نہین مگر ہماری خاطر نہ بھگتی دیکھکر ضرور مہربان ہوکر ہماری مدد کرین گے کیونکہ وہ نیک اور کامل تو تھے ہی اسلیئے ضرور فرشتے بنے ہونگے - پتر لوگ بھی بیفکر نہین اونکو اپنی فکر نہ بھی مگر اپنے زمین والے رشتہ دارونکی فکر ستاتی ہے -

لہ دیوتاؤن کی کرامات کہ فلان بھگت آنکھہ میچتے ہی ایک لمحہ مین اپنے گھر سیکڑون کوس کے فاصلہ پر پہونچگیا - یہ ممکن ہے اونکی تیزی رفتار عجیب قوتین - اور غیر مادی جسم ہونیسے اسمین کچھہ شبہہ نہین رہتا -

نسبتی ہے ہمین ذرا اونکا پتہ لگتا ہی نہین۔

گو یہ سب باتین اوسوقت ہین جبکہ ہم نیک اطوار ہون۔ مگر ہمارے کردار مناسب نہین تو فرشتے کبھی ہماری طرف منہ بھی نہ کرینگے۔ جس بات کو ہم پسند نہین کرتے ہو فرشتے اوس سے کسطرح راضی رہ سکتے ہین۔ ہمارا کوئی نوکر کیسا ہی عزیز ہو گر وہ بد فعلی کرے تو ضرور ہمکو اوس سے نفرت ہو جائیگی۔ اسلئے فرشتوں کی رضا جوئی کیواسطے ہمکو اپنے اعمال بہت سدھارنے چاہئیں۔ زمین کے آدمی تو دیکھکر بد خیال اور گناہ کسی کے منصوبے یا افعال جان سکتے ہین مگر فرشتے تو ہمارے دل کے اندر کے حال سے بھی واقف ہین اونکو ہم ظاہری بناوٹ سے کسطرح دھوکا دے سکتے ہین۔ جو بات ہمارے ارادے مین یا خیال مین ہے یا جو فعل ہمنے کوٹھری مین چھپکر کیا ہے اوسکو وہ دیکھ رہے ہین۔ اسلئے ہمکو سب عیب چھوڑ دینا چاہئیے۔ اور حتی الامکان عمدہ کام کرنا و ہمیشہ انکسار کے ساتھ فرشتون کو یاد کرنا چاہئیے۔

ہمکو چاہئیے کہ نیک صحبت اختیار کرین۔ ہر نیک سے محبت اور نیکی کا برتاؤ کرین۔ خفیہ بھی گناہ نہ کرین۔ سب پر رحم کرین اور اپنے تئین ناچیز سمجھین۔ اگر فرشتون سے ملاقات نکر سکین تو کم از کم فرشتہ سیرت لوگون کی صحبت مین بیٹھین تاکہ ہماری نیکی مین ترقی ہو۔ ہم اپنے عیب و غلطیان معلوم کرکے شرمایا کرین اور فرشتون کی صحبت کے قابل شعور حاصل کرین پھر فرشتے بھی رفتہ رفتہ ہمسے ملاقات کرنے مین عار یا پس و پیش نکرینگے۔

دیولوک کا بیان

اب ہم تیسرون سے اوپر جو اصلی فرشتے ہین اونکا بیان کرتے ہین۔ ہمارا خیال

یہ ہے کہ پتر لوگ بھی اپنی عمر پوری کرکے ایک روز مرتے ہین اور دیوتا بنتے ہین۔ اونکی روح تمام کثافتون سے پاک ہوکر بالکل لطیف ہوجاتی ہے کہ راحت ابدی حاصل کرے اور موکش کا درجہ پاکر ایک خاص مقام مین غیر محدود عرصہ[1] تک آرام سے رہے۔ ان دیوتاؤنکی نسبت ہم اور کچھہ نہین تبلاسکتے کیونکہ ہماری عقل اب آگے جانیسے معذور ہے۔ پہلے پترون کا حال تو ہم نے یون عقلیہ بنالیا کہ جو کچھہ انسانمین دیکھی اوسکو پورا کرکے اور ہر قوت کو کامل مان کر اونمین درسایا۔ اب آگے کسطرح چل سکتے ہین جبتک اسکا ہی حال پورا و یقینی معلوم نہو۔ اسکو ہم ناظرین کے واسطے چھوڑتے ہین کہ وہ اپنے خیال کے موافق جیسا سمجھین فرض کرلین اور جہانتک اونکی فکر کام دے ہمارے ڈھنگ پر خیال دوڑاتے جاوین۔

یہ دیوتا لوگ کہان رہتے ہین۔ ہم فوراً کہینگے کہ سورج[2] مین۔ کیونکہ اوّل تو اوسکا جسم اسقدر وسیع ہے کہ اوسمین تمام سیّارونکے بھیجے ہوئے روحین جگہہ پاسکتی ہین اور کرورون سال تک بھی اوسمین جگہہ کی گنجایش کم نہوگی۔ دوسرے وہ چمکدار ہے اور دیوتا کے معنی و صفات بھی یہی ہین۔ جیسی ان فرشتون کی عمر دراز ہین ویسا ہی خطہ وسیع اونکو ملا

---

[1] اس زمانہ کی تعداد تو مقرر ہے مگر وہ اتنی زیادہ ہے کہ غیر محدود کے برابر ہے یعنی ایک قیامت سے دوسری قیامت تک۔ یا برمھا کی سو برس عمر کے برابر جبکہ برمھا کا ایک دن کئی کلپ کا ہوتا ہے مفصل دیکھو (جوہر تحقیقات — علم الافلاک — ترجمہ وید مقدس)

[2] ہندوؤن کے شاستروںمین لکھا ہے کہ نیک انسان اپنے اعمال کی جزا مین بہشت کا آرام بھگتنے کیواسطے چندرلوک مین جاکر رہتے ہین جہان سے بعد اختتام میعاد مقررہ کے اونکو پھر زمین پر آکر انسان بننا پڑتا ہے۔ اور جو آدمی تارک الدنیا و کامل ہوتے ہین وہ موکش پاکر سورج مین جاکر بستے ہین جہان سے پھر کبھی نہین لوٹتے۔ بدمعاش آدمی جانور بنتا ہے یا کیڑا یا کسی اور سیّارہ کو جلاوطن کردیا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ فرنگی عالم چاند کو آجکل ویران تبلاتے ہین۔ ہونا بھی چاہیے آجکل کلجگ مین نیکی بہت کم ہے۔

تاکہ خوب ہر حصّے مین گھومین و سیر کرین۔ وہان تو موسم ہوتے ہین نہ[1] ذرّات گویا وقت کا کچھہ اندازہ ہی نہین۔ وہان کسی قسم کی تبدیلی فکر اور تکلیف کی بات کا نشان بھی نہین سب موکش پائے ہوئے جیو اٹل گہری نیند سوتے ہین۔ اسکے سوا اور کونسا سیّارہ ایسا ہمارے نظام شمسی مین تھا جو دیوتاؤن کے رہنے کے واسطے موزون تھا۔ جیسے معزز وہ ہین ویسا ہی اعلےٰ مقام چاہیئے۔

ہم دیکھتے ہین کہ مینھہ برستا ہے۔ وہ پانی بہکر دریاؤن کی راہ سمندر مین پہونچتا ہے۔ وہان سے پھر بھاپھہ بنکر اوڑتا ہے اور بادل بنتا ہے۔ پھر وہی زمین پر برستا ہے۔ گویا پانی وہی ایک ہے مگر چکّر مین رہتا ہے۔ پھر لیجئے پوکھر کی مٹّی سے اینٹ پاتھہ کر مکان بناتے ہین۔ پھر برسات مین مکانات کی مٹّی دُھل کر بہجاتی ہے اور پوکھر مین پہونچتی جو پھر وہان سے اوسیطرح لائی جاتی ہے یہ بھی وہی سلسلہ ہے۔ جسطرح دُنیا کے آغاز مین مادّہ کے ذرّے ذرّے بکھر کر اجسام بنے اور روح کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر GERM کی صورت مین نباتات وغیرہ مین داخل ہوئے پھر وہ بہت سے مل مل کر بڑے جاندار بنے اسیطرح بنتے بگڑتے آخر کار سب مادّہ اور روح ایک ہو کر قیامت ہوتی ہے۔ یہی چکّر اگر زیادہ غور کیا جاوے تو دُنیا کے سارے معاملات مین اور سب محکمون[2] مین پایا جاتا ہے۔

---

[1] سورج والون کو کچھہ چاند تو نظر آتا ہی نہ ہوگا۔ اونکی نگاہ تو صرف سیّارون پر پڑتی ہوگی۔ ہماری زمین اونکو مٹر کی برابر معلوم ہوتی ہوگی اور ہم سب جاندار مثل پانی کے قطرہ کے باریک کیڑون کے جسطرح ہمکو سورج نظر آتا ہے اسیطرح اونکو شاید SIRIUS نظر آتا ہو جو سورج سے ..ہم گنا بڑا ہے۔

[2] ایک ہموقع مثال اسکی اور سُنیئے۔ جس شخص کے پاس زمینداری ہے وہ بے پرواہ ہو کر خرچ کرتا اور محنت کرنا چھوڑ دیتا اسلیئے قرضدار ہوجاتا ہے۔ پھر اوسکی جائداد کو ساہوکار نیلام کرا کے خود زمیندار بنتا ہے۔ اب پہلا زمیندار نادار ہو کر محنت شروع کرتا اور کمائی کر کے ساہوکار بنجاتا ہے۔ اور پہلا ساہوکار زمینداری پا کر سُست پڑجاتا ہے اور فضول خرچی کرتا ہے قرضدار بنتا ہے تب اوسکی جائداد پھر نیلام ہوتی اور نئے ساہوکار کے پاس پہونچتی ہے۔ (دیکھو ہماری کتاب راج ہینت۔ علم سیاست و مدن)

اِسلیئے اگر ہم خیال کرین تو بیجا نہ ہوگا کہ تمام ایتھر سے روحین پاک ہوکر اپنے اصلی نورانی حالت مین بلاجسم کے سورج مین داخل ہوتی ہین جو تمام روحون کا بھنڈار ہے۔ وہان وہ شعلہ کی موافق چمکدار صورت مین رہتی ہین۔ گویا سورج کیا ہے روحون کا ذخیرہ جان زندگی اور عقل کا سرچشمہ ہے اوسکی جلتی ہوی ہوا کیا ہے اور روحونکا ڈھیر ہے۔ پھر اوسمین سے شعاعین جو نکلتی ہین وہ گویا زندگی اور عقل برستی ہے۔ جنکے مادہ پر گرنیسے اوسمین جان ترقی نشو نما ہوتی اور عقل و حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اسطرح ہمارے نظام شمسی کا تمام کارخانہ سورج دیوتا کی قدرت سے خود بخود چل رہا ہے اور باہر کی مدد کا محتاج نہین۔ یہ سلسلہ بذات خود ایسا سلیس اور کامل ہے کہ بلا کسی دقت کے قیامت تک خود بخود جاری رہ[۲] سکتا ہے۔

اور طرح سے بھی دیکھیئے تو سورج ہی تمام دنیا کا پیدا کرنے والا[۳] اور قایم رکھنے والا ہے اوسی کی بدولت سارا جگت موجود و زندہ ہے۔ تمام دنیا مین اوجالا وہی کرتا ہے اور چاندمین

---

[۱] یہ اصول ہے بھی ٹھیک خدا نے ضلع بانٹ دئے ہین۔ اپنے اپنے نظام کا ہر ایک سورج منتظم مالک و ذمہ وار ہے۔ پھر سب سورجون کا مالک خدا ہے۔ اگر سارا انتظام خدا اپنے ہاتھ سے کرتا تو اوسکو بڑی مشقت رہتی۔

[۲] اب کیا اچھا انتظام ہے کہ ہماری زمین کی ساری چیزین خود بخود پیدا ہوتی و تلف ہوجاتی ہین۔ پھر چاند و زمین اپنے وقت مناسب پر تلف ہوجاتے ہین دوسرے سیارے کو ہاتھون ہاتھ خبر نہین پھر جب سورج مرتا ہے تو اوسکا نظام بھی اوس سے پہلے غارت ہوجاتا ہے اور ہمارے سورج کا مرنا کیا ہے گویا کسی مہا سورج کے ایک ناچیز سیارے کا تلف ہوجانا۔ اسیطرح کسی مہا سورج کا ماتحت ہمارا سورج ہے پھر اوس نے اپنی کلا سے زمین بنائی اوسکے واسطے چاند پیدا ہوا۔ پھر زمین پر جانور و انسان پیدا ہوئے اور اپنی جایداد تقسیم کرنے لگے وغیرہ۔

[۳] سورج دیوتا کی پوجا اور ہندوؤن کا سورج کو جل چڑھانا خالی از علت نہین کسی بڑے فلاسفر کا ایجاد کردہ اصول ہے۔ اور ہماری بھی رائے ہے کہ جو خدا کو نہ پہچان سکین وہ چھوٹے خدا سورج کو ہی پوجا کرین۔ خدا کو پہچاننا ہر ایک کا کام نہین اسی واسطے جتنی عقل اوتنی ہی باریکی کا اصول قدرت نے رکھا۔

بھی روشنی اوسیکی ہے۔ اور سورج کی گرمی اور چاند کی ٹھنڈک سے ہی تمام نباتات حیوانات وغیرہ پیدا ہوتے ہین و پرورش پاتے ہین۔ اگر وہ نہوتا تو دُنیا بالکل اندہیری ہوتی اور ٹھنڈی اُسمین کچہہ پیدا ہوتا نہ زندہ رہسکتا۔ سورج مین جو روشنی ہے وہ ذاتی ہے کسی دوسریکی محتاج نہین۔

دُنیا کی تمام کل سورج چلا رہا ہے اگر وہ نہ ہو تو بالکل سناٹا ہوجاوے۔ کوئی قدرتی ظہور ایسا نہ ملیگا جسکی وجہ ابتدائی سورج سے پیدا نہ ہو۔ ہوا کا نبنا اور چلنا۔ موسم بدلنا۔ مینہ برسنا۔ بجلی۔ وغیرہ یہ سب سورج کے ہی کرشمے ہین۔ الکیمیری نے ثابت کردیا کہ مقناطیس مین قوت جو ہے وہ بھی سورج سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اوسکی شعاعون سے فوٹو گراف مین جسم کا نقشہ ایسا بنجاتا ہے کہ صرف جان ڈالنے کی کسر رہجاتی ہے۔ شعاعون سے علاج بھی ہوتا ہے۔ دھوپ کی گرمی سے نباتات پیدا ہوتے اور پھل پھول لگتے و پکتے ہین۔ پھولونمین رنگت و خوشبو بھی سورج کی کرن پڑنیسے[۱] ہی پیدا ہوتی ہے۔ جس کوئلے سے ریل کا انجن چلتا ہے وہ بھی سورج کی کریا سے بنا۔ ایسی باتون کا کہان تک بیان کرین۔ دریا سورج نے بنائے۔ سمندر[۲] کو رقیق اوس نے کیا۔ ہوا کو اسقدر ہلکا کیا۔ ستارے چمکائے۔ پہاڑ بھی اوسی نے بنائے۔ تمام سیّارے چاند زمین اور دمدار ستارے بھی پہلے[۳] نہ تھے یہ سب اوسی نے اپنی طاقت سے پیدا کئے۔ حال مین سائینس نے ایک نئی

[۱] دیکھو ہماری کتابین۔ دلائل قدرت۔ دلائل ارسطو۔ جوہر موجودات وغیرہ

[۲] سمندر مین لہرین اسواسطے آتی ہین کہ شمال کا ٹھنڈا پانی گرم ہوکر پھیلتا ہے جنوب کا اوسکی جگہہ جاتا ہے۔ جوار بھاٹا چاند کے گھٹنے بڑہنے سے پیدا ہوتا ہے اور چاند کی روشنی سورج کی ماتحت ہے۔

[۳] تمام سیّارے وغیرہ سورج کے گرد ایسے گہومتے ہین گویا ایک رسّی سے جکڑے ہین۔ اوسکے اشارہ سے تعمیل کرتے اور چکر کھاتے ہین۔ راستہ نہین چھوڑتے۔ وہ مثل باپ کے بیچمین کہڑا ہے اور ننّہے بچے اوسکے چارون طرف پھر رہے ہین۔ وہ اکیلا سب کو سنبھال رہا ہے اور انتظام کرتا ہے۔ (یہ اجسام ایکدوسرے کے گرد گھومتے ہین بہ تناسب اونکی جسامت کے اور بہ خلاف تناسب اونکے فاصلہ کے مگر اسکی وجہ اب تک سمجھہ مین نہین آئی)

بات تحقیق کی ہے کہ پودے صرف سورج کی روشنی مین ہی سانس لیتے ہین۔ پودے کاربن سے بنتے ہین اندھیرے مین وہ کاربونک مادّہ کو خرچ کرکے جیتے ہین (گویا اپنا ہی جسم کھاکر گذارہ کرتے ہین)۔ اور کاربونک ایسڈ گاس باہر پھینکتے ہین۔ مگر روشنی مین وہ ہوا کی سانس لیکر اکسیجن باہر نکالتے ہین جسپر حیوانات کی زندگی کا مدار ہے۔ اگر یہ اصول نہ ہوتا تو حیوانات تمام اکسیجن کو سانس لیکر خرچ ڈالتے اور اوسکے ختم ہونیسے دُنیا مین زندگی محال ہوجاتی۔ اسیواسطے جب پورا سورج گرھن پڑتا ہے تو پودہونسے صرف کاربونک ایسڈ گاس نکلتا ہے اندھیرے مین رہنے والے پودے کی رنگت ماریجاتی ہے اور سفیدی آجاتی ہے۔

گرمی سے قوّت پیدا ہوتی ہے۔ گرمی کیا ہے گویا جان ہے۔ جہان جسم مین گرمی نہ رہی جان لو کہ روح بھی رخصت ہوئی۔ گرمی سے ہی بھوکھ لگتی کھانا ہضم ہوتا ہے۔ گرمی سے ہی حرکت ہوتی اور چرخہ چلتا ہے۔ گرمی سے ہی پھل سبزیات خشک ہوکر اصلی مادّہ کی صورت پاتے ہین۔ گرمی سے انڈا[1] سیا جاتا ہے۔ گرمی زچہّ کو ضروری ہے اور بچہّ کو بھی۔ کپڑے کو اسی واسطے پہنتے ہین کہ جسم کی گرمی قائم رکھّے۔ گرمی صرف MECHANIC FORCE ہی نہین بنتی بلکہ VITAL FORCE بھی بنجاتی ہے۔ جسطرح پہلی قوّت کو عالم لوگ مانتے ہین۔ اسطرح دوسری کو سمجھتے ہین ثابت بھی ایک روز ہو رہے گی۔

کچھ تو وجہ تھی جب سورج دیوتا کو ہر زمانہ ہر ملک کے لوگ پوجتے رہے۔ جسطرح آج ہم اوسکی سائنٹفک قوّتین اور باریکیان دیکھکر حیران رہجاتے ہین اسطرح پہلے لوگون نے بھی آخر کچھ سمجھ بوجھکر ہی اسکو خدا مانا ہوگا۔ دُنیا کے آغاز سے وحشی جاہل قومون سے لیکر اعلےٰ مہذب تک سب اسکے ماننے والے ہین۔ ایرانی آتش پرست تو اسیکو خدا سمجھتے ہین۔ وید و مین[2] اسکی مہا لکھائی ہے اور اسکی مختلف صورتون بجلی آگ ہوا وغیرہ کی

[1] ولایت مین السیی بھٹیان بنی ہین جنمین خاص درجہ کی حرارت رکھکر مصنوعی طور سے انڈے سئے جاتے ہین۔
[2] دیکھو سام وید وغیرہ کے اردو ترجمے جو ہمارے یہان چھپے ہین اور ہماری مصنفہ جوہر مذاہب و جوہر تحقیقات۔

+

اسمت یعنی تعریف کی ہے۔ وہ لوگ جانتے تھے کہ زندگی آگ و ہوا پر منحصر ہے اور یہ دونون سورج سے پیدا ہین۔ اونکو یہ سائنٹیفک باتین سب معلوم ہو گئی تھین جنکا اکثر حوالہ وید مین ملتا ہے۔ افریقہ کے حبشی اتبک صرف سورج کی ہی پوجتے ہین اور امریکہ کے تمام دیسی فرقے شمال سے لیکر جنوب تک سورج کے پوجاری اور اوسی کی اولاد بنتے ہین۔ اب سائنس بھی جسقدر ترقی کرتا جاتا ہے وہ بھی اسیطرف کو میلان ظاہر کرتا ہے۔ آج کل سائنس کی ساری لیاقت اسپر ختم ہے کہ سورج کو ہی تمام جگت کی علّت غائی قرار دے۔

سِدھانت اور ترک

جنوا کے عالم فلاسفر چارلس بونٹ نے خوب لکھا ہے کہ۔ خدا نے دُنیا کی ہر ایک چیز دوسری سے مختلف بنائی ہے اور سب باقاعدہ ترتیب کے ساتھ باہم ایک دوسرے مناسبت و تعلق رکھتی ہوئین۔ کسی جانور کی شکل دوسرے سے ملتی ہے نہ کسی پتّے کی شکل بھی بالکل مشابہ دوسرے کے ہے۔ اسیطرح کسی قوم کے جانور یا درخت کے خواص بھی دوسرے نہین ملتے۔ تاہم ایک کے بعد دوسرا جانور یا درخت ایسا سلسلہ وار پیدا کیا کہ اونکی بناوٹ مین تھوڑا تھوڑا فرق مثل سیڑھیون کے ہوتا گیا۔ جو حال زمین پر ہے وہی غالباً سب سیّارون اور ستارون تک پر ہوگا۔ خواہ وہان کے قوانین قدرت ہمارے یہان سے مختلف ہون۔ ہمکو اتبک اس زنجیر کی بہت تھوڑی کڑیان نظر آتی ہین۔ اونمین سے بہت ٹوٹی و الجھی ہوئی معلوم ہوتی ہین مگر یہ خرابی زنجیر مین نہین بلکہ ہماری محدود واقفیّت کا نقص ہے جتنی زیادہ واقفیّت بڑہتی ہے اوتنا ہی وسیع میدان آگے نظر آتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھہ نہین جانا۔ نیوٹن نے کشش کی تھیوری نکالتے وقت سمجھا تھا کہ کُل خدائی کے راز اب

حل ہو جاوین گے مگر اوس سے اور زیادہ راز پیدا ہو گئے۔ ایک معمولی آدمی کارروائی کے قابل دنیا کے بھید جانتا ہے۔ جو عقلمند ہوئے اونکی عقل ستارون نے دنگ کر دی۔ اور زیادہ جبرے فلاسفر ہوئے تو لاکھون سورج نے آکر دبا لیا۔ غرض ہمارے پاس الفاظ نہین ہین جو دنیا کی تمام باتون کا پورا بیان کرسکین ایسے مکمل الفاظ فرشتونکی زبانمین ہونگے۔

آجتک تمام عالم فلاسفرون کے اقوال ملانے اور اونپر بحث کرنیسے جو ثابت ہوا ہے وہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ۔ سورج ہی تمام اجسام کی پیدایش اعضا کی بناوٹ اور زندگی کا اصلی سبب ہے۔ اوسنے اپنے نظام کے سب سیّارے وچاند وغیرہ بنائے سورج سے روحانی شعاعین[۱] نکلکر پانی مین ANIMAL GERMS پھیلاتین جنکی قوّت سے زمین پر پہلے دریائی وہوائی نباتات پیدا ہوئے جو قوّت محسوس کرنیکی رکھتے ہین۔ پہر اونکے مرنیکے بعد وہی جرم روحانی مچھلی وغیرہ مین جاتے ہین سلسلہ وار۔ چھوٹے مخلوقات کے بہت سے جرم ملکر بڑے جانور کی ایک روح بناتے ہین۔ اسطرح روح برابر قالب بہ قالب تبدیل ہوتی ہوئی درجہ بدرجہ لطیف وکامل بنتی جاتی ہے۔ اور اوسمین ترتیب وار فہم۔ تمیز۔ حس اور عقل وغیرہ پیدا ہوتی ہین۔ بچہ بلا حافظہ کے پیدا ہوتا ہے سال بہر بعد یادداشت خیال وعقل وغیرہ حاصل کرتا اور بکاتا ہے۔

مرنیکے بعد انسان کا جسم زمین پر پڑا رہکر مٹی مین ملجاتا ہے اور روح ہلکی ہوکر آسمانکو چڑہجاتی ہے جہان ایتھر مین پتر بنکر رہتی ہے۔ پترونکی قوتین بہت وسیع ہوتی ہین اور وہ انسان کی مدد کرتے اور اپنے پیارے رشتہ دارون سے خواب مین ملاقات کیا کرتے ہین۔ جب کوئی آدمی مرتا ہے تو پتر لوگ اوسکے لینے کے شوق سے منتظر رہتے اور خوش ہوتے ہین اسیواسطے بیمار کو خواب مین مردے نظر آیا کرتے ہین۔ پتر لوگ جب

---

[۱] مالس۔ فرنیسنل اور امپیری نے ثابت کردیا ہے کہ شعاعین مادی نہین ہین بلکہ روشنی کی لہرین ہین جو ہوا اور ایتھر کے ہر ذرّے کو متوثر کرتی ہین۔

مرتے ہین تو اونکی روح خالص بلا جسم کے سورج مین فرشتہ بنکر داخل ہو جاتی ہے - پھر اوسکے تخم شعاعون کی صورت مین زمین پر برسا کرتے ہین جس سے پیداوار کا سلسلہ جاری رہتا ہے - نظام خلقت گول دایرہ کے موافق[1] ہے جسکا شروع و اخیر کہین نہین - اور ساری خدائی ایک خاندان ہے جسمین کوئی غیر نہین سب ایک خون سے پیدا ہوئے ہین سورج روحون کا ڈہیر ہے جسطرح سمندر پانی کا اوسمین سے شعاعون کے ساتھہ روحین برسا کرتی ہین اسیواسطے انسے ہر چیز پیدا ہوتی ہے -

اکثر عالم لوگ اسکو نہ مانین تو ہمارا اونسے[2] سوال ہے کہ سورج جب اتنی گرمی اور قوت روزمرہ خرچ کرتا ہے تو کیا وہ ایک دن جلکر ختم ہو جاویگا یا اوسکو برابر روشن رکہنے کیلئے کوئی ایندھن اوسمین پڑتا رہتا ہے - کیونکہ یہ عالمگیر قدرتی اصول ہے کہ قوت خرچ ہوا کرتی ہے دیکہو محنت کرنیسے فوراً پسینہ نکلتا اور بھوکہ لگتی ہے - تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اوسکی حرارت مین ابتک بالکل کمی نہین ہوئی - دس ہزار برسکی تو تواریخ موجود ہے ایسے ہی جانور اور درخت اوسوقت بھی پیدا ہوتے تہے جس سے ثابت ہے کہ اوسوقت بھی سورج کیحالت بالکل ایسی ہی ہوگی اسلئے موسم و پیداوار بھی آجکل کے موافق تہے - جب سورج کی حرارت خرچ ہوتی ہے اور برابر قایم بھی رہتی ہے تو اوسکی کمی کو کون پورا کرتا ہے -

اسکا جواب بعض لوگ یہ دیتے ہین کہ سورج کے ایتہر مین گردش کرنیسے حرارت پیدا ہوتی ہے اگر یہ صحیح ہے تو دیگر سیّارونمین کیون نہین پیدا ہوتی - دوسرا جواب یہ ہے کہ سورج مین ہمیشہ شہاب و دمدار ستارے دوڑکر گرتے اور سوختہ ہو جاتے ہین اونکے

---

[1] زمین گول ہے - زمین کا راستہ گول ہے - سب ستارے و چاند سورج گول ہین - برہمانڈ گول ہین اسیطرح خلقت کا آغاز و انجام سب گول مول ہے اسمین کچہہ شبہہ نہین - اسیواسطے قدیم مصروالے اسکو سانپ سے تشبیہہ دیتے تہے جو گول لپٹا پڑا ہے -

[2] ہم میٹریلیسٹ سائینس کے صاحبون سے یہ بھی دریافت کرتے ہین کہ اگر روح بقاعدہ تناسخ قالب نہین بدلتی تو کیا نیست ہو جاتی ہے -

حرکت اور جلنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ مگر اوسمین ہمارا یہ اعتراض ہے کہ اونکے داخل ہونیسے سورج کا جسم بڑہجاتا جس سے سیّارونکی رفتار و فاصلہ مین فرق پڑتا مگر ایسا نہین ہوا کیونکہ ہزارون سال کے حسابات نجوم شاہد ہین۔ تیسرا جواب اور ہے کہ سورج کے تمام ذرّے پہلے جدا تہے کشش سے سب اکٹہے ہورہے ہین اور منجمد ہونیسے حرارت نکلتی ہے وہی حرارت یہ ہے۔ مگر یہ جواب سورج کی شروع بناوٹ پر تو صادق آتا آجکل اور ہمیشہ کے واسطے اسکو کسطرح بلامزید ثبوت کے قبول کرلین غرض سائنس اور نجوم دونون کے پاس اس سوال کا کچہہ جواب نہین اسلیئے ہماری تھیوری[۱] ٹھیک ہے جو بہت سے مسئلون کو حل بھی کرتی ہے۔

اقلیدس مین AXIOMS مسلّمہ ہوتے ہین جنکے ثبوت کی ضرورت نہین۔ مثلاً متوازی خطوط کبہی نہین ملتے اسکو ہم نے اقلیدس کے کہنے سے مان لیا ورنہ ہرگز ثابت نہین کرسکتے کیونکہ کبہی لفظ کے معنی کا اطلاق کسطرح کوئی سمجہہ سکتا ہے۔ اسیطرح POSTULATES جنکا ثبوت مفروضہ مان لیا گیا ہے وقت بچانیکے واسطے۔ ہزارون عالمان ریاضی وھندسہ نے متوازی کی تھیوری کو ثابت کرنا چاہا مگر کوئی کامیاب نہوا۔ اسیطرح لفظ اور خط کی تعریف دیکہو۔ غرض اقلیدس کسطرح صحیح ہوسکتی ہے جبکہ اوسکی بنیاد ہی مشتبہہ وغیرہ ثابت شدہ ہے۔ مگر نہین اسکا ثبوت خواہ ہماری طاقت سے باہر ہو مگر اوسکے نتیجے ہمیشہ صحیح بیٹہتے ہین اسلیئے وہ بالکل صحیح ہے۔ نجومی لوگ جو دائرون کے حساب لگاکر گرہن کا وقت مقرر کرتے ہین وہ کبہی نہین ٹلتے۔

غرض ہمکو اس سے مطلب نہین کہ ہماری تھیوری کا ثبوت کیا ہے۔ اگر اس سے ساری باتین اور ثابت ہوسکین تو وہ خود بخود ثابت و قابل پذیرائی ہے۔ نجومی کو اپنے کام سے کام ہے اوسکو علم مثلث کے اصولونپر بحث کرنے اور اونکی اصلیئت تلاش

---

[۱] اسیطرح ہر ایک تھیوری مجبوراً اپنی طرف سے قایم کیجاتی ہے جو سب عقدون کو حل کرسکے۔ تھیوری کا کوئی ثبوت پہلے سے نہین دیا جاتا۔

کرنیسے کیا واسطہ۔ آم کہانے یا پیڑ گننے۔ ہر بات کا سمجہہ لینا انسان کی محدود عقل کی قوّت سے باہر ہے۔ اور ہر بات کی وجہہ پوچہنا اعتدال سے زیادہ معیوب ہے ہمکو نتیجہ سمجہکر دنیا کی کارروائی کرنا واجب ہے۔ انجن ڈریور اوسکو چلاتا ہے اگر وہ ہر ایک پرزے کی بناوٹ سمجہنا چاہے تو عمر بہر اسی خبط مین گذار دے۔

بعضے لال بجہکڑ ایسا بھی سوال کر بیٹہتے ہین کہ انسان مین روح ہے اسکا کیا ثبوت ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جسم تو مادّی ہے پھر خیال و عقل اسمین کہانسے آئی۔ اور کیا ہماری ڈاڑہی یا ناخون خیال کر سکتے ہین۔ کوئی چیز اندر اور ہے وہی روح ہے۔ ہم کان سے بیشک سُنتے ہین مگر بہرے آدمی کے کان بھی ایسے بنے ہین وہ کیون نہین سُنتا وجہ یہ ہے کہ کان تو خبر حاصل کرنے کا دروازہ ہے خبر کو اندر دل تک لیجانیکے واسطے جو تار لگے ہوتے ہین وہ بہریکے ٹھیک نہین۔ پھر وہ تار بھی ٹھیک ہون اور اگر ہمارا دل متوجہ نہ ہو تو کچہہ سُنائی نہین دیتا کوئی چلّایا کرو اس سے معلوم ہوا کہ دل ہی اصلی ایجنٹ ہے۔ مگر دل بیچارہ کیا ہے روح کا ایک جزو یا کارندہ۔ دیکھو ہم روزمرّہ صدہا باتین کہتے اور سُنتے ہین وہ برسون تک کی ہمارے پیٹ مین جمع ہین کیا دل اونکو یاد رکہتا ہے ہرگز نہین وہ تو ایسا نازک مزاج ہے کہ ذرا برداشتگی مین سب فراموش۔ وہ سب لاکھون خیالات روح پر نقش ہوتے جاتے ہین اور کبھی نہین مٹتے۔

روح ہر شخص کی خاص ہوتی ہے اور اوسی پہلے مادّہ سے بنے ہوئے جسم مین پیدا ہوتی ہے یا یہ کچہہ بچار نہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جسم تو ایک ہو نہین سکتا کیونکہ اوّل تو دنیا مین ہی ناممکن ہے کہ ابھی ایک جانور مرا اور ابھی عورت کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا۔ نہ معلوم کہان کے اجزا مادی کہان اور کب کسی جسم مین داخل ہوتے ہین۔ پھر دُنیا کے باہر اتہر مین تو کسیطرح ہمارا پہلا مادّہ کا جسم ہمارے واسطے نہین پہونچ سکتا۔ مگر روح ہماری خاص ایک ہے اور ہماری کیا ہے ہم روح کے ہین۔ ایک روح جو کسی وقت ہمارا تھی

وہی اب ہمارے جسم مین ہے اور وہی فرشتہ بننے تک سب. وجون سے علیحدہ رہیگی۔

تناسخ کا مسئلہ ہند مین ہمیشہ سے مقبول چلا آتا ہے پہر یہان سے مصریون نے لیا مصروالون سے یونانیون نے سیکہا۔ قدیم مصروالون فیثاغورث اور افلاطون[1] کا عقیدہ تھا کہ انسان کی روح اپنے گناہون کی سزا بھگتنے کیواسطے جانور کے جسم مین داخل ہوتی ہے۔ یونانیون سے یہ مسئلہ DRUID فرانس کے قدیم پجاریون نے سیکہا اور تمام فرنگستانمین جاری رہا۔ امریکہ والے بھی اسکو مانتے ہین۔ بلکہ بعض ملکونمین عام خیال یہ تھا کہ روح تب تک دوسرا جنم نہین لیتی جبتک اوسکی لاش قائم رہے اس خوف سے رومی لوگ تو اپنے مردونکو جلاتے تہے مصری مومیائی بناکر اوسکو قائم رکھتے تہے ہزارون سال تک تاکہ اونکی روح حیرانی سے بچے اور مسلمان لوگ اپنی لاش کو دفن کرکے سمجھ لیتے تھے کہ اونکی روح تو اس بکھیڑے آمد رفت سے بری ہوکر کہین جمع رہیگی کون جانے اس خیال سے ہندو لوگ مردے کو جلاتے اور کپال کریا کرتے تہے تاکہ اونکی روح جلدی دوسرا جنم لیکر اپنی منزل پوری کرے۔

ہندوؤن نے نیچر کو خوب غور سے اسٹڈی کیا تھا اونکے خیالات کسی خاص اسکول کی تعلیم نے خراب نہین کئے تہے اسلیئے اونکے اصول بڑے دقیق معنی خیز اور سچّے تہے۔ دُنیا کی سب سے قدیم مذہبی کتاب وید مقدّس ہین جنمین لکھا ہے کہ ہر فرد بشر خدا کا ایک حصّہ ہے۔ روح آخرکار اپنا دورہ ختم کرکے خدا مین جا ملتی ہے۔ اور مرتے وقت جیسا خیال دل مین ہوتا ہے اوسی کے موافق اگلے جنم کی پیدائش ہوتی ہے۔ انسان جیسے

---

[1] حکیم افلاطون کا قول ہے کہ بزدل آدمی دوسرے جنم مین عورت بنتا ہے۔ غیر مستقل مزاج پرند بنتا ہے جاہل درندہ۔ ذلیل کمینہ اور سفلہ آدمی کیڑا بنتا ہے۔ نفس پرست چھپکلی۔ ظالم بھیڑیا وغیرہ بنتا ہے۔ کئی جاصیتون کے ملجانیسے ایک خاص جانور بنتا ہے ایک خاص مدت تک کیواسطے پہر دوبارہ انسان بنجاتا ہے۔ اور ایسے حیوانی قالب مین روح ایک ہزار برس تک سفر کرتی رہتی ہے۔ وغیرہ۔

کرم کرتا ویسی ہی جگہہ[1] پاتا ہے۔ نیک آدمی دنیاوی آرام چاہنے والا چندر لوک مین جاکر عیش
کرتا ہے اور پھر زمین پر واپس آتا ہے۔ جو پکّے اعتقاد سے راہ خدا نیکی کرے وہ ہمیشہ
کیواسطے سورج لوک مین جاتا ہے اور اُس بدی کی دُنیا مین پھر کبھی نہین آتا۔ جانور
بھی اسطرح مکت پا سکتے ہین۔ اونکے حقوق بھی مثل انسان کے آزادی کے ساتھ ہین۔
ویدونمین جانورونکی نسبت مثل حال کے جدید مذاہب کے انسانی زبردستی و نفرت کے
خیالات نہین۔

روح ہمیشہ ترقی کرتی ہوئی آگے کو بڑھتی ہے کبھی پیچھے نہین لوٹتی۔ (صرف چند امتحانی
حالتونمین ٹھہر بیشک جاتی ہے) DARWIN فلاسفر کا قول ہے کہ انسان بندر[2] سے بنا
ہے کیونکہ دونون کی کھوپڑی مشابہ ہے۔ پروفیسر ہکسلے وغیرہ نے بھی بندر اور انسانکی
کھوپڑی ملاکر یہی رائے قایم کی۔ مگر روح کا مقابلہ کسی نے نہین کیا۔ بندر کی صدہا اقسام ہین

---

[1] جو دُنیاوی لذات سے خوش ہین وہ اِسی دنیا مین رہتے ہین جو کامل و عقلمند ہین وہ خالص عقل
بنکر خدا مین جا ملتے۔ نفس پرست درند بنتے۔ کاہل سُست جو ہین وہ نباتات بنتے کیونکہ اونہون نے سوائے
کھانے پکنے اور اولاد پیدا کرنیکے اور کچھہ کرنہ جانا۔ جو نیک ملنسار ہین وہ چیونٹی یا مورچار بنتے۔ وغیرہ

[2] THEORY OF EVOLUTION ڈاروِن صاحب فرماتے ہین کہ انسان کی پیدایش بندر سے
ہے۔ یعنی اونکے باپ دادے پہلے بندر رہتے پھر ترقی کرتے کرتے انسان بنگئے۔ بیشک وہ بندر کی اولاد ہونگے
کیونکہ انگریزون اور بندرونمین فرق بھی تھوڑا ہے۔ مگر ہمارا خیال تو یہ ہے کہ انسان ترقی نہین کرتا بلکہ دن بدن
تنزل کی طرف مائل ہے۔ پہلے زمانہ کی لاشین کیسی لمبی چوڑی نکلتی ہین۔ کتابونمین دیکھئے پہلے بزرگون
کی عمرین اور قد کیسے ہوتے تھے۔ رائیٹ کے کھیڑے مین اتبک اینٹ ایک گز لمبی اور پون گز چوڑی
نکلتی ہین اونکو اوسوقت کے آدمی کتّا اینٹ کی طرح دھرتے اوٹھاتے ہونگے۔ اوسی کھیڑے مین ایک
زیور نکلا جسکا ہر ایک دانہ ایک بالشت لمبا تھا اور کل کا وزن ڈہائی سیر تھا۔

قیامت کی نسبت جہان پیشین گوئی ہے وہان لکھا ہے کہ آنرہ النسان ایک بالشت کے لمبے
ہونے لگین گے اسکا یہی مطلب ہے کہ اوس زمانہ کی ایک بالشت کے برابر ہمارا قد ہوگا۔ ورنہ یہ تو ممکن
نہین کہ ہم اپنے ہی ایک بالشت کے برابر قد کے کبھی ہوسکین۔

اونمین سے بہت تو دیگر جانوروں سے بھی زیادہ بیوقوف ہین۔یون تو طوطا انسان کی بولی بولتا ہے ڈارون صاحب یہ کہتے ہین کہ طوطے سے انسان بنتا ہے۔غرض صورت وغیرہ کا ملان فضول ہے یہ سلسلہ تو عقل کے لحاظ سے مقرر ہونا چاہیئے۔

ڈارون نے صرف بناوٹ پر غور کیا۔ہم صرف روح کی قوتون پر غور کرتے ہین۔

ہمارا سسٹم غلط ٹھہرے یہ ممکن ہے ہم اوسکو کسی سے زبردستی منوانا نہین چاہتے جو کچھہ ہمارا ذاتی عقیدہ تھا وہ ہم نے گوڈ فیتھہ مین ظاہر کیا۔جب معجزہ دکھلانیوالے پیغمبرون کے وقت مین بھی تمام لوگ ایک بات پر ایمان نہین لائے اور مختلف خیالات رکھے یا منکر رہے تو بہلا یہ کسطرح امید کر سکتے ہین کہ آج سب کے سب ہمارے ہم خیال صرف دلائل کے زور سے ہی ہو جاوینگے۔ہم نے تمام سلسلہ مخلوقات کا بغور دیکھا اور تمام فلاسفرون کے اقوال ملائے تب عقل لڑانے سے ہمکو سب سے زیادہ عالمانہ ومعتبر یہی صورت معلوم ہوئی جو قابل تسلیم ہے تاوقتیکہ اور دوسری اس سے عمدہ ثابت ہو سکے۔دوسرا سسٹم اس سے زیادہ عمدہ پیدا ہونا ممکن ہے مگر ہوگا اسی سڑک پر چلکر اور انھین دلائل کے سہارے سے جسمین سلسلہ وار مقام ہر مخلوق کا بھی اسی ترتیب سے رہیگا۔

بہرحال جو نتیجہ دستور العمل انسانی کا ہم اپنی اس بحث سے نکالتے ہین وہ ایسا ہے کہ کسی مذہب یا قانون کے خلاف نہین اور سب علما کا اوسپر اتفاق ہے۔انسان کو چاہیئے کہ نیک فیاض رحیم شکر گذار جفاکش بنے۔مادی خواہشات کو ترک کرے تاکہ اواگون سے چھوٹے۔روحانی قوتون کو بڑہاوے تاکہ خالص لطیف روح بنجاوے۔نجات پانے کیواسطے عبادت اور علم[1] لازمی ہے۔علاوہ اسکے بزرگون کا ادب ومحبت کرنا بھی نہایت

---

[1] بغیر علم کے بہلے برے کی تمیز نہین ہوتی خدا کو نہین پہچان سکتے اسلیئے نجات کے واسطے عبادت ونیکی کے ساتھہ علم جزو لازمی ہے۔علم سیدہی سڑک ہے منزل مقصود پر پہونچانے کیواسطے۔

ضروری ہے۔

ہمکو موت سے[1] ہرگز نہ ڈرنا چاہیئے وہ ہمارے بچھڑے ہوئے دوستون سے ملاویگی اسواسطے خوشی کا مقام ہے۔ بیشک اوسوقت ہمکو یہ رنج ہوتا ہے کہ اپنے متعلقین کو چھوڑتے ہین مگر ہم نہین جانتے کہ ترقی پاکر اونکی زیادہ مدد کر سکین گے۔ نیک آدمی مرتے وقت[2] تکلیف نہین اوٹھاتے اونکا دل خوش و مطمئن سا رہتا ہے اونکے مُنہ سے اچھے کلمے نکلتے ہین اور اونکے خیال بھی اچھی طرف رہتے ہین۔ اوسوقت اونکی روح نصف بدن مین اور نصف آسمانمین ایسی حالت مین ہوتی ہے اسلیئے وہ پیشین گوئی بھی کر سکتے ہین اور ایسے وقت اونکی مانگی ہوئی دعا بھی پوری ہوتی ہے۔

ابتک دنیا مین علم بہت کم تھا اسلیئے زیادہ حصہ انسانون کا جاہل مرجاتا تھا۔ اب ایشور کی کرپا سے علم کی خاطر خواہ ترقی ہے دنیا کے بھید کھُلتے جاتے ہین۔ ہم تبلا سکتے ہین کہ فلان ستارہ کب نظر آویگا۔ جوار بھاٹا کب کسقدر ہوگا۔ زمین کے پردے پر جتنی قسم کے کیڑے مکوڑے اور گھاس روکھڑیان ہین سب کے حالات کتابون مین درج ہو چکے اور اونکی بجنسہ تصویر کھینچ لیگئی ہین۔ خوردبین سے پانی کے قطرہ کے اندر کی بستیان نظر آنے لگین۔ دوربین سے ہم چاند پر کے پہاڑ و دریا دیکھہ سکتے ہین اب بھی جو لوگ کھانے پینے مین مست اور دوسرون کو ستانے مین لگے رہین وہ بدقسمت ہین مجبوری زمانہ گیا اب گیان سستا ہے اس سے فائدہ اوٹھا کر اپنا جنم سپھل کرو۔ ہمکو چاہیئے کہ جس چار دیواری مین ہم قید ہین اوس سے باہر نکلنے کی فکر کرین اور اپنی بندی کی وجہ معلوم کرین۔ اگر اس جگہہ کی چیزون کو پسند کرکے ہم مگن رہینگے تو بس پھر یہی ہمارا گھر ہوجاوےگا اور خلاصی کبھی نہ ہوگی۔

---

[1] موت کا ڈر اسواسطے ہے کہ نسل بڑھتی رہے۔

[2] یہ قاعدہ ہے کہ اچھے آدمی جلد تھوڑی عمر مین مرجاتے ہین۔ ہماری تھیوری سے ثابت۔

خدا کا گھر

ہم ساری دُنیا کا قصّہ بیان کر چکے اب وقت آیا ہے کہ یہ رام کہتا آپ کو سُناوین۔
اِس کتاب مین اکثر جگہہ خدا کا ذکر آیا ہے وہ خدا کون ہے اور کہان رہتا ہے یہ تبلانا بھی
ضروری ہے۔ خدا کو سب جانتے ہین کوئی نئی بات نہین مگر یہ اشتیاق آپکو ضرور ہوگا
کہ دیکھین ہم کِسطرح کا خدا سائینس کے موافق بنا کر دکھاتے ہین۔ یہ سوال ایسا اہم
ہے کہ حل کرنے کی ہمّت نہین پڑتی۔ بلکہ اوسکی انت مایا دیکھکر یہ جُرات نہین ہوتی کہ
اوسکے بیان کرنیکا خیال بھی کیا جاوے۔ انسان کا کام صرف یہی ہے کہ اوسکی ادب
اور محبّت کے ساتھہ عبادت کرے۔ اوسکے مقابل ہر بات مین اپنی عاجزی ظاہر کرے
اِس سے زیادہ ایک کلمہ بھی مُنہ سے نکالنا اوسکی شان مین گُستاخی اور ہماری حماقت ہے۔
اِسلئے کچھہ زیادہ لکھنے مین خوف معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ڈر ہے کہ لوگ اِس چھوٹا مُنہ بڑی
بات پر ہنسی اوڑاوین گے۔ مگر دوسری جانب یہ بھی خیال ہے کہ آدھی بات کہنے سے تو
نہ کہنا ہی اچھا ہوتا ہے اور ہنسی کا ڈر کیا تھا تو کتاب ہی کیون بنائی جسمین ساری خدائی
کی باتون پر قلم چلایا۔ کچھہ بھی ہو آخر مین اوس مالک کو سجدہ کر کے یہ بیان بھی شروع کرتا
ہون گو میرا ہاتھہ کانپتا ہے دل نہین چاہتا اور پیچھے کو ہٹتا ہے۔ وہان تک پہونچنا تو انسان
کی قدرت بلکہ قوّت خیال سے بھی باہر ہے اِسلئے ہم دور سے دکھا وین گے کہ خدا کا گھر وہان ہے۔
نظام شمسی کے بیان مین ہم دکہلا چکے ہین کہ ہمارے سورج کے گرد آٹھہ سیّارے گردش
کرتے ہین۔ اُن سیّارونکو سورج نے ہی پیدا کیا اور وہ ہی انکو ٹھیک راستہ پر قایم رکھکر
اپنے گرد چکّر دے رہا ہے۔ سیّارونکے گرد چاند علیحدہ گھومتے ہین جو ہر جگہہ اونکے ساتھہ لگے

پہرتے ہین۔ گویا تمام سیارون اور چاند و دمدار ستارونکا مرکز سورج ہے۔ مگر بہر دوربین مین دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ سورج بھی ایک جگہہ قائم نہین۔ وہ مع اپنے تمام نظام کے شمال کیجانب بڑہ رہا ہے یہ نہین معلوم کہان جاتا ہے سیدھا کسی طرف دوڑ رہا ہے یا چکر کھاتا ہے۔ مگر یہ یقینی ہے کہ جسطرح چاند سیارون کے گرد گھومتے ہین اور سیارے سورج کے گرد اسیطرح سورج بھی کسی دوسرے بہاسورج کے گرد گردش کرتا ہے۔

یہ ستارے جو آسمان مین ایک جگہہ قایم ہین گیا ہین یہ بھی سورج ہین مگر اس قدر دراز فاصلہ پر ہین کہ اونکے نظام تو بالکل نظر نہین آسکتے اور وہ بھی اسقدر چھوٹے نظر آتے ہین۔ ان سب کے گرد بھی بیشمار سیارے اور چاند وغیرہ گھوم رہے ہین مگر ہم اونکو بوجہ فاصلہ عظیم کے دوربین سے بھی نہین دیکھ سکتے۔ ان سب مین بھی جاندار مخلوقات پیدا ہوتے ہین۔ انمین سے بہت سے تو ہمارے سورج سے بھی ہزار گنے بڑے اور زیادہ چمکدار ہین۔ ہماری زمین اب تک نظام شمسی مین ہی ایک ناچیز رکن معلوم ہوتی تھی اب ان اتنے سورجون کے جھمگھٹ مین تو ہمارا سورج بھی کچھہ چیز نہ رہا بلکہ سارا نظام شمسی بھی اسطرح سمجھو جیسے سمندر کے اندر پانی کا ایک قطرہ یا کنارے پر بالو کا ایک ذرہ بمقدار۔ اور ابھی کیا ہے ذرا آگے چلکر آسمان کی سیر کیجیے اور ان بیشمار سورجون کی کیفیت تو سنیے۔

اوس قادر مطلق نے بہت سے نظام[1] ایسے بھی بنائے ہین جنکے سورج دو یا تین باہم ملے ہوئے ہین۔ بہت سے سورج ایسے ہین جنکی روشنی گھٹتی بڑہتی رہتی ہے کبھی وہ بالکل غائب[2] ہوجاتے ہین کبھی زیادہ روشن دیکھتے ہین انکی وجہ اب تک ہمکو معلوم نہین ہوئی۔

---

[1] نظام کا مطلب ہر جگہہ یہ سمجھو کہ ہمارا سا ایک سورج مع اپنے ماتحت سیارون چاند و دمدار ستارونکے۔

[2] ایسی حالت مین اونکے سیارون پر قیامت ہوجاتی ہوگی پیدائش بند سردی زیادہ تمام مین اندھیرا وغیرہ یا کوئی اور قانون وہان ہوگا۔ اسیطرح ہمارا سورج بھی ایک مرتبہ ذرا ڈہیلا پڑ گیا تھا اوسوقت تمام سطح سمندر برف کے سوانوے جمگئی تہی اور مخلوقات گل سڑ گئے تہے۔ اوسوقت کا نام GLACIAL PERIOD ہے۔ طوفان نوح بھی کچھہ اسی طرح برپا ہوا تھا جسنے آدھی دنیا غرقاب کردی تھی۔

چند سال ہوئے تب کہیں بڑے بڑے روشن ستارے ایک ساتھہ پیدا ہوئے اور پھر جلد ہی مر گئے۔ بہت سے ستارے ایسے ہین جو مر گئے اور آجکل نظر نہین آتے مگر پہلے نجومیون نے اونکا مشاہدہ کرکے کتابونمین حال لکہا تہا ممکن ہے کہ وہ بھی غوطے ہی لگا رہے ہون۔

پھر بہت سے نظام ایسے ہین جنکے سورج رنگین ہین (مانتے ہین۔ واہ اللہ میان رنگین سورج بھی بنادئے) کوئی نیلا کوئی زرد کوئی سرخ یا سبز رنگ کا سورج جیسے ستارہ PERSEUS مین دو سورج ہین اونمین ایک سفید دوسرا نیلا۔ OPHIOCHUS مین ایک سورج نیلا دوسرا سرخ رنگ کا ہے۔ اسیطرح Const. BULL اور Const. HERCULES وغیرہ کے سورج رنگین ہین۔

اب خیال کرو کہ اِن رنگین سورجونکی روشنی کیسی بہتا بیان سی چھوڑتی ہوگی۔ اونکے سیّارونپر کیسی رنگت دار روشنی کھلا کرتی ہوگی۔ پھر ایسی رنگین شعاعون کا نباتات وحیوانات پر نہ معلوم کیسا مزیدار اثر پڑتا ہوگا کچھہ سمجھہ مین نہین آتا اور دل اوچھلا پڑتا ہے۔ وہان کے پرند کیسے رنگ برنگ پر رکھتے ہون گے اور پھول کیسے خوشنما ہوتے ہونگے۔ اور جب ہمارے سفید سورج کی شعاعین سات رنگ رکھتی ہین تو اِن رنگین سورجون کی شعاعون کا تو خدا ہی حافظ ہے نہ معلوم کتنے اور کیسے رنگ ہوتے ہونگے۔ یہان آکر انسانی عقل دنگ اور ساری شیخی کرکری ہوجاتی ہے۔

جون جون آسمانمین آگے بڑہتے جاوین ایسے بھی سورج ملتے ہین جو دو چار کا ایک جتھا نہین بلکہ سو دو سو باہم ملے ہوئے گویا ایک جان دو قالب ہین اور اپنے مشترکہ نظارون پر اتفاق سے یا باری باری سے حکومت کرتے ہین۔ ایسے آجتک چھہ ہزار جھنڈ سورجونکے دریافت ہوچکے۔ پھر اور آگے چلکر ایسے سورج بھی ملتے ہین جنکے گرد سیّارے وچاند کی جگہہ بہت سے سورج ہی گردش کرتے ہین اور ان چھوٹے سورجون کے ماتحت بہت سے سیّارے جدا اونکی گردش کرتے ہین۔ غرض جسقدر آگے بڑہتے جایئے اوسیقدر اور عجیب

عجیب قسم کے نظام نظر آتے جاتے ہین اور کہین اسکا اخیر معلوم نہین ہوتا جہان تک دوربین یا نگاہ کام دیتی ہے اور زیادہ ستارے نئے سامنے آتے جاتے ہین۔

یہ ستارے جو آسمان مین رات کو چمکا کرتے ہین اور جنکو ہم بیشمار سورج بتلاتے ہین یہ بادی النظر مین دو چار کوس کے فاصلہ پر معلوم ہوتے ہین مگر درحقیقت یہ کتنے فاصلہ پر ہین ذرا اسکو بھی گوش فرمایئے۔ عالم نجومیون کا ہی دل جانتا ہے کہ SPACE کیسی مُنہ پھاڑے پھیل رہی ہے جسکے آگے عقل کام نہین دیتی اور سکے اندر ہماری دُنیا سے ہزارون گُنے بڑے بیشمار سورج اور سیّارے ریت کے ذرّون کی طرح بکھر رہے ہین۔ اونکے درمیان جو عظیم فاصلے ہین اونکی تعداد بیان کرنیکے واسطے ہمارے پاس اعداد نہین ہین۔ ہمارا حساب صرف پدم اور سنکھ تک چلتا ہے مگر انکا فاصلہ اس سے نہ معلوم کتنے سنکھ گُنا زیادہ ہے[1]۔ اسکے ظاہر کرنیکا صرف ایک طریقہ ہمارے امکان مین ہے وہ یہ ہے کہ۔

زمین سے سورج کا فاصلہ قریب دس کروڑ میل ہے اگر اس تمام فاصلہ کو ایک میل فرض کرلین تو ایسے لمبے میل کے حساب سے نسبتاً ہم ان ستارونکا فاصلہ خیال کرسکتے ہین۔ اور سورج کی روشنی جو ایک سکنڈ[2] مین دو لاکھ میل چلتی ہے وہ سات منٹ مین زمین تک آپہونچتی ہے اسی حساب سے اگر ستارونکی روشنی کی رفتار قایم کرین تو وہ اسقدر عرصہ مین زمین تک پہونچتی ہے۔

ستارہ کا نام	فاصلہ بحساب ایک میل = فاصلہ مابین سورج و زمین	روشنی کتنے برس مین زمین تک آتی ہے
SWAN	٥٥١٠٠٠ میل	٩½ سال
LYRE	١٣٣٠٠٠٠ میل	٢١ برس
GREAT DOG	١٣٧٥٠٠٠ میل	٢٢ برس
GREAT BEAR	١٥٥٠٠٠٠ میل	٢٥ برس
POLAR STAR	٣٦٧٨٠٠٠ میل	٥٠ برس

[1] ستارونکا فاصلہ و حجم جو لکھا ہے وہ اٹکل پچّو نہین بلکہ حساب کی رو سے ہے۔ علم مثلث کے ذریعہ سے زاویئے ناپکر معلوم کیا جاتا ہے۔ [2] یہ عالمون نے تحقیق کرلیا ہے حساب لگاکر۔ اسیطرح سورج سے زمین تک آواز پندرہ برس مین پہونچتی ہے۔ روشنی آواز سے زیادہ تیز چلتی ہے اسیواسطے بجلی کی روشنی پہلے نظر آتی ہے پھر کڑک پیچھے سُنائی دیتی ہے۔ ریل اگر اسی چال سے سورج تک جاوے تو ساڑھے تین سو برس مین پہونچے۔

روشنی کئی برس مین ہم تک پہونچتی ہے اسیطرح یہ ممکن ہے کہ کوئی روشن ستارہ آسمانمین پیدا ہوا ہو مگر اوسکی روشنی ابھی تک ہمکو نظر نہین آتی۔ یا کسی ستارہ کی روشنی ہم برسون تک دیکھتے رہین اور وہ مر بھی چکا ہو۔ (خوب)۔ اوپر جن ستارون کا بیان کیا وہ تو بڑے ستارے ہین[1] جو خالی آنکہہ سے بھی نظر آیا کرتے ہین۔ انسے چھوٹے ستارے جو بیشمار ہین وہ اتنی دور ہین کہ ہماری زمین و سورج کے فاصلہ کی اکائی اور روشنی کی رفتار کا حساب بھی کچھہ کام نہین دیتا۔ چھٹے درجہ کے ستارونکی روشنی ایک ہزار سال کے قریب مین ہم تک پہونچتی ہے۔ ساتوین درجہ والون کی ستائیس سو برس مین۔ چودھوین درجہ کے ستارونکی روشنی ہمکو ایک لاکہہ برس بعد نظر آتی ہے۔ اور یقین ہے کہ بہت ستارے ایسے بھی ہونگے جنکی روشنی دُنیا کے آغاز سے چلکر آجتک زمین پر نہین پہونچی۔ ہماری دُور بین تو کام دیتی ہے مگر اونکی روشنی کو فاصلہ طے کرنیکے واسطے تو کروڑون برس درکار ہین۔ اُنکے فاصلہ کا اندازہ کون کرے عقل خراب ہوئی جاتی ہے۔ ٹھہرو تھک گئے ذرا دم لیلو خدا کا گھر ابھی بہت دور ہے۔

خالی آنکہہ سے[2] چھ ہزار ستارے نظر آتے ہین۔ اور دوربین کی مدد سے آج تک کل پانچ کروڑ ساٹھہ لاکہہ ستارے تخمیناً دیکھے جا چکے ہین۔ اور یہ سب گویا سورج ہین۔ پھر اونکے ماتحت سیارے چاند اور دمدار ستارے کون شمار کرے اور کہان سے ہندسے لاوین ابھی تک اپنے نظام شمسی کے سیارے ہی پورے گننے مین نہین آئے ہین انکا کسطرح اندازہ لگائین۔ اس سے آگے دوربین کام نہین دیتی اسلیئے مجبور اُٹھہرنا پڑتا ہے اور جتنی عمدہ دوربین ایجاد ہوتی ہے اوتنے ہی زیادہ ستارے نظر آتے ہین گویا تمام

---

[1] نجومیون نے ستارونکی اقسام بلحاظ اونکی اصلی جسامت کے نہین کی بلکہ جسقدر بڑے وہ نظر آتے ہین اوسکے لحاظ سے چودہ درجے قایم کیئے ہین جنکو MAGNITUDE کہتے ہین۔ اول درجہ کے وہ ہین جو بہت صاف نظر آتے ہین۔ [2] زمین گول ہے اسلیئے دو نصف کرونمین تقسیم کرکے اور نقشے بناکر نجومیون نے اختر شماری کی ہے

آسمان چپہ چپہ بہر ستارون سے بہرا ہے اُسمین جہان کہین جگہہ خالی معلوم ہوتی ہے وہ دراصل خالی نہین بلکہ اوسمین بھی بیشمار ستارے بکھرے پڑے ہین جو بوجہ زیادتی فاصلہ کے کسی طرح نظر نہین آتے۔

اور لیجئے ایک عجیب قسم کے ستارے اور ہین جو آنکہہ سے دیکھنے مین تو ایک ستارہ معلوم ہوتے ہین مگر دوربین لگاکر دیکھین تو معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایک ستارہ دراصل ہزارون سورجونکا ایک جُھنڈ۔ یہ سورج ایک خاص مرکز کے گرد مناسب فاصلونپر بالترتیب جمع ہین اور تعداد مین بیس بیس ہزار تک ہین۔ ایسے کئی لاکہہ جُھنڈ اب تک تحقیق ہوئے ہین جو NEBULAE کہلاتے ہین۔ یہ ہمکو تو پاس پاس بلکہ ملے ہوئے سے نظر آتے ہین مگر درحقیقت اونکے درمیان لاکھون میل کا فاصلہ ہوگا اسلئے ٹھیک نہین کہہ سکتے ہین کہ وہ مختلف نظام آگے پیچھے بیشمار فاصلون پر ایک سیدہ مین ہین یا ایسے خاص نظام ہین جنکے گرد سورج ہی گردش کرتے ہین۔ یہ سیارے بھی رکھتے ہین یا نہین واللہ اعلم۔

اِن جھنڈونکی شکلین ایسی مختلف ہین کہ ایک دوسرے سے بالکل نہین ملتین اور صاف پہچانی جاسکتی ہین۔ انہین سے بعض کی صورت چھلّا کے موافق۔ بعض کی  ایسی۔ بعض کی سانپ یا ریچھ یا گھوڑے کے سوار کی سی۔ اس رعایت سے انکے نام CENTAUR SPIRAL وغیرہ ہین۔ اِنکے دائرے و بیضاوی راستے ایسے پیچیدہ مگر باقاعدہ ہین کہ خدا ہی جانے وہانکے اصول کشش و حرکت کیسے عجیب طرز کے ہونگے۔ اِن سبکے سورج سب رنگین ہین۔

ضمیمہ یا غلطنامہ جو موقع پر لکہنے سے رہگیا غلطی ہے۔ فٹ نوٹ اُسی بیان کا سمجھنا چاہیئے۔

خلقت کی پیدایش کے بیان مین۔ زمین پر ایک ساتہہ سب مخلوق پیدا نہین ہوئے۔ پہلے زمین ٹھنڈی ہوکر کائی وغیرہ پیدا کرنیکے قابل بنی۔ پہر اور نباتات پیدا ہوئے۔ پھر کیڑے اور سکے بعد بڑے جانور۔ پھر آدمی خود بخود پیدا ہوا یا کسی جانور کے میل سے ذرا فرق پڑ کر بنگیا۔ کوئی پھل وغیرہ جب سڑ جاتا ہے تو اوسمین صدہا کیڑے از خود پیدا ہوجاتے ہین حالانکہ اونکے ماباپ کا وجود یا تخم وہان پہلے سے نہین ہوتا۔ زمین یا مادہ کی کیمیائی اجزا کا پانی یا ہوا سے ملنے کا یہ اثر ہے۔ تناسخ کے بیانمین۔ انسان کیطرح جسے جانور بھی لنگڑے اندھے اور بیمار ہوا کرتے ہین۔ ہماری تقدیر مین جو ہونا بدا ہے وہی ہوگا۔ مگر ہم کوشش کرتے رہین تاکہ آیندہ کیواسطے عمدہ تقدیر بنے۔ موکش کے معنی آواگون سے چھوٹکر راحت ابدی حاصل کرنا ہے بہشت آرام کی جگہہ آسمان پر اور دوزخ تکلیف کی جگہہ زمین کے نیچے ہے۔

کہلشان ایک سفید بادل کی سی سڑک ہمیشہ رات کو آسمان مین نظر آیا کرتی ہے وہ ایسے ہی بیشمار جھنڈون کا جھمگھٹ ہے جنکا کچھہ حال آجتک نہین کہلا - اِسکی لمبائی اسقدر ہے کہ سورج سے زمین کا فاصلہ جسقدر ہے اوس سے تیرہ لاکہہ گنی لمبی ہے ۔ اِسکے اندر ایک کروڑ آٹھہ لاکہہ سورج مع[۱] اپنے نظامونکے چکر کھا رہے ہین یہ عالم نجومیون نے تخمینہ کیا ہے ۔ اِسکے ایک سرے والے سورج مین جو لوگ ہتے ہونگے اونکو دوسری طرف والے سورج کی روشنی پندرہ ہزار برس بعد نظر آتی ہوگی اور جو روشنی اسکی ہمکو نظر آتی ہے وہ بھی آج سے سات ہزار برس پیشتر وہان سے چلتی ہے تب زمین تک پہونچتی ہے ۔ یہ اتنی دور ہے ۔ اِسکے جھنڈون کے اندر چڑی روشنی کے ستارے سے اور بہت نظر آتے ہین جو غالباً اوس سے بھی پرے[۲] دوسرے ستارون کے بیشمار جھنڈ ہونگے۔

بس اب آگے یہان سے نہین چلا جاتا عقل گھبراتی ہے اور خیال کے بھی ہاتھہ پانون پھول گئے چکر آنے لگا۔ اور آگے کہانتک و کس بہروسے پر چلین یہ سلسلہ تو کبھی ختم ہونے والا نہین۔ ہماری دوربین کی طاقت کی حد کہین نہین سمجھنے کیواسطے اسیقدر بہت ہے ۔ خیال کرو کہ اِن کروڑون ستارون کے گرد کتنے سیارے چاند اور دُمدار ستارے ہونگے ۔ یہ سب دُنیائین جس بے انتہا میدان مین عظیم فاصلون پر اپنے اپنے سورج کے گرد ٹھیک راستہ پر انتظام کے ساتہہ مقررہ وقت مین گردش کرتے ہین ایک دوسرے سے ٹکراتی نہین وہ میدان اوسی کو معلوم ہے کتنا وسیع ہے ۔ پھر ہر ایک سیارے پر بیشمار درخت جانور اور انسان (خیر فرشتون کو مت گنو) زمین کے موافق پیدا ہوتے ہین اونکی تعداد کتنی ہوگی ۔ پھر ہر سیارہ کا قانون قدرت جُدا اگانہ سمجھا جاوے تو کیسے عجیب

---

[۱] عالمون نے ستارونکی روشنی کے ٹکرے کر کرکے یہان تک تو معلوم کر لیا ہے کہ وہ کس مادہ سے بنے ہین اتبک یہ معلوم ہوا ہے کہ ستارونمین لوہا ۔ پارہ اور ہائیڈروجن تو ضرور موجود ہے ۔

[۲] دُنیا کیا ہے اللہ میان کا تِلی گھر ہے ۔ سچ ہے ہزارون زبان ہون تب بھی اوسکی لیلا کا بیان نہین ہوسکتا۔

[۳] ہمارے سورج کے ہی ماتحت سیکڑون دُمدار ستارے ہین جو بیچیدار راستونمین گھومتے ہوئے سب سیارونکی سڑک کاٹتے ہوئے سورج کی بھٹی مین آکر سوخت ہوا کرتے ہین ۔ نہ معلوم یہ کون بلا ہین اور کسلیئے پیدا کیئے گئے ہین۔

[۴] پھر جب یہ خیال کرین کہ اتنی دُنیاؤنمین ہر جگہہ ہمارے یہانکی سی ہی کیفیت ہوگی ہر جگہہ بادشاہ ملک فتح کرنے کیواسطے جنگ کرتے ہونگے ۔ ہر جگہہ تیمور اور سکندر پیدا ہوتے ہونگے ۔ مذہبی فساد ہر جگہہ ہونگے حقوق و ملکیت پر مقدمہ لڑ رہے ہونگے ۔ ہر جگہہ بیمار کمبخت اور مصیبت زدہ روتے اور کامیاب بدمعاش مونچھونپر تاؤ دیتے ہونگے ۔ تو ہماری دُنیا کی ساری خواہشین حسرتین یا خوشیان کیسی حقیر معلوم ہوتی ہین ۔ اسیواسطے عالمون نے ویدانت کے اصول قایم کیئے

عجیب قانون ہوتے ہونگے۔ یہ ہمارے خیال مین بھی نہین آسکتا۔ ہر ایک کا فاصلہ کروڑون میل اور جسامت ہزارون میل ہے اسکو سُنکر سوچنے سے ہمارا تو دم بند ہوا جاتا ہے۔ ابھی تک ہمارا نظام شمشی ہی عقل خرچ کر رہا ہے۔ اپنی زمین پر ہی بہت کچھہ معلوم کرتا ہے اور اپنے جسم کا بھی پورا بھید نہین کُھلا۔

آسمان کی کہین حد نہین اور اوسکے اندر دُنیاؤن کا شمار نہین۔ کسی موقع پر کھڑے ہوکر دیکھیئے چارونطرف بے انتہا فاصلہ تک بیشمار ستارے پھیلے ہوئے نظر آوینگے۔ جہان اسکو ختم سمجھتے ہین وہان سے آگے بھی یہی کیفیت ہے جیسی کہ ہمکو یہان نظر آرہی ہے۔ غرض اسکا اخیر کہین نہین ہے اور ہر جگہہ اسکا بیچ ہے .... زمین چاند و دیگر سیّارے سب سورج کے گرد گھومتے ہین۔ اور سورج بھی کسی[1] دوسرے مہا سورج کے گرد گھومتا ہے۔ پھر جسطرح ہمارا نظام معہ اپنے تمام سیّارون و سورج کے کسی کے گرد گھومتا ہے اسیطرح سے دوسرے بیشمار نظام بھی اپنے اپنے مہا سورج یا رنگین سورجون کے گرد گردش کرتے ہونگے۔

ایسے کروڑون مہا سورج معہ اپنے ماتحت سورج و نظامون کے جس ایک خاص مرکز کا طواف کرتے ہین وہی اصلی مرکز تمام کائنات کا ہے۔ اور خدا اکا گھر ہے۔ مگر وہ مرکز کسی خاص مقام پر قایم نہین ہوسکتا جبکہ آسمان کا کہین شروع و اخیر ہی نہین۔ وہ مرکز ہر جگہہ ہے کیونکہ ہر جگہہ آسمان کا بیچون بیچ ہے۔ خدا کا گھر تو مقرر ہوگیا اب خدا کیسا ہے اسکو بھی سُنیے۔

زمین سے سورج کئی لاکھہ گُنا بڑا ہے۔ سورج سے SIRIUS والا سورج کئی سو گُنا بڑا ہی

۱ہ ہمارا سورج معہ اپنے تمام ماتحت جلوس کے آہستہ آہستہ کسی دوسرے ستارے کے گرد چکر لگاتا ہے اور فی سکنڈ ۲۰ میل اوسطرف بڑہتا جاتا ہے جسطرف ستارہ HERCULES کا جھنڈ ہے اور ایک ایسے راستہ مین جلتا ہے جسکا پورا دورہ ختم کرنیکے واسطے کئی کروڑ برس درکار ہونگے۔ یہ ایک دور سورج کا اپنے راستہ پر گویا اوسکا ایک سال ہے۔ جب اوسکا ایک سال ہمارے کروڑون برس کا ہے تو اوسکی ساری عمر کا حساب کون لگاوے

۲ہ اگر آسمان کی کسی جگہہ حد بندی ہوسکتی تو یہ کہنا ممکن تھا کہ اس سب کے بیچ کا مقام ہی خاص مرکز ہے مگر یہ بات نہین۔ یہ ستارے اور نظام سب ایک ہی مرکز کے گرد سلسلہ وار نہین گھومتے بلکہ ایک ایسا جال سا انکا بنا ہوا ہے کہ ہر ایک نظام کا دوسرے نظام سے تعلق ہے اور چکر کھاتے کھاتے ہر ایک نظام کسی نہ کسی وقت ہر موقع پر پہونچ رہتا ہے اور ہر ایک دوسرے کے گرد اس مزے سے گھومتا ہے کہ ہر جگہہ محیط ہے اور ہر جگہہ مرکز ہے (اصل تو یہ ہے کہ ہم ٹھیک اسکو بیان ہی نہین کر سکتے)

اور پھر ایسے مہا سورج نہ معلوم کتنے بڑے ہونگے۔ اب خدا کو خیال کرلو کہ وہ اتنا بڑا ہوگا کہ بیان اور قیاس سے باہر ہے پھر اوسکا جسم ہوتا تو خواہ کتنا ہی بڑا سہی ہم اوسکی مقدار کا اندازہ کرسکتے تھے مگر وہ تو چیز ہی دیگر ہی ہے۔ سارا برہمانڈ گویا ایشور کا جسم ہے جسطرح جسم کے ہر حصے میں روح موجود ہے اسیطرح ایشور تمام براٹ مین پھیلا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز لیجئے اوسکا جسم ہے وہ ایشور کا ہی جزء ہے اوس مین عقل و زندگی ہے وہ بھی ایشور کی۔ اور جہان کچھ نہین خلا ہے وہان بھی ایشور کا ہی جزء ہے غرض وہ سرو بیاپک ہے۔

سورج کی طاقت کا بیان ہم پہلے کر چکے ہین جو اندازہ سے باہر تھی۔ پھر ایشور کی طاقت کا بیان و اندازہ کس مُنہ سے کرین بس اسی مین سمجھ لو کہ ایسی عظیم طاقت والے بیشمار سورج اوسنے بنائے ہین۔ سورج کی بنائی ہوئی زمین چاند وغیرہ اور زمین کی پیداوار وغیرہ کی ماہیت ہی انسان کے لئے وبال ہو رہی ہے۔ اوس سروشکتمان ایشور کی قدرت کا بیان کون کرسکتا ہے جس نے رنگین سورج بنائے اور بیشمار نظامون کے واسطے علیحدہ علیحدہ قسم کے اصول و پیداوار قایم کئے۔ جسنے ہر چیز کو ایسا باقاعدہ بنایا اور ہر کام دنیا کا ایسے انتظام سے چلایا۔ اوسکے پیدا کئے ہوئے اونے سورج اپنے اپنے ماتحت نظام بنا کر اونکو اپنے گرد گھماتے ہین۔ اونمین پیداوار قایم کرتے ہین۔ سب انتظام اپنے قابو مین رکھتے ہین اور اونکے واسطے قانون قدرت مقرر کرتے ہین۔ یہ بیشمار سورج لاکھون میل وسیع اور کروڑون میل ایک دوسرے سے فاصلہ پر سب اوسکے پیٹ کے اندر ہین۔ وہ بے انتہا سورجونکو اکیلا پیدا کرتا اور دھارن کر رہا ہے۔

وہ نراکار ہے کیونکہ ایتھر سے بھی زیادہ باریک اور سب جگہ پھیلا ہوا ہے۔ وہ جوتی سروپ ہے اور سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔ وہ سب سے زیادہ لطیف اور پاک ہے کیونکہ خلا مین کوئی ناپاکی نہین ملسکتی۔ وہ عقل کل ہے کیونکہ اوّل تو تمام دنیا کی عقلین علوم اور زندگیان سب اوسکا ایک جزو ہین۔ پھر اوسنے دنیا کیسی رنگ برنگی اور باقاعدہ بنائی ہے کہ جسکا نقل کرنا یا بیان کرنا تو دشوار پورا سمجھنا بھی ناممکن ہے۔

وہ نہ کبھی پیدا ہوا نہ کبھی مرتا ہے۔ کیونکہ دُنیا ہمیشہ اسیطرح سے بنتی بگڑتی چلی آتی ہین۔ ہمارے سورج کی عمر ہی ایسی انداز سے باہر ہے پھر مہاسورج جنکی عمر شاید قریب غیر محدود کے ہوگی اور ایشور کی ضرور نہ ابتدا ہوگی نہ انتہا۔ وہ سب کا مالک ہے انوپم ہے[1] اور ایسا ہے کہ بیان نہین کر سکتے۔

سچ تو یہ ہے کہ ہم سے یہ مضمون ٹھیک ادا نہین ہو سکتا اوّل تو اوسکے سارے اوصاف ہمارے خیال مین نہین آسکتے۔ پھر اونکے واسطے موزون الفاظ نہین ملتے نہ عبارت ٹھیک بنتی ہے۔ اسلیئے ہار کر ہمین چھوڑتے ہین۔ جنکو خداوند کریم توفیق دے وہ اپنی اپنی عقل کی رسائی کے مطابق زیادہ سمجھہ لین۔

اتنی بیشمار دنیاؤن کے اوپر ایک خدا ہے یہ سمجھکر ہمکو مایوس نہونا چاہیئے کہ ہماری فریاد اوس تک پہونچنا دشوار ہوگا یا ہمارے حصہ مین اوسکا بہت تھوڑا وقت آتا ہوگا نہین وہ ہر جگہہ موجود ہے۔ اوسکے دربار مین ہر ایک کی رسائی ہے۔ اور وہ ایک ہی وقت مین ہر ایک کی درخواست سُنتا اور ضروریات بہم پہونچاتا ہے۔ دُنیا کے سارے دھندے سب قاعدے اور سب کا دل اوسکے قابو مین ہے اسلیئے ایسا کوئی کام نہین ہے جسکو وہ نہ کرسکتا ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مانگنے والا ایسی چیز مانگے جسکا وہ درحقیقت مستحق ہو۔ اور اوسکے حصول کیلیئے خدا کی مرضی اور وقت مناسب کا صبر کے ساتھہ انتظار بھی کرے کیونکہ خدا کچھہ ہمارے تابع نہین ہے کہ جسوقت جو چاہین کراوین۔

اوّل تو ہر ایک کام وہ خود انصاف سے کرتا ہے سب کی ضروریات کا بندوبست اپنی شفقت سے خود ہی کردیتا ہے۔ جیسے اعمال جسکے دیکھتا ہے ویسی ہی جگہہ اوسکو پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر انسان عاجزی کے ساتھہ اپنی مصیبت کے دور کرنے کی دعا مانگے تو اوسکو ایسی ہٹ بھی نہین کہ رحم کرنے کی قسم کھائی ہو۔ وہ ہمارے اطوار درست کردیگا جنکے نتیجے اچھے ہون ہماری آفتون کو ہلکی بنا دیگا۔ جیسا چاہیئے ویسا مستحق اور لایق بننا تو انسان ضعیف البنیان کے واسطے دشوار ہے ہمکو واجب ہے کہ اگر پورے لایق نہ بن سکین تو حتی الوسع کوشش کرین جو عیب ہین اونسے توبہ کرین اگر کوئی عادت خراب نہین چھوٹتی تو اپنی کمزوری دکھاکر اوس سے مدد چاہین۔ اور اپنے گناہون کا اقرار کرکے شرماوین اور معافی کے خواستگار ہون۔

ہم کو یہ بھی نہ چاہیئے کہ سارے کام اوسپر چھوڑ کر آپ ہاتھہ پر ہاتھہ دہر بیٹھین۔ ایسا کرنا اوسپر زیادہ بیجا بار ڈالنا ہے۔ ایسا وبال پالنا کون پسند کریگا جس کام کیلیئے ہم پیدا کیئے گئے ہین وہ خود بھی کرین تب ہی تو وہ راضی ہوگا۔ جو کچھہ ہم سے ٹوٹی پھوٹی کوشش ہوسکتی ہے اوسمین کسر نہ رکھین پھر اوس کام کے انجام پہونچانیکے لیئے اوسکی مدد چاہین یہ مناسب ہے۔ اگر ہم نالایق ہین یا پورشارتھہ نہین کرتے یا نامعقول درخواستین کرتے ہین تو کبھی اونکی منظوری کی ہمکو امید نکرنا چاہیئے۔ اوسکو ہماری عبادت کی ضرورت نہین نہ وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ہم ہاتھہ دہوکر اوسکے پیچھے پڑین۔

---

[1] مفصل دیکھو ہماری کتاب جوہر تحقیقات۔

وہ صرف اسیقدر چاہتا ہے کہ ہم دُنیاوی کام دہرم کے موافق کرین اور اگر ضرورت ہو تو اوس سے فریاد کرین۔ وہ ہماری کمزوریون سے واقف ہے اسلیئے ہماری خطاؤنکو شرمندہ ہوکر توبہ کرنے پر معاف بھی کردیتا ہے۔ جو لوگ ناستک ہین اوسکو گالی دیتے ہین اونکو وہ کچھہ دہیانمین نہین لاتا جسطرح ہماری ناک کے پاس مچھّر بھن بھناوے یا ہمارے مرغی خانہ کی ایک مرغی ہمکو دیکھکر غراوے تو ہمکو پرواہ بھی نہین ہوتی۔

اپنی عقل اور کوشش پر کبھی نازان مت ہو بغیر اوسکی مرضی کے کوئی کام نہین بنتا۔ وہ جو کرنا چاہتا ہے اوسکے واسطے کسی اسباب یا قانون کی ضرورت نہین۔ وہ ذراسی دیر مین جو چاہے کر سکتا ہے۔ پورے کا پاسنگ ہی بہت ہے۔ اسلیئے اوسیکے بھروسے رہو۔ وہ سب جگہہ موجود ہے سبکی اوس تک رسائی ہے سبکے حقوق و خیالات سے وہ واقف ہے ذراسی خوشامد سے وہ راضی ہوسکتا ہے۔ اور سب کچھہ کر سکتا ہے۔ خبردار اوسکو کبھی ناراض نکرو راجہ کا راج ایک دیس مین ہے مگر اوسکا ہر جگہہ اوسکو ناراض کرکے ہم کسی جگہہ آرام سے نہین رہ سکتے اور اوسکی خدائی سے کہین باہر نہین جا سکتے۔

اگر تم اچھے ہو مگر آفت مین پھنس رہے ہو تو بھی شکایت مت کرو۔ کیونکہ اوّل تو اوسکے یہان اندہیر نہین ضرور یہ تمہارے ہی اعمال کی سزا اوسنے تمکو انصافاً دی ہے۔ دویم شکایت کرکے تو ہم اور اوسکو ناراض کردینگے۔ ہان اگر تکلیف مین بھی اوسکا شکریہ کرین تو جیسا زمانہ مین دستور ہے یقین ہے کہ وہ جلد ہماری سزا کو نرم کردیگا اور اپنا رحم فرماویگا۔ ہم اپنے سارے کام اوس عقل کُل کے ہی حوالہ کردین جو آگے پیچھے کا حال جانتا ہے اور انیک طرح سے ایک کام کو کر سکتا ہے۔ ہم ایسے دور اندیش نہین کہ جو اوسکی مصلحتون کو سمجھہ سکین کہ وہ کسطرح ہمکو فائدہ پہونچانا چاہتا ہے۔ اسلیئے ہم اپنی عقل کسی بات مین نہ چلاوین۔ برے بھلے کا ذمہ دار اوسیکو کہین گے تو اوسپر ہمیشہ زور رہیگا اور ہم فائدے مین رہینگے۔ اسلیئے ہمکو یہی کہنا چاہیئے کہ "ایشور جو تیری مرضی ہے مین اوسمین خوش ہون"

مصیبت مین گھبراؤ مت۔ جو ہونے والا ہے وہ مٹ نہین سکتا اور دُنیاوی رنج و راحتین سب چندروزہ ہین۔ اگر عروج حاصل ہے تو جامہ سے باہر نہ ہوجاؤ۔ یہ خیال کرو کہ ہم ایک ذرّہ بمقدار سے بھی کمتر ہین۔ غرور نکرو قارون سے مالدار اور تیمور و سکندر سے بادشاہ بھی یون ہی مرگئے۔ کسی سے دشمنی مت رکھو تعصب چھوڑ دو تم بہت لایق و نیک ہو تو کسی پر احسان نہین کرتے اور پھر بھی ویسے ہی ادنے بندہ خدا ہو جیسا کوئی دوسرا ذلیل بندہ۔ خدا کو نہ ٹھیک تم نے پہچانا نہ اوسنے اپنی اپنی بچگانی عقل کے موافق سب اوسکو سمجھہ رہے ہین اصلیت کو کوئی نہین پہونچا۔ دُنیا مین ہوسکے تو ہر ایک کی خدمت کرو غریبون پر رحم کرو نیکون کی مدد کرو اور بدون کی بدی اونکو سمجھاکر چھڑاؤ یا اونسے بچکر چلو۔

تمام شد

ہمارے کارخانہ مین اُتنی کتابین تیار ہین

جنکی ولایت تک تعریف چھپی ہے۔ جو چار سال کے عرصہ مین برمھا بلوچستان کے علاوہ مصر سے چین تک

باغ لگانیکی کتابین ۔ جوہر نباتات۔ جوہر باغبانی۔ جوہر زراعت۔ پھل پھول انگریزی

نہایت ضروری کتابین ۔ جوہر حکمت۔ جوہر قانون۔ جوہر ریاضی۔ کوک شاستر زیر طبع

عقل بڑھانیوالی کتابین ۔ دلائل ارسطو۔ دلائل قدرت۔ جوہر مشاہیر۔ جوہر غیب۔

بینظیر علمی مذاق ۔ دُنیا کی سیر۔ مُلک عدم۔ ہندوستان کی تاریخ۔ دستر غیب

علمی رومال ۔ عمدہ خاصہ ململ پر قانونی طبی ہدایات تواریخی معلومات وغیرہ چھپے ہوئے فیدرجن

گپت کتابین ۔ دھنروید۔ اقلیدس کے گم شدہ مقالے۔ شناخت جواہرات۔ کرامات قیا

دیگر کتابین ۔ جوہر حیوانات۔ سبب اور سیر۔ غم غلط۔ جوہر موجودات۔ جوہر علوم زیر طبع۔

متفرق کتابین ۔ رفیق تاجران۔ جواب سعدی۔ تاریخ بھوپال۔ ناول مرد و عورت۔ شراب کباب

مذھبی کتابین ۔ جوہر تحقیقات۔ سام وید اردو۔ جوہر مذاہب۔ جوہر فلسفہ۔ قران شریف تعویذ

تصاویر و نقشے ۔ ایشیا یورپ ہندوستان کے۔ تاجگنج وغیرہ مشہور عمارات کے۔ ہر مُلک کے آ

ہماری بڑی فہرست منگائیے جسمین ہر کتاب کا مفصل حال درج ہے۔ جو کسی کتاب کی خریداری کے سا

ملنے کا پتہ ۔ وِدّیا ساگر پریس مقام بروٹھا۔ ضلع علیگڈھ ۔ ڈاکخانہ ہردواگ

ہمارے کارخانہ مین الائچی۔ گلاب۔ سنترہ۔ حنا۔ کافور۔ وغیرہ کا پاک خوشبودار صابن اعلےٰ قسم کا
تیار ہوتا ہے۔ ہمارے یہان برنجی قفل و مُہر بھی انگریزی فیشن کی تیار ہوتی ہین۔
ہمارے باغ مین قلمی آم کے پودے چند اقسام کے بیل مصالحہ۔ پیپرمنٹ چھوہارہ۔ شتاقل مصری۔ مونگ
کی پود تیار ملتی ہے۔ قیمت ارزان۔ ہمارے یہان چند قلمی ادویات عطائی فقیرون کی بتائی ہوئی امراض
پینس۔ گٹھیا۔ بخار وغیرہ مجرب و معتبر بکتی ہین بہت سستی۔ اپنا پتہ صاف لکھیئے و مفصل۔